

هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

نذرانہ عقیدت بازار گاہ امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب



توں میں لایا گیا ہے  
انہما لیتے ہیں

مولائے کائنات کی  
جیات مبارکہ پر شاہیر اہل قلم کے مضامین، منظومات، اور  
ا. واقعات کا حسین مجموعہ

ہذا علیٰ ضرب مستقیم  
ارادنا الغالب  
عنا لیتے ہیں

اول

حصہ

مُرتَبَةً

محمد وصی خان

رحمت اللہ بک ایجنسی  
بمبئی بازار - کھنارادر - کراچی ۷۲

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ عَلَيَا وَآلِيهِ وَسَلَّمَ وَخَلِيْفَةُ بِلَاقِصَلْ

علیؑ حصہ اول علیؑ  
مؤلفہ و مرتبہ  
محمد وصی حسان

علیؑ مولانا آں معنی کہ پیغمبرؐ بود مولانا  
عبت در معنی سزاگفت مولانا وی ہر سزا

افغانستان میں مقام امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ

افغانستان میں دریائے گردیز کے کنارے ایک چوکھی کو امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ہر سال ۲۳ مارچ کو جشن نوروز منایا جاتا ہے، اور روز پاکستان کے آزاد قبائل کے افراد بھی بلا اجازت جشن نوروز کے میلے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس مقام کی مشہوری کی سبب بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر حضرت علی علیہ السلام خود شریف لائے تھے اور یہاں پر ایک کافر جو دیو کو قامت تھا۔ جس نے علاقہ کے لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا، انہوں نے اس دیو کو زخمی کیا۔ یہ کافر آج بھی زندہ ہے۔ سال بھر میں دھیرے دھیرے اس کے زخم بھر جاتے ہیں۔ اور پھر خود بخود بارش ہو جاتی ہے جس سے اس کے زخم پھر کھل جاتے ہیں۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ یہ سوال کرتا ہے کہ اب دنیا میں کس کی حکومت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ کی۔ یہ سنتے ہی وہ ایک دل سوز نعرہ لگاتا ہے جس سے اس کے جسم کے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں۔ افغانستان کے شیعہ سال میں ایک دفعہ یہاں حاضری دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ ہے جناب امیر علیہ السلام کا ایک زندہ معجزہ جسے دنیا آج بھی دیکھ رہی ہے۔ اسی طرح اس کتاب بہت سے واقعات اور معجزات کا ذکر ہے جس کو پڑھ کر آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔

علیؑ

علیؑ

علیؑ

علیؑ

حصہ اول

حصہ اول

حصہ اول

جس میں مؤلف

بحیث مصنف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰهِ وَصِيٌّ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهُ بِلاَ فِصْلٍ هـ

**حصہ ہفتم مضامین اول**

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	اضافی سرورق نمبر ۱	۱	۱۹	بلاغتِ علیؑ	۳۷
۲	علیؑ ولی اللہ	۲	۲۰	اللہ اکبر اور علیؑ کے نعرے	۳۷
۳	اضافی سرورق نمبر ۳	۳	۲۱	عربی زبان پر مولانا علیؑ کا احسان	۳۸
	<b>حصہ اول</b>		۲۲	حضرت علیؑ کی تصویر کا فوٹو	۳۹
۴	گزارش	۴	۲۳	حضرت علیؑ کا بے اولادوں کے لیے غلیبہ	۴۰
۵	انتساب عقیدت	۵	۲۴	علیؑ اور اولادِ علیؑ نے بادشاہوں کی سچی مدد کی۔	۴۱
۶	مقصد ترتیب و تالیف	۶	۲۵	لاہور کی قدیم فرسٹ کالج کا فوٹو	۴۲
۷	انہما تشکر	۷	۲۶	حضرت علیؑ کا معجزہ	۴۳
۸	مقدمہ	۸	۲۷	حضرت علیؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن کا فوٹو	۴۴
۹	جدول حضرت علیؑ علیہ السلام	۹	۲۸	حضرت علیؑ کی جنگی خصوصیات	۴۵
۱۰	شجرہ طیبہ جناب امیر علیہ السلام	۱۰	۲۹	فضائل حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ	۴۶
۱۱	تفصیل ازواج و اولاد جناب امیرؑ	۱۱	۳۰	حضرت علیؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن	۴۷
۱۲	علیؑ ولی اللہ	۱۲	۳۱	اسماؑ مبارک حضرت علیؑ	۴۸
۱۳	تصویر نائب صدر عراق	۱۳	۳۲	حضرت علیؑ کی شخصیت کے چند انمول پہلو	۴۹
۱۴	۱۹۶۵ء کی جنگ اخبار کی زبانی	۱۴	۳۳	حضرت علیؑ کی ایک مخصوص دعا	۵۰
۱۵	روشنی کی تلوار	۱۵	۳۴	جو اہر بارے	۵۱
۱۶	قدرت کی تلوار	۱۶	۳۵	مسک جانشینی رسول خدا اور حضرت علیؑ	۵۲
۱۷	محمد علیؑ کے اور حجتِ علیؑ	۱۷			
۱۸	انگریزی اخبار کا اصل فوٹو	۱۸			
۱۹	محمد علیؑ کے بیان کا اردو ترجمہ	۱۹			

۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۶	حضرت علیؑ کی برجستگی	۱۰۸		<b>حصہ دوم</b>	
۳۷	شانِ علیؑ علمِ الجبر کی روشنی میں	۱۱۵		اس حصہ کو طے کر کے کرام اور دانشوروں کے مضامین سے مزین کیا گیا ہے۔	
۳۸	شانِ علیؑ علمِ برقیات کی روشنی میں	۱۱۷			
۳۹	شانِ علیؑ علمِ الادب کی روشنی میں	۱۲۱	۵۲	کون علیؑ؟	۲۵۷
۴۰	حضرت علیؑ کی معجزہ سنانی	۱۲۵	۵۳	اداریہ	۲۵۹
۴۱	یومِ تاج پوشی جناب امیر علیہ السلام	۱۳۰	۵۴	امیر المؤمنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ	۲۶۱
۴۲	مولائے کائنات نے فرمایا	۱۳۳	۵۵	علیؑ علیؑ	۲۶۹
۴۳	علامہ اقبالؒ حضرت علیؑ علیہ السلام کے حضور میں	۱۳۵	۵۶	علیؑ ازم	۲۷۳
۴۴	قالنامہ حضرت امیر علیہ السلام	۱۴۰	۵۸	اگر علیؑ نہ ہوتے	۱۸۰
۴۵	نادِ علیؑ کے فوائد	۱۴۲	۵۹	قصیدہ لامیہ	۲۸۵
۴۶	علیؑ اور حقوق انسانی	۱۵۰	۶۰	اکتی مع علیؑ و علیؑ مع اکتی	۲۹۰
۴۷	حضرت علیؑ علیہ السلام کی دعا	۱۵۳	۶۱	شاہِ ولایتِ علیؑ	۲۹۱
۴۸	بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم	۱۵۳	۶۲	سپاس جناب امیر علیہ السلام	۲۹۲
۴۹	بحرین کے حیدری منگ	۱۶۳	۶۳	حضرت علیؑ اور مسلمانانِ پاکستان	۲۹۵
۵۰	اس صدی کا زندہ معجزہ	۱۶۴	۶۴	منقبت درودِ حضرت علیؑ	۳۰۵
۵۱	مومنینِ کرام کے لیے ایک نول تحفہ	۱۶۷	۶۵	سندی قدیمی جہانِ علیؑ میں	۳۰۶
	تاریخ کے گم شدہ اوراق۔ علیؑ اور اولادِ علیؑ کے معجزات	۱۶۸		علیؑ اللہ از ازل نعمت	۳۱۱
				تمت بالخیر	

علیؑ کا نام بھی نامِ خدا کیا راحتِ جاں ہے

عصائے پیر ہے، تیغِ جواں ہے، حُرّ طفلانِ

# اِنْسَابِ عَقِيدَةٍ

میری شہرت کا سبب مدتِ حیدر ہے ولی

ورنہ اربابِ سخن میں مرا توبہ کیا ہے

دل کی تمام گہرائیوں اور اش کی تمام وسعتوں، روح کی تمام بالیدگیوں اور عقیدت و شوق کی تمام ایجابی کیفیتوں کے ساتھ یہ ہدیہ ولا اور نذرانہ عقیدت امامِ اول، مولائے کائنات، امیر المؤمنین، امامِ متقین، یعقوب لدین، ہادی و خلیفۃ المسیحین، حلالِ شکلات، نفسِ رسول، زوجِ بقول، عین اللہ، لسان اللہ، وبہ اللہ، ید اللہ، اسد اللہ، اذن اللہ، شیر خدا، صاحبِ ذوالفقار، البوترا ب، کحلِ ایمان، خطیبِ منبرِ سلوٹی، منہج العجایب، الزائب، برادرِ محمد مصطفیٰ، قسیمِ نار و الجنة، سیف اللہ، ناصرِ دین اللہ، وارثِ رسولِ متقین، ولی اللہ، محبت اللہ، صفوۃ اللہ، خلیفۃ الرسول، الولی الوسیٰ السنی، الصفی، الساقی، الہادی، الساجد، العابد، الصادق، الشاہد، الفاروق، الامین، حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمتِ بابوکت میں پیش کرتا ہوں۔ اور انھیں کے نامِ نامی و اسمِ گرامی سے معنون کر کے مستعدی ہوں کہ اس ہدیہ حقیر فقیر عاصی پر معاصی کو شرفِ قبولیت بخشا جائے تاکہ قبولِ عام ہو اور مجھ کو گار کی آخرت کا توشہ ہو کہ مغفرت کے کام آئے۔

”مگر قبولِ افتد زہے عز و شرف“

آخر میں اپنے مولائی بارگاہ سے اپنے والدِ بزرگوار جناب محمد عسکری خاں مرحوم کی مغفرت کے لیے دست برد دعا ہوں اور قارئینِ کرام سے التجا ہوں کہ والدِ مرحوم جناب محمد عسکری خاں کے لیے ایک سورہ فاتحہ پڑھ کر مرحوم کی روح کو بخش دیں



مرتبہ و مولفہ کتاب

محمد وصی خان  
صدر مرکزی تنظیم عزار جسرٹ

## اعتراف

میں اس امر کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت کے لیے بہت سامان جناب سید رضا رضوی سابق متوطن شاہ گنج آگرہ مال مقیم بہار کالونی جمشید روڈ کراچی نے فراہم کیا ہے۔ اور میری بڑی موصولہ افزائی شہرہ کر اس قدر اسلامی اور عشقِ حیدرٹی کا ثبوت دیا جو انھیں اپنے حیدر امجد حضرت امام رضا علیہ السلام سے لاسے۔ جزاک اللہ مجھے ناچیز سے کچھ غلطیاں ہو گئی ہیں جن کے لیے میں جناب رضا صاحب سے معذرت خواہ ہوں اور ائمہ المہارت کے صدرتے میں عفو کا طالب ہوں۔

محمد وصی خان

## ﴿ مقصد ترتیب تالیف ﴾

اس کتاب میں میں نے کوئی نئی چیز پیش نہیں کی، نہ میرا کوئی دماغی کارنامہ ہے، تمام اقوال، واقعات، حالات اور حقائق کتب تواریخ میں موجود ہیں اور سچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی نظر سے گزر چکے ہیں، اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ بہت کم نگاہیں ان مقامات پر ٹھہری اور رگی ہوں گی جن کا تعلق انسانی زندگی کی رہنمائی سے ہے، یا پھر یہ کہ مطالعہ تاریخ کی دلچسپیوں، تمنیوں اور ناگواریوں نے انسانی اذہان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور وہ ان میں گم ہو کر رہ گئے۔ میں شرافتِ نفس اور حکمت و دانائی کے انمول اور زریں ہوا ہر پاروں کو تاریخ کی ضخیم و دبیز کتابوں سے نکال کر چند صفحات میں اربابِ دانش کے سامنے لایا ہوں کہ وہ انھیں دیکھیں اور ان پر غور کریں، ممکن ہو کہ کوئی مثبت نتیجہ نکال کر اپنی زندگیوں کو امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کی ہدایات، اوجیاتِ طیبہ کی روشنی میں ڈھال سکیں۔

بارالہ! میری اس ناپہنچ سہی دلنشست کو قبول فرما اور اس کا صلہ بظہیر محمد و آل محمد علیہم السلام میرے والد مرحوم محمد عسکریؑ کو جو بڑے نسنو میں جنگہ دے جنھوں نے میری تعلیم و تربیت کے فرائض نامساعد حالات کے باوجود کما حقہ انجام دیئے اور جن کی بے وقت مفارقت کے باعث میں ان کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔

خداوند! میری اولاد کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ، ان کو تحصیلِ علومِ محمدیہ و آل محمدؑ کا شوق اور دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرما، نیز انھیں دنیاوی عزت و توقیر اور قبول سے سرفراز فرما، اور میری اولاد کو غمِ حسینؑ کے سوا کوئی غم نہ دے۔ آمین!

## إظهار تشکر

میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے تشکر یہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے دایے، دسے، سنے اور قدسے اس ضمن میں میری معاونت فرمائی۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر میرے سمنوا جناب سرکار حسن صاحب، جناب مولانا سید حسین صاحب، جناب نواب افتخار حسین صاحب، جناب ضیٰ عباس صاحب، جناب سید اختر محمود صاحب، جناب سید محمد بسطین صاحب، جناب سید کاظمی صاحب، جناب سید محمد جوینوری صاحب، جناب قاسم عباس صاحب، جناب جانی صاحب، جناب بادشاہ مرزا صاحب، جناب غلام حیدر صاحب، جناب شاہ حسن صاحب، جناب انصاری صاحب، جناب اسلمی صاحب، جناب ضمیر حیدر صاحب، جناب جبار حسین صاحب، جناب مولانا سید حسین صاحب، جناب اختر لکھنوی صاحب، جناب وحید حسن صاحب، جناب اقبال رضوی صاحب، جناب سرفراز حسین صاحب، جناب سید اعجاز امام صاحب، جناب داؤد حسین صاحب، جناب ثروت حسین زیدی صاحب، جناب عیسیٰ خان صاحب، جناب سرور حسین صاحب، جناب علی سعید صاحب، جناب رسول بخش صاحب (لاڑکانہ) جناب غلام حسین صاحب (سہون شریف) جناب سجاد حسین صاحب، جناب عیوب حسین صاحب، جناب لیاقت حسین صاحب زیدی، جناب میاں غلام بسطین صاحب، جناب سبحان بھائی صاحب، جناب نذیر حیدر زیدی صاحب، جناب نذیر باقر صاحب، جناب لانانا صوفی زائر حسین صاحب، جناب علی شان صاحب، جناب شاہ حسین صاحب، جناب شاہ حسین صاحب، جناب سید عبد عباس صاحب، جناب شکیل صاحب، جناب خواجہ امیر حسین صاحب، جناب غلام محمد صاحب اور جناب سید انیسر حسین صاحب "علی علی" کے مسودات جمع کر کے کتابی شکل دینے پر آمادہ نہ کرتے تو ممکن تھا کہ یہ کتاب ابھی معرضِ وجود میں نہ آتی اور کام التوا میں پڑا رہتا۔ یہ ان کے بہیم اصرار اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ آج میں بفضلِ تعالیٰ اپنے خیالات کا مرقع قارئینِ عظام کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوں۔ خدائے بزرگ و برتر ان سب کو جزائے نیر سے اور کمالِ اہلدار کے صدقے میں ہمیشہ دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال رہیں۔

آخر میں اپنے محسن و مربی اور استادِ مکرم قبلہ جناب سیدنا تاج الدین نقوی صاحب مدظلہ عہدہ کا تہ دل سے تشکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اپنی خرابیِ صحت اور عدمِ فرصتی کے باوجود نہایت جانفشانی اور شب و روز محنت سے کتاب بظاہر نظر تانی بلکہ ترتیب نو فرما کر اسے قابلِ اشاعت بنایا۔ خداوند عالم بظہیر محمد و آل محمد انھیں صحت کاملہ اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

میں جناب سید رضا رضوی کا بھی از حد تشکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھ سے بھرپور تعاون فرمایا، خدان کو اپنے انعاماتِ کثیر سے نوازے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### مقدمہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْقَائِمُ وَالْكَلامُ عَلَى  
أَفْضَلِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْكَرِيمِينَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى  
أَقْرَبِ مَنَابِتِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْعَمُومِينَ لِلْعَالَمِينَ

ایک جمعہ پوری تھا تھی کہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے فضائل  
تاریخ و تفسیر کتابوں سے سُن کر کیا کروں، لیکن یہ کام آسان نہ تھا اور نہ بطبع  
سہل اور واقعہ یہ ہے کہ اس کی طبیعت شکل کاموں سے بھاگتی ہے، اور اسے متزلزل  
ہوجاتے ہیں، عزیمتیں نہیں رہتا، یہ حال پیدا ہوا کہ وہ نہ کو خیال تو آتا تھا کہ اس  
کام کا بیج کاشیں لیکن ہر وقت شکلات اور شوریوں کا تصور مبتلا کرتا تھا۔ سچ  
ہے کہ ہر چیز اور ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ جب وقت آجاتا ہے تو جناب  
اللہ تعالیٰ کو اس کی تکمیل کے سبب فراہم ہوجاتے ہیں اور وہ کام پورا کر دیتا ہے، اس عظیم  
اور تعجب کی چیز کے متعلق ہر کچھ کی معلومات ہم کو حاصل ہوسکتی ہیں ان کے تین ذائقے ہیں۔  
اسلامی تاریخ، کتب احادیث و اخبار اور کتب عقائد۔ جب ہم آل محمد یعنی  
اہلبیت علیہم السلام کے حالات اور واقعات کا تفحص کرتے ہیں تو پوری شکلات میں بے دراضادہ  
ہوجاتے ہیں۔ اس لیے کہ اولاً تو اکثر مسلمان مؤرخین نے آل محمد کے حالات و واقعات کو  
میں تکمیل سے کام لیا، کاربجوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤرخین نے زیادہ تر ہوا  
کے حالات و سچ کیے جو حکمران تھے اور آل محمد کے حالات و واقعات زندگی کو کوئی ہیبت  
نہیں رہی بلکہ شہادہ اور اہم اور کچھ دیا۔ ان بزرگواروں کے متعلق بعض اہم اور مشہور واقعات  
تاریخ کا سچے تو بھلا کیا اور کچھ کافی تحقیق و تفتیش کی رحمت گوارا نہیں کی۔ مشہور واقعات کو بھلا

کو پیش کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تاریخ اسلام کا ایک عظیم اور  
اہم ترین واقعہ ہے لیکن اکابر مؤرخین نے اس واقعہ کو ضعیف اور اختصار کے ساتھ بیان  
کیا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر آل محمد کے متعلق مسلمان مؤرخین نے یہ طرز عمل  
کیوں اختیار کیا؟ اس کے بظاہر دو وجوہ تھے۔ ایک یہ کہ اکثر مؤرخین کا تعلق ایسے  
مکتب خیال کے لوگوں سے تھا جو آل محمد سے کوئی محبت نہ رکھتے تھے اور ان بزرگواروں  
سے ان کو کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ ظاہر ہے کہ جب کسی شخص سے محبت اور تعلق نہ ہو تو  
کیوں؟ اس کے متعلق کچھ کہنے اور لکھنے کی تکلیف و رحمت برداشت کرے گا۔

آل محمد سے یہ بے اعتنائی، بے پروائی اور بے تعلقی اس لیے ظہور پذیر ہوئی کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد اسلامی دنیا میں جو انقلاب رونما ہوا  
یعنی اسلام کی قیادت ان کے گھر سے نکل کر دوسروں میں منتقل ہو گئی اور پھر ان مقدس  
مہبتیوں کے مصائب و شہادت کا باعث ہوئی۔ نہ صرف یہ بزرگوار یکے بعد دیگرے تلوار،  
زہر، قید تنہائی کے ذریعے صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے بلکہ صدیوں تک مسلسل اور منظم  
کوششیں کی گئیں کہ ان کے حالات و علوم اور ان کے فضائل و مناقب بھی مٹا دیئے جائیں۔  
پس ان تمام کارروائیوں کا نتیجہ وہی برآمد ہوا جو ناگزیر تھا۔ مسلمانوں میں چند باایمان  
نفوس بچ گئیں جو باقی سب ان بزرگواروں کے حالات، کمالات، فضائل و اعلیٰ مراتب سے  
ناواقف ہو گئے اور یہ مؤرخین بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں۔

رسول اللہ کی رحلت کے بعد اسلام کی قیادت اور سرداری ایسے افراد کے سپرد  
ہوتی تھی جو آل محمد کی عداوت و مخالفت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ان قائدین اور  
حکمرانوں کو ایک دقیقہ کے لیے بھی گوارا نہ ہوتا تھا کہ آل محمد کا نام بھی لیا جائے یا ان کا  
ذکر خیر ہو۔ زمانہ کا یہ رنگ ہو گیا تھا کہ اگر کوئی صاحب ایمان ان بزرگواروں کا نام سچی  
کے ساتھ لیتا یا ان کے فضائل بیان کرتا تو اس کی سزا تلوار کی تیز دھار ہوتی یا کم از کم  
قید کی سخت سزا۔ اس شدید اور مسلسل اکتساب کی موجودگی میں ان مؤرخین کو جو پہلے سے

ان مفہم ہستیوں سے کوئی خاص دلچسپی اور محبت نہیں رکھتے تھے۔ کیا پڑھی تھی کہ اپنی جان و مال کو خطرہ میں ڈال کر ان کے حقیقی حالات و واقعات شرح بسط کے ساتھ لکھتے۔ بس اتنا ہی لکھا جتنا حکومت وقت نے اجازت دی اور جس کا ترک ناگزیر تھا۔ باوجود اس اقتساب اور روک تھام کے خدانے کچھ ایسے افراد بھی پیدا کر دیئے جنہوں نے صاحبانِ اقتدار اور حکام وقت کے احکام کو ٹھکرا دیا، ان کی مطلق پروا نہ کی اور اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر ان بزرگانِ دین اور اوصیائے رسول اکرم کے حالات و کمالات اور فضائل و مناقب دل کھول کر لکھ دیئے۔ لیکن انہوں نے ان کے اکثر مضمرات و تالیقات و تصانیف ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ان میں سے اکثر کتب کو تو حکام نے بجز و باضابطہ اور منظم طور پر تلف کر دیئے، بعض لوگوں کے یہاں چند کتابیں جو بچ گئیں ان کو حاکم جابر کے زور سے ان لوگوں نے اس طرح چھپایا اور مخفی کر دیا کہ پھر ان کا پتہ نہ چلا اور دنیا بھر انہیں نہ دیکھ سکی۔ مثلاً جب ہم ابن ندیم المتوفی ۳۸۵ھ کی کتاب الفہرست پر نظر ڈالتے ہیں تو اس میں ایسی متعدد کتب کے نام پائے جاتے ہیں جو جان نثارانِ اہلبیت نے ان کے حالات و زندگی، فضائل و مصائب کے متعلق لکھے تھے۔ ان کتب میں سے کوئی صد بھی باقی نہ رہے۔ مختصر یہ کہ اسلامی تواریخ سے اہلبیت علیہم السلام کے متعلق خاطر خواہ کافی اور صحیح معلومات ہم کو نہیں ملتی۔ دوسرا ذریعہ معلومات کا احادیث و اخبار ہیں لیکن ان کی حالت بھی قابلِ طمینان نہیں۔ حضرت سرور کائنات کے زمانے میں ہی مسلمان غلط احادیث وضع کرنے اور بیان کرنے لگے تھے چنانچہ جب اس کی اطلاع آنحضرت کو ہوئی تو آپ نے عتاب فرمایا اور ایسا کرنے سے لوگوں کو سختی سے منع فرمایا۔

رسول اللہ کی رحلت کے بعد جھوٹی اور وضعی حدیثوں کا سلسلہ اس شدت سے جاری ہوا کہ اس کے اندر کے لیے سخت کارروائی کرنی پڑی یہاں تک کہ حضرت عمر نے حضرت ابوہریرہ کے درے لگائے۔

خلفائے راشدین کے بعد جب حکومت خاندان بنو امیہ میں منتقل ہوئی تو ان حکمرانوں نے جھوٹی حدیثیں وضع کرانے کا سلسلہ قائم کیا۔ کثیر قسم صرف کر کے اپنے

فضائل میں اور جناب امیر علیہ السلام اور اہلبیت علیہم السلام کی منقبت میں جو احادیث کو لکھا، ان کے ذکر سے تواریخ اور کتب احادیث و اخبار بھری پڑی ہیں۔ ان جھوٹی حدیثوں کا سلسلہ بنی امیہ پر ختم نہیں ہوا بلکہ بنی عباس کے دور حکومت میں بھی قائم رہا۔

اس حدیث سازی کے وہابی مرض کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دنیا سے اسلام کے علماء اس سے متاثر ہو گئے اور ان جھوٹی و وضعی حدیثوں کو اکثر علماء نے تو عموماً احکامات کی خوشنودی کی خاطر اور بعض نے نادانستہ طور پر اپنی کتابوں میں شریک کر لیا، اور اس کثرت سے شریک کیا کہ ابور میں ان کے متعلق بعض محققین کو بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھنی پڑیں، اس کے باوجود بعض معتبر اور مستند کتب احادیث میں بلکہ صحاح ستہ میں بھی یہ جھوٹی اور وضعی احادیث رہ گئیں جو اب تک موجود ہیں۔

کتب شیوہ بھی ان سے محفوظ نہیں رہیں۔ ان کی کتب احادیث میں بعض ایسی حدیثیں نظر آتی ہیں جن سے بادی النظر میں محمد و آل محمد کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے لیکن ذرا غور و فکر کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان سے ان بزرگوں کی منقصدت اور توہین ہوتی ہے۔

یہ حدیثیں بڑی چالاک و مکاری کے ساتھ وضع کی گئیں۔ بعض بھولے اور کم عقل شیوہ علماء نے ان کو مفید و مطالب سمجھ کر اپنی کتب میں شریک کر لیا۔

ان سب دشواریوں کے باوجود مولائے کائنات کے فضائل جس مذہک ناچیز کو اپنی علمی سمجھ کے مطابق مل سکے ان کو کچھ کیا ہے۔ ان میں نہ رنگ آمیزی سے کام لیا گیا ہے نہ مبالغہ آفرینی سے نہ ان میں ناروا عصیبت کا فرما ہے اور نہ بیجا جنبہ داری بلکہ حقائق و واقعات اور تاریخی مسلمات کی روشنی میں انہیں اس طرح ترتیب دیا گیا ہے تاکہ آپ کی زندگی و سیرت کے مختلف گوشوں پر روشنی پڑ سکے۔ تاریخی واقعات کو تاریخ ہی کی زبان میں دہرایا گیا۔ اس کے علاوہ جناب امیر کی ذات سے جو بی نوع انسان کو برفوائد پہنچے ہیں وہ ان ہی کی زبانی صحیح حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

انہیں غلط رنگ دینے یا سنج کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، اور اختلافی مسائل کو صرف تجزیہ تاریخی و تقدیر و امیت تک محدود رکھا ہے اور حتی الامکان باہم آدینوں سے بچنے کی سعی کی گئی ہے۔ بارگاہِ ندر اوندی میں دست بہ دعا ہوں کہ عصبيت و تنگ نظری کی زنجیروں سے آزارہ کر تحقیق و جستجو کی مجھے توفیق عطا کرے اور میں مولائے کائنات کی ارفع و اعلیٰ شخصیت کے حقیقی ضد و خال پیش کرنے میں کامیاب ہوں۔ میری دلی آرزو ہے کہ یہ کتاب بارگاہِ مرقنوی میں قبول ہو اور میرے لیے زادِ آخرت کا کام دے۔

طالب حق

خاکپائے اہلبیت اطہار

محمد وصی خان

”منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرتؑ کے کسی خاص بھب نے آپ سے سوال کیا یا امیر المومنین! باوجود اس کے کہ اس قدر فضائلِ صوری و معنوی اور کمالاتِ دنیوی و اخروی آپ کی ذات فائز البرکات کو حاصل ہیں پھر کیا سبب تھا کہ ابنِ ہندہ کو مغلوب نہ کر سکے؟ فرمایا۔ دنیا در پاؤں سے قائم ہے۔ ایک حق دوسرا باطل۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک پاؤں سے کھڑی ہو مگر نہ ہو سکی۔“

## جدول حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ

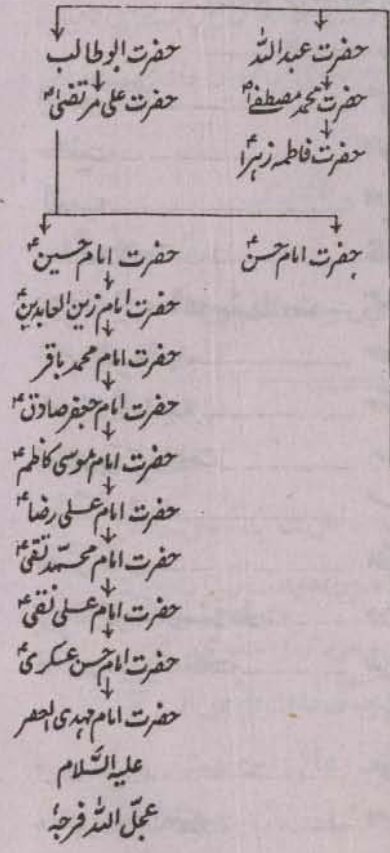
اسم مبارک	علیؑ
کنیت	ابوالمخنی، ابو تراب
لقب	امیر المومنین، مرتضیٰ وغیرہ
جلد ولادت	خانہ کعبہ
یوم، تاریخ، ماہ و سنہ ولادت	جمو۔ ۱۲ رجب سنہ ۱۰ عام الفیل
نام والد ماجد	حضرت ابوطالبؑ
نام والدہ ماجدہ	حضرت فاطمہ بنت اسد
حاکم وقت ولادت	شہر مدینہ
جلد شہادت	مسجد کوفہ
لقب نکاح	الملک بدر الواص القہار
یوم، تاریخ، ماہ و سنہ شہادت	دوشنبہ۔ ۲۱ رمضان ۴۰ھ
قائل و سبب شہادت	فریب بن مجسم طعن از زہر آلود کلوہر
مکات نماز	مکات نماز
بین صبر	۱۲ سال
حکمران وقت شہادت	امیر مہلبیہ (حکمران نام)
مدت امامت	۲۹ سال
جلد دفن	بجہ اشرف (عراق)



## خاندانِ مُرتضوی شجرہ طیبہ

حضرت ابراہیمؑ شجرۃ الانبیاء

- حضرت اسمعیلؑ
- قیدار
- حمتل
- بننت
- سلیمان
- ہیمیح
- یریح
- ادو
- آد
- عدنان
- معد
- نزار
- مضر
- الیاس
- مدرکہ
- خزیمہ
- کنانہ
- نبصر
- ناک
- قہر
- غالب



## تفصیل ازواج و اولاد جناب امیر علیہ السلام

کتاب الوار الحسینیہ، جلد ۲ ص ۲۵ میں ہے کہ ازواج جناب امیر علیہ السلام آنجناب نے دس عورتوں سے نکاح کیا۔ آپ کا پہلا عقد جناب فاطمہ زہرا بنت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا سے ہوا اور آپ کی حیات میں جناب امیر نے کوئی دوسرا عقد نہیں کیا۔ وقت شہادت چار بیویاں موجود تھیں۔ امامہ، اسماء بنت عمیس، لیلیٰ اور جناب ام البنین۔

پسران جناب امیر علیہ السلام کی تعداد ۱۳ تھی پسران جناب امیر علیہ السلام حضرت امام حسن، حضرت امام حسین جناب محسن از بطن جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا۔ حضرت محمد حنفیہ از بطن خولہ خضیبہ دختر جعفر بن قیس۔ حضرت عباس علمدار، جعفر، عثمان، عبد اللہ اکبر از بطن جناب ام البنین دختر حزام کلابیہ۔

اولاد امیر المومنین سے صرف پانچ فرزندوں کی نسل چلی (تاریخ محمد بن جریر طبری۔ تاریخ الوداع اور مناقب شہر آشوب) (۱) حضرت امام حسن (۲) حضرت امام حسین (۳) حضرت عباس علمدار (۴) حضرت محمد حنفیہ (۵) عمر الاکبر۔

جیسا کہ مختلف کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب دختران جناب امیر علیہ السلام کی دختران کی تعداد ۱۶ تھی۔

جناب زینب کبریٰ، جناب زینب صغریٰ (ام کلثوم) از بطن جناب خاتون جنت جناب رقیہ از بطن ام حبیبہ و بیروایت جناب ام البنین کے بطن سے تھیں، جناب زینب کا عقد جناب عبد اللہ بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا اور جناب ام کلثوم کا عقد جناب محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا۔ حضرت زینب کا عقد جناب علی المرتضیٰ کے حالات عام طور پر کتابوں میں نہیں پائے جاتے۔

# عَلِيٌّ وَوَلِيُّ اللَّهِ

جس طرح خدا کے زمانے والوں کے انکار سے خدا کی فدائی پر کوئی اثر نہ پڑا اور لوگ اس پر ایمان لاتے ہی رہے، اسی طرح اہلبیت رسول کی عظمت اور علیؑ کی ولایت و وصایت کو نہ ماننے سے ان کی عظمت و منزلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ برعکس اس کے جب اغیار تاریخ کا غیر جانبدارانہ اور منصفانہ مطالعہ کرتے ہیں تو علیؑ کی ولایت پر خود ایمان لے آتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "ان علیاً صلی وانا من علی وھو ولی کل مومن بعدی" علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور میرے بعد علیؑ ہر مومن کے ولی ہیں۔ صاحب عقبات الانوار نے ۶۷ محدثین اہلسنت سے نقل فرمایا ہے جس میں صحاح ستہ سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کی مستند کتب شامل ہیں۔

"عقبات الانوار فی امامت ائمتہ الاطہار" ایک عظیم تالیف ہے جس کی متعدد جلدوں میں امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ائمہ اہلبیت طاہرین کی امامت، عصمت اور فضیلت سے متعلق اور ان کے حق کے اثبات میں وہ سب کچھ جمع کر دیا گیا ہے جو اللہ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار ارشاد فرمایا اور یہ ارشادات صحابہ، تابعین اور محدثین نے نقل کیے اور جو اہلسنت کی مستند کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔ اس تمہید کے بعد ہم عقبات الانوار سے حدیث ولایت کے ۶۷ حوالے پیش کرتے ہیں۔ طاہر ہے کہ یہ حوالے ان حضرات کے لیے ہیں جو اپنے علماء اور اپنی گزشتہ کتابوں کو مانتے ہیں جو لوگ کسی شترک بنیاد گفتگو پر متفق ہی نہیں اور ہر شخصیت اور ہر بات کے منکر ہیں ان سے کوئی گفتگو عبث ہے۔

قال رسول اللہ! ان علیاً صلی وانا من علی وھو ولی کل

مومن من بعدی" حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی" اس حدیث کو حسب ذیل محدثین نے نقل کیا ہے:

- ۱- سلیمان بن داؤد ایطاسی ۲۰۳ھ - شیخ و استاد احمد بن حنبل کی روایت استعیاب ابن عبد البر میں ہے (مسند صحیح)
- ۲- ابو بکر عبد اللہ بن ابی العسی الکوفی - ۲۳۵ھ - رسالہ قول علیؑ فضائل علیؑ، چالیسویں حدیث۔
- ۳- امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ۲۴۱ھ - مسند احمد بن حنبل میں ابتر صحیح۔
- ۴- ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ اقلیمی الترمذی - صحیح ترمذی میں بسند حسن از زادبان ثقہ۔
- ۵- ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی - ۳۰۳ھ - خصال نسائی۔ یکے ارحام ستہ و کتاب خصال امیر المؤمنینؑ۔
- ۶- حسن بن سفیان النسوی البانوری ۳۰۴ھ - کتاب الاکتفا (مسند) ابراہیم بن عبد اللہ بنی الوصابی۔
- ۷- ابو یعلیٰ احمد بن علی الوصل - ۳۰۷ھ - مسند ابو یعلیٰ بسند صحیح۔
- ۸- ابو جعفر محمد بن جریر البیہقی - ۳۱۰ھ - کنز العمال دتہذیب الآثار۔
- ۹- ختمیہ بن سلیمان الاطرابلسی - ۳۲۳ھ - فضائل الصحابہ۔
- ۱۰- ابو حاتم محمد بن حبان البستی - ۳۵۳ھ - ریاض النفرہ صفحہ ۲۱۲ - ۲۸۷ و تہذیب الاکتفا در حرف میم۔
- ۱۱- سلیمان بن احمد بن احمد بن یوب الطبرانی - ۳۶۰ھ - معارج العسل - علامہ محمد صدر عالم۔

- ١٢- محمد بن عبد الله بن محمد الحاكم البصري نيشاپوري - ٤٣٥ هـ - متدرک علی صحیحین  
من بشرط صحیح مسلم -
- ١٣- احمد بن موسى بن مرويه الاصفهاني - ٤٣١ هـ - كنز العمال ملا محمد متقی -
- ١٤- ابو نعیم احمد بن عبد الله بن احمد بن اسحاق موسی الاصفهانی - ٤٣٣ هـ -  
كتاب الاکتفا الوصابی وفضائل الصحابة -
- ١٥- ابو بکر احمد بن حسین بهیقہ - مناقب انطرب خوارزم -
- ١٦- ابوالقاسم حسین بن محمد الشهير بالرغب الاصفهانی - محاضرات الادباء و  
محاورات الشعراء والبلغاء - مطبوعه مصر -
- ١٧- ابو بکر احمد بن علی بن ثابت البغدادي المعروف بالخطيب - ٤٣٣ هـ -  
كنز العمال مفتاح النجا قول مستحسن معارج النبی -
- ١٨- ابو عسر يوسف بن عبد الله المعروف بابن البراء النمری القرطبي - ٤٣٣ هـ -
- ١٩- سعود بن ناصر السبجانی - ٤٤٤ هـ - ظالفت فی معرفتہ نہیب الطوائف -
- ٢٠- ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجیلانی - ٤٨٣ هـ - مناقب علی بن ابی طالب  
قلمی موجود در کتب خانه ناصریه کهنو -
- ٢١- ابوشجاع شیرویه بن شہر وار بن شیرویه بن خافسہ و الدیمی الصمدانی - ٥٠٩ هـ  
فردوس الاخبار -
- ٢٢- محمد بن علی بن ابراهیم النطنزی - ٤٨٨ هـ - ولادت النخلص العلویہ -
- ٢٣- ابومنصور شہر وار بن شیرویه بن شہر وار شیرویه بن الدیمی - ٥٥٨ هـ -  
مسند الفردوس و کتاب الاکتفاء
- ٢٤- ابوالموئید موفق بن احمد المعروف بہ اخطب خوارزم - ٥٦٨ هـ -  
مناقب امیر المؤمنین -
- ٢٥- علی بن حسین بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن عساکر - ٥٤١ هـ - ریاض النضرہ

- فی تصانیل العشرۃ و الکفایۃ الطالب - توضیح الدلائل و روضۃ ندبہ -
- (٢٦) ابوعاد بن محمود محمد بن حسین بن سبئی الصالحانی - توضیح الدلائل علی الترجیح  
الفضائل شہاب الدین احمد بصراحت حدیث حسن متین -
  - ٢٧- ابوالسادات مبارک بن محمد المعروف بہ ابن الاثیر الجزیری - ٦٠٦ هـ - جامع الاصول  
من احادیث الرسول -
  - ٢٨- عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم بن الفضل الفردینی الرافعی - ٦٢٣ هـ -  
کنز العمال ملا علی متقی و محتاج التاجیرنا بدختانی صفحہ ٢٢٨ فصل خامس  
من المصاب الثالث -
  - ٢٩- عزیز الدین ابوالحسن علی بن محمد المعروف بہ ابن الاثیر - ٦٣٠ هـ - اسد الغابہ  
فی معرفۃ الصحابہ (حرف العین ترجمہ العلی)
  - ٣٠- ابوالریح سلیمان بن موسی بن سالم البینی الکلامی المعروف بہ ابن سبع - ٦٣٣ هـ  
شفا و الصدور، کتاب الاکتفاء - تہذیب الآثار ابن جریر -
  - ٣١- ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن الواحد المقدسی السعدی البلیلی - ٦٣٢ هـ -  
کتاب الخوار، کتاب الاکتفاء، متدرک عالم -
  - ٣٢- ابوسالم محمد بن طلحہ القریشی الزریر - ٦٥٢ هـ - مطالب السؤل صفحہ ١٥٢  
فصل خامس، باب اول -
  - ٣٣- ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی - ٦٥٨ هـ - کفایۃ الطالب،  
مختلف اسناد سے باب ٦٢ -
  - ٣٤- محب الدین ابوالعباس احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی اکلی - ٦٩٦ هـ  
ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ فصل خامس باب الرابع قسم ثانی -
  - ٣٥- ابراہیم بن محمد الحونینی - ٤٢٢ هـ - فراید المظین فی فضائل المرتضی و البتول و  
السبطین میزان الاعتدال -

- ٣٦- شمس الدين ابو عبد الله محمد بن احمد الذهبي - ٤٢٨ هـ ميزان الاعتدال -
- ٣٧- حافظ محمد بن يوسف لزندى ٤٥٠ هـ - نظم در السعدين والمعالج الوصول الى مفارقة فضل آل الرسول -
- ٣٨- محمد بن مسعود الكازرونى ٤٥٨ هـ -
- ٣٩- على بن شهاب الدين الهمدانى - ٤٨٧ هـ - مودة القرني
- ٤٠- سيد شهاب الدين احمد (صاحب توضيح الدلائل) توضيح الدلائل - صفحہ ٣٨٥ باب فاس وصفه ٢٤٩ باب سابع والعشرون -
- ٤١- شهاب الدين احمد بن على المعروف به ابن حجر عسقلانى ٨٥٣ هـ الاصابه بتميز الصحابه بحواله صحيح ترمذى -
- ٤٢- حسين بن معين الدين اليزوى الميبرى ٥٨٤ هـ - فواتح بحواله صحيح ترمذى
- ٤٣- جلال الدين عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطى ٩١١ هـ
- ٤٤- شهاب الدين احمد بن محمد العسقلانى ٩٢٣ هـ - اشاد السارى شرح صحيح بخارى بروايت احمد بن حنبل
- ٤٥- الحاج عبد الوهاب بن محمد بن رفيع الدين احمد البخارى ٩٣٢ هـ تفسير نورى
- ٤٦- محمد بن يوسف السامى ٩٥٠ هـ - سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد بحواله امام احمد وبخارى ودا سماعيلى ونسائى -
- ٤٧- شهاب الدين احمد بن محمد بن على بن حجر البيهقى ٩٤٣ هـ منجى مكى شرح قصيدة بهزنيه -
- ٤٨- على بن حاتم الدين بن عبد الملك القادري المعروف به المتقى ٩٤٥ هـ كنز العمال (بطرق متعدد)
- ٤٩- شيخ عبد الله العبدروس ٩٩٠ هـ - النقد النبوى والسيرة المصطفى بحواله ترمذى وحاكم -

- ٥٠- ميرزا محمود بن معين الدين - ١١٠٣ هـ - كتاب المناقب بحواله ترمذى
- ٥١- ابراهيم بن عبد الله وصافى ميني شافعى - اسنى المطالب
- ٥٢- احمد بن محمد بن احمد الحافى الحسينى الشافعى - تبرذاب فى ترتيب الاصحاب
- ٥٣- جمال الدين عطا الله بن فضل الله الشيرازى - كتاب الربيع فى مناقب امير المؤمنين - ١٠٠٠ هـ -
- ٥٤- على بن سلطان محمد الهروى القادري - ١٠١٣ هـ - مرقاة مشرحة مشكوة -
- ٥٥- عبد الروف بن على المنادى شافعى - ١٠٣١ هـ - محنوز الحقائق فى ترتيب خير الخلق -
- ٥٦- سيد محمود بن على الشينجاني القادري - ١١٠١ هـ
- ٥٧- احمد بن الفضل بن محمد باكيستر ١١٣٢ هـ - وسيلة المال فى مناقب الائمة (از امام احمد بن حنبل)
- ٥٨- ميرزا محمد بن محمد خاں حارثى بخارى ١١٢٣ هـ - مفتاح النجاة فى مناقب آل العبا (از امام حنبل ونزول الابرار)
- ٥٩- محمد صدر عالم - ١١٣٦ هـ - معارج العلى -
- ٦٠- شاه دلى الله بن عبد الرحيم - ١١٤٦ هـ - قرّة العيين (از حاكم ونسائى)
- ٦١- محمد بن اسماعيل الامير اليميني - ١١٨٢ هـ - روضة المذيع شرح تحفة علوية ترمذى والواجتم
- ٦٢- محمد بن الصبيان - ١٢١١ هـ - اسحاف الراغبين فى سيرة المصطفى وفضائل اهل بيته الطاهرين -
- ٦٣- احمد بن عبد القادر عجمي شافعى - ١٢٢٥ هـ - ذخيرة المال فى شرح عقد الجواهر ل
- ٦٤- مولوى محمد ميبين بن محب الله سهبلى - ١٢٢٥ هـ (وسيلة النجاة از حاكم و ترمذى -

۶۵۔ صحیح سالم بن سلام اللہ مفید شیخ عبدالستغیث محدث دہلوی۔ اصول الایمان (از ترمذی)

۶۶۔ مولوی ولی اللہ لکھنوی۔ ۱۲۷۰ھ۔ مرآة المؤمنین فی مناقب آل سید المرسلین فصل ثانی، باب اول۔

۶۷۔ شیخ سلیمان قندوزی۔ نیابیع المودۃ (از سنن ترمذی)

۶۸۔ مولوی حسن الزماں الہیکانی فی الحدیث آبادی۔ التول المستحسن فی فخر الحسن <sup>صفحہ ۳۱۳</sup>

قارئین کرام! اس سلسلہ میں آپ کو اتنا اور بتانا چلوں کہ سندھ اور ملتان میں ایک نہر ارسال قبل بھی اذان اور کلمہ میں "علیٰ ولی اللہ" کہا جاتا تھا جناب کی خدمت میں کتاب "حسن بن صباح" مصنف مولانا مولوی عبدالکلیم ایڈیٹر دکن مطبوعہ مکتبہ سلطانی بھنڈی بازار ممبئی ۳ صفحہ ۷۲-۷۳، باب "سندھ اور ہندوستان کے باطنی" میں شہر لکھنوی فرماتے ہیں:-

"مسعودی، ابن فروزیہ، ابن حوقل، ابوالسختی اسطخری اور علامہ بشاری کے سفرناموں کو اگر ترتیب سے رکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اسماعیلی مذہب آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے کس طرح سندھ کے تمام مسلمانوں کا مذہب بن گیا تھا۔ ملتان تو پہلے ہی اسماعیلی مذہب کا پیرو ہو چکا تھا۔ منصور لا باقی تھا، اس نے بھی خلافت بغداد کے مذہب کو چھوڑ دیا اور دونوں جگہ کی مسجدوں کے خطبوں میں مصر کے خلفائے بنی فاطمہ کے نام شامل ہو گئے اور اذان میں کلمہ "اشھدان علیاً ولی اللہ" بڑھ گیا"

ابو الحسن علی بن حسین بن علی المسعودی جن کا انتقال ۹۵۶ھ میں ہوا ہے اور اس واقعہ کو آپ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں

نے انتقال سے دس بیس سال قبل ہی سندھ اور ملتان کا دورہ کیا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشھدان علیاً ولی اللہ، کلمہ اور اذان میں تقریباً ۱۲۷۰ھ یا اس سے پہلے سے رائج تھا جو آج تک سحر اللہ رائج ہے اور قیامت تک رائج رہے گا۔ یہ کتاب جس سے میں نے یہ عبارت نقل کی ہے جناب سید رضارضوی ساکن بہار کالونی جھیروڈ کراچی کے پاس موجود ہے۔ "منصورہ" کراچی کا سابقہ نام ہے

ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں مندرجہ بالا حقائق کی تصدیق کرتا ہے۔ یاد رکھو یہ سفرنامہ انتہائی معتبر دستند سمجھا جاتا ہے۔

## وَجَدَ اللَّهُ

او خیواند اذخت بر روی علی

افتخار ہر نبی و ہر ولی

(مولانا رومی)

## خَلِيفَةُ اللَّهِ

مگر خلیفہ چارم در اوش خوانند

من اولیش شناسیم نیتش ثانی

(حکیم قانی)

## اسد اللہ

غالب نام آورم نام و نشانم میرس

ہم اسد اللہ و ہم اسد اللہیم (غالب)

## فضا میں نعرہ جیدری کی گونج

اپنے تو اپنے دشمنوں میں بھرتے یا علیؑ کا نعرہ اٹھایا  
بھارتی فوجوں نے شکست کھینے کیلئے حضرت علیؑ سہارا  
لینا شروع کر دیا

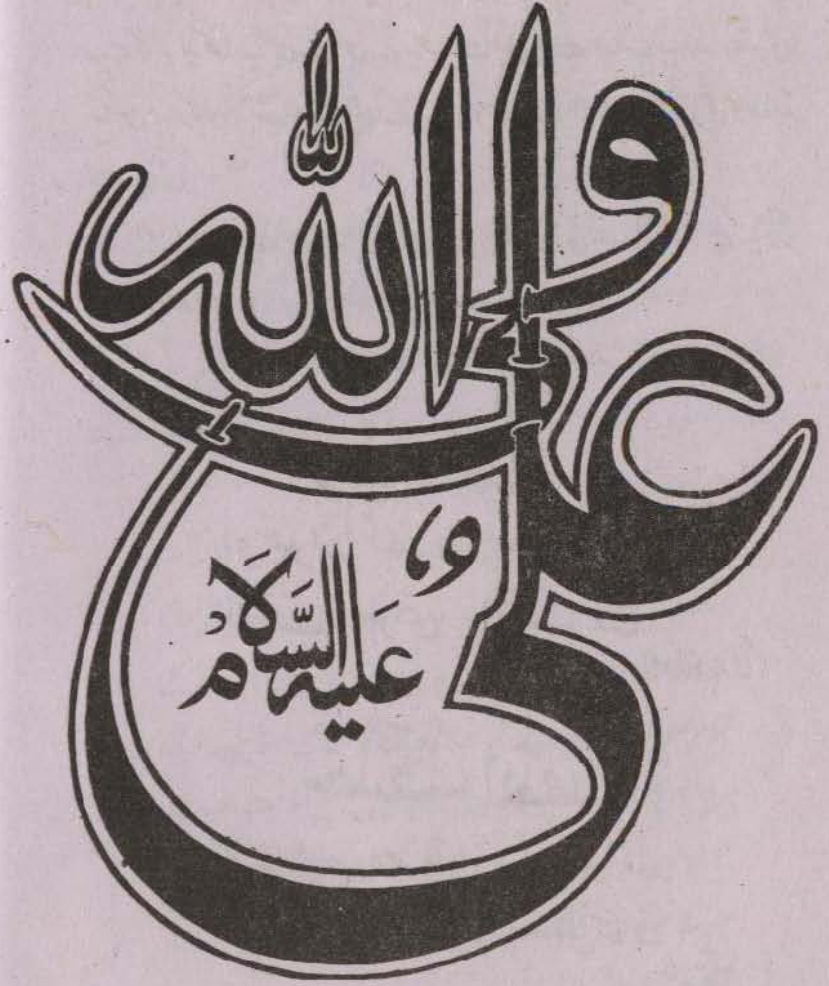
ہندوستان پاکستان کے ۱۹۶۵ء کے جنگ کا حال  
اخبارات کی زبانی

راولپنڈی ۱۰ اکتوبر اپنی پبلک ریڈیو پاکستان فوج کے ایک افسر نے اخبار نویسوں کو  
حالیہ جنگ کے متعلق معلومات ہمیں سنبھالتے ہوئے بتایا کہ بھارتی فوج کے دو گروہ اور جٹ ایئر فورس  
کی نقل آمارتے ہوئے ریاکوٹ اور بھیت گڑھ میں حملے کے وقت یا علیؑ کا نعرہ لگا رہے تھے  
جنگ کے شور میں پاکستان فوجیوں نے بھارتی سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے برتے  
لگا رہے تھے انہوں نے کہا ہم یہ بات نہیں سمجھ سکے کہ بھارتی برتے ہیں وہ کہہ دینے کیلئے لگا  
رہے تھے یا اس طرح وہ اپنے اندر قوت اور اپنے حملے میں زور پیدا کرنا چاہتے تھے۔  
روٹنہما انجام کراچی مورنہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء

ہمارے جانباز مجاہدین وطن ہی یا علیؑ کا نعرہ نہیں لگاتے ہیں

بلکہ ان کے جنگی ہتھیار اور توپیں بھی یا علیؑ کہتی ہیں!

واہگہ کی سربراہی ۱۰ اکتوبر (انجام) تمام ممالک و خصوصاً ہمارے جوان خدا پر کامل بھروسہ اپنے مقصد  
پر یقین اور وطن سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں، وہ انہیں اپنے اس لیے بھی بہت پیار ہے  
اپنے ایسے ہی ایک توپچی کا بڑا دلچسپ اور اترا نیچر تصنیف میں آیا ہے وہ جب سے آٹھویں



کتبہ تہذیبیہ پاکستان راولپنڈی

مُصَنَّف:۔ عبدالکریم مشاق

میں متعین ہے۔ ایک ہی توپ پر کام کر رہے۔ سنا ہے اس نے ہمیشہ اپنی توپ کو دلوں کی طرح  
 بنا سنا کر رکھا ہے روزانہ دو مرتبہ اسے کپڑے سے اچھی طرح صاف کر کے چمکا تا تھا۔ جب اسے  
 محاذ پر دشمن کے مقابلے میں توپ چلانے کا موقع ملا تو وہ فرط مسرت سے ناچنے لگا اس نے بجلی  
 کی ہی بھرتی کے ساتھ مورچے پر اپنی پوزیشن بحال کی اور پھر دشمن پر جنم کے دروازے کھول دیئے  
 وہ ہر گولہ چلانے کے بعد عقاب کی سی نگاہوں سے اپنا نشانہ دیکھتا اور جب اسے نظر آتا کہ اس کے  
 گولے سے دشمن کے پناہوں کے لوتھڑے ہوا میں اڑ رہے ہیں تو بے اختیار یا علیؑ کا لہو لگا کر  
 دوسرا ناز کر دیتا۔ جب اس کا گولہ کسی بینک میں لگتا تو وہ بے اختیار اپنی توپ کو چومتا اور ہنستا شاکا  
 شیر کی بھی بھون کر کہہ دے گا نفروں کو۔

بتایا گیا ہے کہ وہ بانامہ اپنی توپ سے باتیں کیا کرتا تھا اور انتہائی جوش و خروش کے عالم  
 میں کہتا تھا۔ "تو مسلمانوں کا ہمتیار ہے۔ ظالم خشن پناہتی ہے تو کانفوں کے ٹکڑے اڑا دے۔"  
 اس کے ساتھ ہی جب اس سے پوچھتے کہ تم اس بے زبان سے باتیں کیوں کرتے ہو تو وہ کہتا  
 "ابے تمہیں بے زبان نظر آتی ہے، یہ تو میری جان ہے دیکھتے نہیں یہ کتنی گرج گرج کر بولتی ہے  
 تم اس کی زبان نہیں سمجھتے غور سے سنا، جب گولہ چلتا ہے تو اس کے منہ سے صاف آواز نکلتی ہے

### یا علیؑ، یا علیؑ

یہ انکوٹ کے محاذ پر جن توپچیوں سے ملا، ان کا بھی یہی حال تھا، وہ بتاتے ہیں کہ یہ کسی  
 انسان کا کام نہیں تھا۔ جناب ہم نے اس جنگ میں مجزے دیکھے ہیں۔ ہم نے خدا کی قدرت کے  
 محبت سے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ (روزنامہ بنام کراچی، مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

### یا علیؑ کا لغزہ سن کر بھارتی سپاہی کا دم نکل گیا!

راولپنڈی ۲۲ اگست، مظفرآباد سے اطلاع ملی ہے کہ کل رات بھارتی فوج نے چناری  
 بے آگے بڑھنے کی کوشش کی، بجاہدین نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ بتایا گیا ہے کہ بجاہدین یا علیؑ  
 کا لغزہ لگا کر آگے بڑھ کر ایک بھارتی سپاہی رام چند دہشت سے وہیں گر کر ہلاک ہو گیا۔

لڑائے وقت ۸/۲۵، جنگ کراچی ۸/۲۶

ہم نامہ نگار محب مفتوحہ علاقے میں داخل ہوئے تو پاکستانی فوج کے موچوں میں بیٹھے  
 ہوئے جوانوں نے اللہ اکبر اور یا علیؑ کے لغزوں سے ہمارا استقبال کیا۔ گاڑی میں میرے برابر  
 پیرس کے اخبار "لی نکار" کا نامہ نگار بیٹھا تھا۔ اس نے پاکستانی جوانوں کے لغزوں کے جواب میں  
 آگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی۔ میں نے اس اشارے کا مطلب اس سے دریافت کیا  
 تو اس نے کہا ہمارے ملک میں اس کا مفہوم ہے کہ "خدا تمہارے ساتھ ہے"

۔ فوجی جب محاذ پر جانے کے لئے آبادیوں کے قریب سے گزرتے ہیں تو شہری انہیں مشرودا  
 پیش کرتے ہیں اور اللہ اکبر اور یا علیؑ کے نکل نکل لغزوں کے ساتھ انہیں رخصت کرتے ہیں مشرق  
 و کھیم کرن میں پاکستانی فوجی اسرفتنہ زمین پر رکھ کر تمام صورتحال سمجھا رہے تھے کہ پلٹ کر فوجی  
 توپوں نے بھارتی طیارے کو اپنا نشانہ بنایا اور چشم زدن میں فضا میں دھوئیں کی ایک بھاری بھر پور  
 ہوئی جوانوں کے چہروں پر فتح و کامرانی کی جگہ گائیں نمایاں ہو گئیں اور دور فضا میں لغزہ بکیر اور بیخ  
 لغزے پختن اور ایک لغزہ حیدری یا علیؑ سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔ ہم نے ایسے روح افزا  
 مناظر چار بار دیکھے۔ (لڑائے وقت ۹/۲۱)

۔ مشح کی داد۔ نئے لوگ شعر و لغزہ پر تال بجا کر داد دیتے ہیں لگ رہا ہوں کا طور  
 آگ ہے وہ جب کسی لغزہ یا شعر پر سمجھتے ہیں تو لغزہ حیدری یا علیؑ بلند کرتے ہیں، کل یہ لغزہ اس ہسپتال  
 میں بہت گونجا جہاں سپاہی موچوں سے زخمی ہو کر آئے ہیں اور زید علاج ہیں۔ (مشرق ۹/۲۹)

۔ آج کی خمبیا۔۔۔ جھٹ پٹے کا وقت تھا۔ ادکلاد راہ گیر سڑک سے گزر جانا پھر حق حوں  
 کی چاب دھندلکے میں جذب ہو جاتی۔ ایک شخص اپنے ننھے سے بچے کی انگلی پکڑے سڑک سے گزرا  
 نیند بچے کی آنکھوں میں مائی ہوئی تھی وہ بار بار جانی لیتا اور ننھی ننھی میٹوں سے آنکھیں ملتا۔  
 اچانک نلے میں خفیف سی گڑ گڑا ہٹ سنائی دی۔ اچلے آسمان گاؤں کسی طیارے کی آواز سے  
 گونجنے لگا۔ وہ پلی آئی اے کا ایک عام مسافر طیارہ تھا۔ بچے نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان میں تکیا  
 کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور جب وہ قریب نظر آیا تو اس نے اپنی انگلیوں کو باپ کے ہاتھوں کی  
 گزرت سے آزاد کیا اور پھپھڑے کی پوری قوت کے ساتھ اڑیوں کے بل کھڑے ہو کر لغزہ لگایا۔  
 "لغزہ حیدری، یا علیؑ۔"

آج ایک ننھے بچے نے لاہور کا آواز لغرہ جیوری یا علی سے کیا ہے۔ یہ لوگ اخبار میں کیا ڈھونڈ رہے ہیں۔ آج کی تاریخ ترقی بابلی ہے۔ لغرہ جیوری یا علی اس نعرے کی بازگشت صدیوں سے ہی جاری تھی آج ایک ننھے نے اس بازگشت میں اپنی آواز کا آواز شامل کر دیا۔ یہ آواز ہمارے کانوں میں محو شدت کے ساتھ گونج رہی ہے۔ رگ اور ریشے میں سما رہے۔ خون میں گردش کر رہی ہے۔ آج کی تاریخ ہمارے وجود کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ (مشرق ۹/۱۲)

۱۔ رگی کے علاوہ میں مجھے (نام نہ نگاری) بتایا گیا کہ ۱۶ روز کی اس جنگ کے دوران دیہات کے بچوں، توپوں اور ٹنکوں اور عمارتوں کے دھواکن کے اس قدر سما دی ہو گئے تھے کہ جس نے گولہ باری کی آواز نہ سنی وہ اپنے والدین سے استفسار کرتے کہ آج پٹانے کیوں نہیں چل رہے بچے دن کے وقت ہری کے روڈ پر لغرہ جیوری اور لغرہ جیوری بلند کرتے۔

### بھارت نے یا علی کا لغرہ ہم سے چرایا ہے

میاں محمد نسیم دلو، صوبائی وزیر کابلی بہار

۲۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء۔ لاہور کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے میاں محمد نسیم دلو صوبائی وزیر کابلی بہار نے فرمایا۔ بھارت نے اٹو امریکہ سے مانگا ہے اور لغرہ ہم سے چرایا ہے یا علی کا لغرہ ہم بھی لگاتے ہیں اور وہ بھی لگاتے ہیں۔ لیکن علی مرتضیٰ کو مظلوم ہے کہ ہم دل سے یا علی کا لغرہ لگاتے ہیں اور وہ بھارتی صرف زبان سے یہ لغرہ لگا رہے ہیں (۲۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

### فلائٹ لیفٹننٹ کری اپا کا پاکستان کی

قید میں آنے کے بعد اپنے معالجین کو بیان!

میرے ذمہ اپنی حکومت کی طرف سے یہ ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ میں لاہور میں راوی کے پل کو بموں سے اڑا دوں چنانچہ راوی کے پل کو بموں سے اڑانے کیلئے میں نے ۵ دنوں لاہور پر اڑان کی لیکن ہر دفعہ وہاں میں مجھ کو ایک ہزاروں بزرگ کھڑا کھائی دیتا تھا جو میرے بموں کو دیا میں غرق کر دیتا تھا۔ اسی طرح ہزاروں بزرگ مختلف جنگی محاذوں پر ہمارے اور

بھارتی فوجیوں نے دیکھے ہیں جن کے قصے ملکی اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں اور وہ زبان زد عوام و خواص ہیں، کچھ بھارتی فوجی قیدی ہمارے فوجی حوالوں سے پوچھتے رہے ہیں کہ پاکستان کی ہندو دیوالی فوج جو میدان جنگ میں ہم سے لڑتی رہی ہے، کہاں ہے، ہفت روزہ خود اور اطیاء کرام کی کراوات کی منکر و! ان مشاہرت کے بعد تو ایمان لے آؤ۔

### اسلام کے سپہ سالار اعظم کی

اپنے فوجیوں کو زریں ہدایت!

۱۔ نزل الجبال ولا تنزل  
دیکھو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے پر اس طرح جمع جانا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے لیکن تم نہ ہٹنا۔

۲۔ اَعِدِ اللهُ جَمْعَ جَمْعَتِكَ

اپنا سمر اللہ کی راہ میں عاریتاً پیش کر دو۔

۳۔ تَدْفِي الْأَرْضَ قَدَمَكَ

میدان جنگ میں اپنے قدم بیخ کی طرح کاڑھ دو۔

۴۔ اِمْرًا بَصَوْرٍ اقْصَى الْقَوْمِ

دشمن کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا۔

۵۔ غَضَبٌ بَصَوْرٍ

اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھنا۔

۶۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ النَّصْرَ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ سُبْحَانَ

اور یہ بھی جان لو کہ فتح و نصرت کا عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

مندرجہ بالا زریں تعلیم اسلام کا بازوئے شیر زن، دنیا کا مثالی سپاہی علی صیبا انسان ہی دے سکتا ہے جسکی پشت میدان جنگ میں دشمن کبھی نہ دیکھ سکا۔

آپ کا ایک زریں قول ہے کہ موت انسان کی محافظ ہے مقصد یہ ہے کہ موت سے



ڈر کر بھاگنا بیکار ہے، اس کا تو وقت مقرر ہے نہ تو اس وقت سے پہلے آئے گی اور نہ بعد میں آئے گی لہذا اس کے ڈر سے میدان جنگ سے بھاگنا بے سود ہے۔

## غزہ حیدری

(پرودا منجاندھری)

غزہ حیدری، غزہ حیدری  
یا علی، یا علی، یا علی، یا علی  
دشمن دین کی ہم نے کمر توڑ دی  
برکتیں ہیں یہ سب آپ کے نام کی

یا علی، یا علی، یا علی، یا علی

دین احمد کی عظمت کے خاطر مٹے  
شکوہ ملک و ملت کی خاطر مٹے  
مٹنے والے صداقت کی خاطر مٹے  
یوں مٹے، پاگئے جاوداں زندگی

یا علی، یا علی، یا علی، یا علی

مرغ بسلی کی صورت تڑپنے لگے  
ہانپنے، کانپنے اور لہز نے لگے  
دشمن دین کے پاؤں اکھڑنے لگے  
غازیوں نے تمہیں جب بھی آواز دی

یا علی، یا علی، یا علی، یا علی

## غیبی تلوار اخبارات کے کالموں میں

### روشنی کی تلوار

روزنامہ امروز ملتان یکم نومبر ۱۹۶۵ء

ملتان ۳۱ اکتوبر۔ ان دنوں ملتان میں ایک تلوار نما روشنی کے نمودار ہونے کا محضوہ شہر کے ہزاروں باشندوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہ تلوار صبح ۴ بجے سے ۵ بجے تک مطلع آفتاب کے عین اوپر سے نکل کر مغرب کی طرف کافی دور تک پھیلتی نظر آتی ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس تلوار کا نمودار ہونا پاکستان کی قوت اور فتح کی نیک فال ہے۔

روزنامہ امروز موئزہ ۴ نومبر ۱۹۶۵ء

پاکستان کے مختلف شہروں میں پچھلے چند روز سے علی الصبح چار اور پانچ کے درمیان آسمان پر جنوب مشرق میں ایک ستارہ نظر آ رہا ہے، جس کی شکل تلوار کی سی ہے خود سے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے یہ تلوار چمکیلے ذرات یا بادل کے ٹکڑے سے بنی ہو۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غیبی امداد کی بشارت اور سامراج کے مقابلے میں پاکستانی مسلمانوں کی فتح و نصرت کا بیجا ہوا ہے

روزنامہ مشرق لاہور ۶ نومبر ۱۹۶۵ء

(لاہور نامہ)

آسمان ان دنوں کیا کہتا ہے؟ یہ دمدار تار ہے یا تلوار؟ ایک گرم چرخ نے اس نشان کو دیکھا اور کہا مجھے تو یہ تلوار کا نشان نظر آتا ہے۔  
حقیقت مندوں نے اس بات پر تامل کیا، پھر اس نشان کو دیکھا اور کہا، یہ ذوالفقار ہے معرکہ پڑے گا۔ پاکستان کی فتح ہوگی۔

# Ali: This will be my last fight

By TONY FRANCIS

**HEAVYWEIGHT** champion Muhammad Ali announced yesterday that he would retire after his fight against Joe Bugner at Merdeka Stadium on July 1.

All, 33, ("It's starting to hurt now") said this at a special press conference at the Kuala Lumpur Hilton yesterday.

"My mind is 99 per cent made up," said Ali who appeared serious on retirement. "But I will make an official announcement just before I get into the ring against Bugner."

He also said he would on July 1 name his successor (he did not specify whether it would be before or after the fight) and that the successor would be either Ken Norton, George Foreman or Joe Frazier.

"I think I have the right to name my successor," said Ali. "Usually they have elimination rounds to select a new champion. But I am going to name the successor to my crown," he added.

If Ali does retire it would mean passing up a chance to make US\$3 million by fighting Joe Frazier should he beat

# 7 days to big fight

Bugner, Madison Square Garden, Manila and Castro have all made offers for Ali to fight Frazier.

## Main reasons

Throughout the 45-minute press conference, Ali talked of spending more time with his wife Belinda and four children and helping to promote the teachings of Islam. These, he said, were the main reasons for him wanting to retire.

He said he had been slated to defend his title against Frazier and Foreman all within the next six months, making it impossible for him to spend more time with his children.

"On top of that, I have a movie to make on my life story, and college lecture engagements," he said.

"My wife Belinda broke down and cried this morning, saying she has not seen the children for so long and they are all so far away," he added.

(Ali and Belinda have been in Kuala Lumpur since June 10).

The champion also spoke of getting tired after 21 years of boxing, of a body that is beginning to wear out and of starting to get hurt in his fights (he suffered a broken jaw against Ken Norton).

He said that he felt tired after working 15 rounds on the speed ball, skipping and shadow boxing yesterday and felt pain in the body, legs and arms.

"I know I've gotta fall soon, I know I've gotta go sometime. This can't last forever. So I am getting out now while I am still active and retire as champion," he said.

Ali said he would like to lead the life of just an ordinary person so that he could walk the streets with his family without police escort or people getting hurt trying to mob him.

## Last time

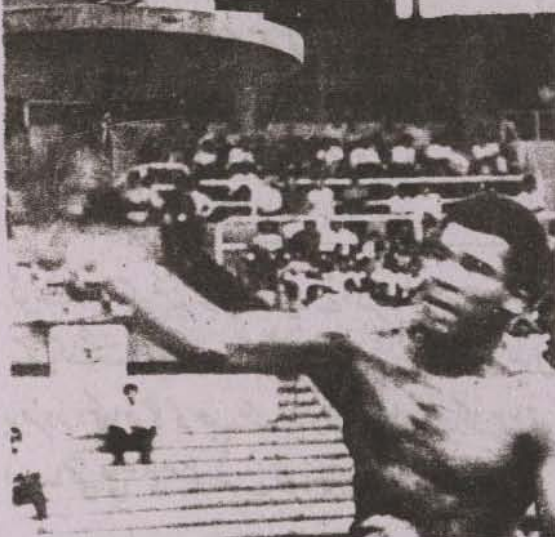
But the thing that really made him want to retire, said Ali, was after reading a book — Nahjul Balagha of Hazrat Ali (sermons, letters and sayings of Hazrat Ali).

"It showed me there are so many things I want to do. The book has so much light and wisdom. I read it till 1.30 this morning and that was why I didn't go for my morning run."

"And so after looking into my bank accounts (he disclosed last week he has US\$2 million in cash and another two million invested in real estate), I thought about it and looked around and decided that I will retire after the fight against Bugner."

"This will be the last time anybody will see Muhammad Ali in action."

In his afternoon workout at Stadium Negara yesterday, Ali worked at the speed ball for five rounds, did seven rounds of skipping and three rounds of shadow boxing. His work at the speed ball ended when he burst it.



A slinging right hand punch and POW! goes the speed ball at Stadium Negara yesterday. Muhammad Ali worked for five rounds at the ball before the speed came away and the rubber tubing retracted out like a balloon. Then Ali, taking his time, handed the coup de grace much to the delight of the 500 fans at the stadium. — Timespic by ROSLI HURMIN.

# قدرت کی تلوار

روزنامہ مشرق لاہور مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۵ء

(محمد اکرم مظفر گوٹھ)

بھارت پر پاکستان کی فتح کا نشان قدرت کی تلوار کی صورت میں آسمان پر طلوع ہو رہا ہے۔ آج باپنچول روز ہے کہ آسمان کی مشرق و جنوبی سطح پر رات کے چار بجے کے بعد اٹھتی ہوئی تلوار کا نشان ظاہر ہو جاتا ہے۔ صبح نماز کے وقت سے ذرا پہلے پوچھتے پر وہ ہم ہو کر دن کی روشنی میں چھپ جاتا ہے۔ ہم لوگ اس سے بیزار نہ رہے ہیں کہ بھارت کو اب بھی ہوش میں آجانا چاہیے اور مسئلہ کشمیر پر امرن تلوار پر چل کیا جائے ورنہ قدرت کی تلوار بھارت کے سر پر نکل ہی ہے اس سے بھارت کی جارحیت پاش پاش ہو کر بھارتی بد طینت حکمرانوں کے پرچے فصلا عالم میں نظر آئیں گے۔

# روزنامہ کوہستان ڈولوائے وقت

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۵ء

لاہور۔ ۲ نومبر۔ شیعہ نکلیات پنجاب یونیورسٹی کے ماہرین نے اعلان کیا ہے کہ آسمان پر گذشتہ شب لاہور میں جو نشان یکبر و بجا گیا تھا، وہ دُمدار ستارہ نہیں ہے۔

ایر، بارگاہ کیست کہ گوئید بے ہراس  
کے اور جوشِ سطحِ حقیصن تر اما  
مناقد بند کردہ زسستی ہزار جا  
تا اولیں دریچہ او طائر قباس

## ہنج البلاغہ (کلامِ علیؑ) کے مطالعے عالمی ہیوی ویٹ باکسر محمد علیؑ کی دنیا بدل گئی،

دنیا کا مشہور ہیوی ویٹ باکسر محمد علیؑ جب کولمبیا اور ملائیشیا میں ہوٹنگینر (Joe Bugner) سے مکہ بازی کا مقابلہ کرنے جا رہا تھا تو اس سے پہلے اس نے مشہور کالم نگار ٹونی فرانسس کو ۲۳ جون ۱۹۷۵ء کو اخبار NEW STRAITS TIMES کے لیے ایک انٹرویو دیا جو TIME SPORT کالم میں مندرجہ بالا اخبار میں شائع ہوا۔ محمد علیؑ (کلمے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اُس تمام رات جس کی صبح کو میں دنیا کے مشہور باکسر JOE BUGNER سے لڑنے جا رہا تھا۔ کتاب ہنج البلاغہ کلامِ علیؑ کو پڑھتا رہا۔ اس کتاب میں حضرت علیؑ علیہ السلام کی تقریریں، خطوط اور محاورے موجود ہیں جن کے پڑھنے سے میری زندگی میں عقل و دانش کی روشنی پیدا ہو گئی اور مجھ کو زندگی کا ایک نیا سبق ملا۔ مجھ کو اس دنیا میں باکسنگ کے علاوہ اور کچھ بہت سے کام کرنے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے میں اتنا مزہ آیا کہ دوسرے دن صبح کو میں اپنی ورزشوں تک کو نہیں جا سکا۔"

نوٹ:- قارئین کرام! آپ نے اکثر عالمی ہیوی ویٹ باکسر محمد علیؑ (کلمے) کے باکسنگ کے مقابلوں کی فلمیں ٹیلی ویژن پر دیکھی ہوں گی، اور ان میں یہ ضرور دیکھا ہو گا کہ جب تک یہ دنیا کا عظیم باکسر لڑتا ہے اس کے شائقین اور ساتھی علیؑ علیؑ کے نعرے لگایا کرتے ہیں۔

اصلی اخبار کا فوٹو اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

## بلاغتِ علیؑ ہنج البلاغہ (کلامِ علیؑ)

کی چند نایاب خصوصیات :-

- حضرت علیؑ نے ۱۰۲ آیات قرآنی یا ان کی تراکیب اور جملے اپنے کلام میں استعمال کیے ہیں۔
- حضرت علیؑ نے ۳۸ احادیثِ رسولؐ سے اپنے کلام کو زینت دی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۲۹ عقائدِ اسلامی پر گفتگو کی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۳۴ احکامِ شریعت اور ان کے مفاد پر گفتگو کی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۶۵ اجتماعی نصاب فرمائے ہیں۔
- حضرت علیؑ نے ۱۲ دعائیں تقریروں کے درمیان فرمائی ہیں۔
- حضرت علیؑ نے ۳۴ مشہور شعراءِ عرب کے اشعار اور مصرعے اپنے کلام میں استعمال کیے ہیں۔
- حضرت علیؑ نے ۱۷۱ مردوں، عورتوں اور قبائل وغیرہ کے نام استعمال کیے ہیں۔
- حضرت علیؑ نے ۶۵ حیوانات اور حشرات الارض پر گفتگو فرمائی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۲۰ نباتات پر گفتگو فرمائی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۱۲ ستاروں اور سیاروں پر گفتگو کی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۱۵ جواہر اور معدنی اشیاء پر گفتگو کی ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۳۳ شہروں اور مقامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔
- حضرت علیؑ نے ۳۴ تاریخی حوادث پر گفتگو فرمائی ہے۔

○ حضرت علیؑ نے عربی زبان کی گرامر مرتب فرمائی ہے۔

افکار مولود کعبہ

از سید ضیاء الحسن صاحب سوسی

## گویم شکل و گرنہ گویم شکل

اللہ کہوں تو کافروں میں شامل  
کہہ دوں جو رسولؐ اس سے کیا حاصل

بندہ کہنے کو مانتا ہی نہیں دل  
گویم شکل و گرنہ گویم شکل

نواب شہید یار جنگ شہید

## بابِ علم

کے تو اس شرحِ مقامِ مصطفیٰؐ و بوتراہ

آں نبیؐ و ایں ولیؐ، آں آفتابِ ایں ماہِ تاب

شہرِ علمِ مصطفیٰؐ آرا جز علیؑ باب نہ بود

یارب ایں قصرِ خلافت را چرا شد چار باب

مفتی اعظم حیدرآباد، دکن

مفتی ضیاء یار جنگ مرحوم

## اللہ اکبر اور یا علیؑ کے نعرے

راولپنڈی، ۱۰ اکتوبر (اپ پ) آج تیسرے پہر

شاہ خالد کی آمد پر پاکستانی فوج بھر یادر فضائیہ

نے جو گارڈ آف آنر اور مارچ پارٹ میں پیش کیا اس

میں کچھ نئی خصوصیات تھیں جو پاسبانِ حرمین

شریف کے شایانِ شان تھیں۔ فوج کے دستہ کی

نئی گہری خاک کی وردی اور سرخ کمر بند تھا۔ شاہ خالد کی سلامتی کے چبوترے کے سامنے سے

گزرتے ہوئے تینوں افواج کے دستوں نے "اللہ اکبر" اور "یا علیؑ" کے نعرے بلند کیے جس سے

معرز ہمانوں اور استقبال کرنے والوں میں جوش کی ایک لہر دوڑ گئی۔

ہوائی اڈہ شاہ خالد مرحبا کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ رنگ

برنگے کپڑوں میں ملبوس بچے چھوٹے چھوٹے پرچم نگہتے اور غبار اٹھائے ہوئے

اسلام آباد پہنچنے پر جلالتہ الملک شاہ خالد کا والہانہ تاریخی استقبال

خادمِ حرمین شریفین جب خصوصی طیارہ سے باہر آئے تو صدر فضل الہی اور وزیر اعظم

بھٹو نے انہیں سستے پھلے خوش آمدید کہا

شاہی جہان کو ۲۱ توپوں کی سلامی اور گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ ہوائی اڈہ پر استقبال

کرنے والوں کا یادگار ہجوم۔ شاہ خالد کی کارمر کھول برساتے گئے، غبار سے اور کبوتر

فضائیں چھوڑے گئے

اسلام آباد، ۱۰ اکتوبر (نامندہ جنگ) فرانزوائے سعودی عرب پاسبانِ حرمین شریفین

جلالتہ الملک شاہ خالد بن عبدالعزیز السعود جب آج صبح پہر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو

کی دعوت پر پاکستان کے چھ روزہ سرکاری دورے پر یہاں پہنچے تو ان کا انتہائی

والہانہ تاریخی اور شاہانہ استقبال کیا گیا، جب شاہ خالد انتہائی خوبصورتی سے سجائے



ہوئے اسلام آباد کے بین الاقوامی اڈے پر اپنے خصوصی طیارے سے باہر آئے تو صدر مملکت جناب فضل الہی چوہدری اور قائد عوام وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے انھیں خوش آمدید کہا اور بنگلیہ ہوئے۔ انھیں ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی صدر مملکت اور وزیر اعظم بھٹو سے شاہ خالد کے ساتھ آنے والے دوسرے معزز جہانوں کا تعارف کرایا گیا، اور صدر مملکت اور وزیر اعظم بھٹو نے ان سے نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ شاہ خالد کا طیارہ پہلے سے طے شدہ پروگرام سے ۵ منٹ پہلے دو بجکر ۵ منٹ پر اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر پہنچا۔ سب سے پہلے پاکستان میں سعودی عرب کے سفیر اور افسر جہانزاری طیارہ میں گئے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد شاہ خالد نعروں کی گونج میں طیارے سے باہر آئے۔ ان کی آمد کا اعلان بگل بجا کر کیا گیا۔ جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کیٹیگی کے چیئرمین، تینوں افواج کے سربراہوں سے شاہ کا تعارف کرایا گیا پھر انھیں سلامی کے چوتھے پر لے جایا گیا جس پر خوبصورت شامیانہ لگا ہوا تھا۔ جب فوج، بحریہ اور فضائیہ کے دستے "اے مرد مجاہد جاگ ذرا اب وقت شہادت ہے آیا" کی دھن پر مارچ پاسٹ کرتے ہوئے اور شاہ خالد کو سلامی دیتے ہوئے چوتھے کے سامنے سے گزرے تو انھوں نے سلامی دیتے ہوئے "اللہ اکبر" اور "یا علی" کا نعرہ لگایا۔ ہوائی اڈے کی تقریبات کے بعد جب شاہ خالد صدر مملکت اور وزیر اعظم کے ساتھ کاروں کے جلوس میں سرکاری جہان خانے روانہ ہوئے تو ہوائی اڈے کی عمارت کے سامنے راستے پر اسکول کی بچیاں خوبصورت گلستے لیے شاہ کے استقبال کے لیے کھڑی تھیں۔

اسی طرح جب آپ پاکستان سے اپنے کامیاب دورے کے بعد وطن واپس ہونے لگے تو آپ کو پاک افواج نے "اللہ اکبر اور یا علی" کے فلک شگاف نعروں سے رخصت کیا۔

جنگ کراچی - مورخہ ۱ اکتوبر ۱۹۷۶ء

## عربی زبان پر مولاعلیٰ کا احسان

ابوالاسود الدؤکی سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر  
**ایجاد علم نحو** علیہ السلام کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ آپ گردن جھکائے فکر میں ہیں۔ سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے شہر میں لوگوں کو عربی زبان میں غلطی کرتے دیکھا ہے اس لیے ارادہ ہے کہ ایک کتاب عربی زبان میں مرتب کروں۔ میں نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم لوگوں میں روح تازہ آجائے گی اور یہ ہم لوگوں میں قائم رہے گی۔ تین دن کے بعد پھر میں گیا اور انھوں نے ایک پرچہ میرے حوالہ کیا جس میں بسم اللہ سے ابتدا تھی اور لکھا تھا۔ کلام تین قسم کے ہیں۔ اسم، فعل، حرف۔ اسم وہ ہے جو اپنے مسمیٰ سے خبر دے۔ فعل وہ ہے جو اپنے مسمیٰ کی حرکت سے خبر دے۔ حرف وہ ہے جو اسے اپنے معنی سے خبر دے، جو نہ اسم ہو نہ فعل۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس کو تبحر کرو اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اس میں بڑھادو، اور آگاہ ہوا ابوالاسود کہ سب اشیاء تین قسم پر ہیں۔ ایک ظاہر، ایک مضمحل، اور ایک ایسی جو نہ ظاہر ہے نہ مضمحل۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے بہت سی چیزیں اس قاعدہ سے ترتیب دیں اور جناب امیر علیہ السلام کو سنائیں۔ ان میں کلمات ماضیہ کا بھی بیان تھا، ان میں آن اور آن، لیت، نقل اور کان کا ذکر تھا، مگر لکن کا ذکر نہیں کیا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسے کیوں چھوڑ دیا، میں نے کہا کہ میں اس کو کلمات ماضیہ سے نہیں جانتا۔ جناب امیر نے فرمایا وہ بھی ہے۔

(مسواستعمری و تاریخ الخلفاء) المکر صفحہ ۳۱۹ ریاض علی ریخت

بنارس مرحوم، ناشر انامیشن لاہور۔

نوٹ:- اسی واقعہ کو جناب محمد عبدالرحمان خاں نے بھی اپنی کتاب مسلمانوں کا حصہ

تہذیب اور سائنس نامی انگریزی زبان کی کتاب سفرہ میں لکھا ہے۔

**علم تفسیر قرآن** اسلامی علوم میں علم تفسیر قرآن بہت اہم ہے۔ اس علم کے موجد سبھی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ جو شخص تفسیر

دیکھے اُسے آسانی سے اس دعویٰ کی صحت معلوم ہو جائے گی، کیونکہ تفسیر قرآن و مطالب زیادہ تر حضرت علی علیہ السلام اور جناب عبداللہ بن عباسؓ ہی سے منقول ہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ امیر المؤمنین کے مشہور شاگرد تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے جناب عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ حضرت علی علیہ السلام کے علم کے مقابلہ میں آپ کا علم کتنا ہے؟ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ تمنا ایک بجز ذقار کے مقابلہ میں ایک چھوٹا قطرہ ہو سکتا ہے۔

ان چیزوں کو آپ کے معجزات میں شمار کرنا چاہیے، کیونکہ قرآن کا مکمل علم انسانی ذہن اور علم سے بالاتر ہے، کیونکہ آپؐ باب مدنیۃ العلم ہیں۔

**علم الحروف یا علم جعفر** فنِ خطاطی کا تعلق اس زبان کے حروف سے ہے، یہ حروف سے علم جعفر ایجاد کر کے ان حروف کو گویائی دیدی اور ان میں جان پیدا کر دی، اور خطاطی کا یہ معجزہ دکھایا کہ حروف بولتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے علم الحروف کے کچھ قاعدے بنائے اور بعد میں بتایا کہ حروف سے اعداد اور اعداد سے سوال بنایا جاتا ہے، اور حروف خود کسی سوال کا جواب بتا دیتے ہیں۔ یہ علم بھی دیگر علوم کی طرح ائمہ اہلبیتؑ کی میراث ہے۔

**علم جعفر کی صحت کے متعلق ایک واقعہ** شیخ زائر حسین مرحوم اپنے استاد سے ایک رتبہ بیان کرتے ہیں کہ غالب جو کہ ایک مشہور شاعر ہیں پہلے علم جعفر کی صحت کے بالکل قائل نہیں تھے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ مرزا غالب کوئی مصرعہ دیں اور اس پر مصرعہ لگانے کے لیے جواب نکالا جائے۔ مرزا غالب نے یہ مصرعہ دیا۔

طینت اس کی اور ہے میری طبیعت اور ہے

اس پر مصرعہ میں طینت اور طبیعت کی تخصیص بھی ہے۔ جواب میں مصرعہ اسی صنعت و لہجہ کا

بولتا ہوا نکلتا ہے اور شاہ زنگی کی طرح اپنی جگہ پر ٹھیک جا کر اس طرح بیٹھا ہے، وہ ہے یہ مصرعہ جو علم جعفر سے حاصل کیا گیا ہے

وہ ہے مشتاقِ ستم اور میں ہوں مشتاقِ جفا

طینت اس کی اور ہے میری طبیعت اور ہے

مصرع غالب:

غالب نے خود بھی بارہ رنج سے اس پر مصرعے لگائے لیکن وہ ٹھیک نہیں معلوم پڑے، اس کے بعد وہ علم جعفر کے قائل ہو گئے۔

**حضرت کے کاتب کا نام** امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کاتب کا نام جناب عبداللہ بن ابی رافع تھا۔

**فنِ خطاطی اور حضرت علی علیہ السلام** جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا فنِ خطاطی کے لیے ارشادِ گرامی ہے۔

(۱) خوش خطی سیکھو اس لیے کہ وہ رزق کی کنجی ہے۔

(۲) تمہارا سپینہ بھاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہارا خط تمہارے بارے میں بہترین بولنے والا ہے۔

(۳) جب تم کتابت کو ختم کر چلو تو تحریر پر ایک نظر بھی کر لو، کیونکہ یہ بھاری عقل پر قہر مہور ہی ہے جیسے سپاہی کا ہتھیار تلوار ہے، اسی طرح خطاطی کا ہتھیار قلم ہے۔

(۴) ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوٹے ہوئے قلم سے بھی طالبِ علم کی مدد کرے اس نے گویا ستر مرتبہ کعبہ بنایا۔

عہد حضرت علی علیہ السلام سے پہلے عرب میں عبرانی سند حمیری اور بدنام بھدے قسم کا خط کوئی رائج تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے خط کوئی میں بہت کچھ اصلاح کر کے جس خوبصورتی کے ساتھ اس خط کو تحریر فرمایا، اس کی تصدیق آج بھی اس دنیا میں ان تمام کتبوں سے ہوتی ہے اور کی جاسکتی ہے جو حضرت علی السلام کے دست مبارک کے تحریر کیے ہوئے آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ وہ قرآن مجید

جو خط کوئی میں آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے اور آپ کی ضربیچ اقدس میں محفوظ ہے اس امر پر شاہد ہے کہ مولائے کائنات فن خطاطی کے سبھی امام ہیں۔ اس کی زیارت کا شرف مدبر عظیم کراچی حاصل ہوا ہے، ایک صفحہ کا عکس ہم نذر قارئین کر رہے ہیں۔



امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کا تحریر کردہ قرآن پاک کے ایک صفحہ کا عکس۔ جناب تاثیر نقوی مدبر عظیم کراچی سے حاصل ہوا۔

کچھ عرصہ ہوا مصر میں ایک کتاب "پیدائش خط و خطاطان" شائع ہوئی ہے جسکو عبدالمحمد صاحب ایڈیٹر "چہرہ نما" نے خط و خطاطان کی تاریخ لکھی ہے۔ اس کے "پیر" آغاز سیر گزشتہ خوشنویسان از صدر اسلام کی سرخی کے نیچے پہلا نام حضرت علی علیہ السلام کا ہے۔ اصل عبارت فارسی میں ہے جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے "جب دنیا کو سنوارنے والا اسلام کا سورج میسرزمین بطنی کے افق سے چمکنے لگا تو خدا کے آخری پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود ہونے والے منشیوں اور کتابوں میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے خط کوئی کے سکھانے میں کوشش فرمائی یہاں تک کہ ان کو ملنے لگے علیؑ

سلطان علی مرتضیٰ جن کا ذکر آئندہ کیا جائے گا فرماتے ہیں کہ "علی مرتضیٰ نے

اصول خط کوئی کو پیدا کیا اور اس کو آگے بڑھایا۔ عقیدہ یہ ہے کہ یہ خط نشانوں میں سے ایک نشانی ہے اور حضرت سرور کائنات کے معجزات میں ہے، اور جسے قرآن حضرت امیر المؤمنین نے اپنے دست مبارک سے لکھے ہیں وہ سب کے سب کتابت کے حسن اور کتابت و ترکیب اور لکھوں کی ترتیب کے لحاظ سے ہمارے اور استاد سے لکھنے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اگر علی مرتضیٰ خط کوئی کے موجد اور پیدا کرنے والے نہ تھے، مگر اس خط میں اپنے عالمانہ تصرفات فرمائے ہیں اور اس کو اعلیٰ پایہ پر پہنچا دیا۔ کتابت خط و خطاطان کے مصنف فرماتے ہیں کہ آنحضرت خط کوئی کے ایجاد کرنے والے نہ تھے مگر ان کے فن میں کمال اور استاد میں شک نہیں کیونکہ آپ نے تین سو ساٹھ آدمیوں کو خط کوئی کی تعلیم کی تعلیم دی۔"

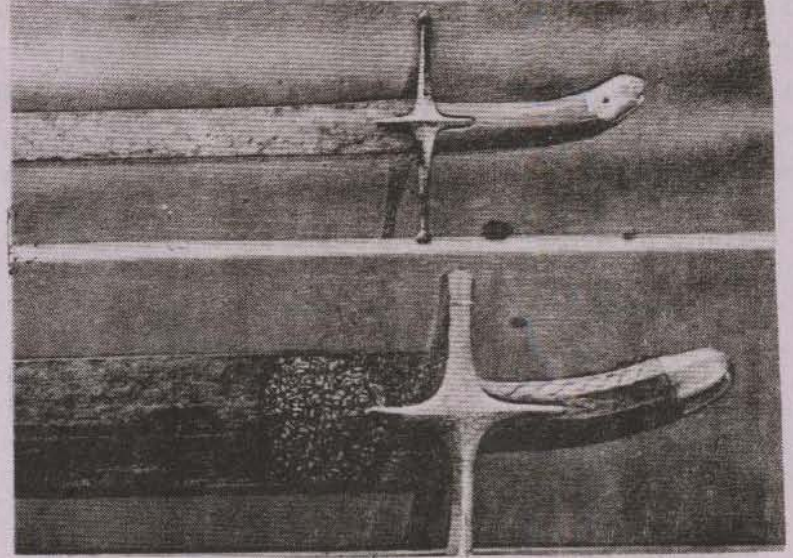
"مجگہ چہارہ صدر سالہ حسن ولادت امام علیؑ" فروری ۱۹۵۷ء بمبئی "فن خطاطی میں حضرت علیؑ کے کمالات شیخ ممتاز حسین جو نپوری مرحوم کا مضمون صفحہ ۱۳۸ سے ۱۹۵۔ حضرت علی علیہ السلام نے سبج البلاغہ باب الحکم میں اپنے میر منشی عبداللہ بن رافع بن کوذیل کے لفظوں میں فن کتابت کے متعلق چودہ سو سال پہلے جو ہدایت فرمائی اس پر آج دنیا میں خطاطی کا کوڈ یعنی ضابطہ مرتب ہوا ہے۔ اپنی دوات میں صوت ڈالو اور قلم کے دامن کو طویل بناؤ اور سطروں کے درمیان حصہ کو کشادہ رکھو۔ حروف کو قریب قریب کر دو اس لیے کہ یہ چیزیں حسن خط کے لیے زیادہ مناسب اور منزاوار ہیں۔"

**خواب میں حضرت علیؑ کی خطاطی کا فیض روحانی**

میر علی تبریزی جنھوں نے فن خطاطی میں مستمقی جیسے مضمون دائرے اور بتان نازین کی کلائیوں جیسے نازک جوڑ والا خوبصورت خط ایجاد کیا ہے۔ اس کے متعلق پیدائش خط و خطاطان کے مصنف نے لکھا ہے کہ میر علی تبریزی خاکت مندر کھ کر اور در در کو اور گڑ گڑا کر خدا سے دعا مانگتے تھے کہ خداوند امیرے ہاتھ سے ایک خوبصورت خط ایجاد کرادے کہ رستی دنیا تک خط اور نام رہے۔ چنانچہ خواب میں حضرت علی علیہ السلام آئے اور جناب نے کچھ ہدایتیں کیں جس کے بعد یہ خط ایجاد

کیا۔ تجربہ بتاتا ہے کہ کبھی کبھی قار خطاط کے قلم سے ایسا نادر حوت نکل جاتا تھا کہ دوبارہ ویسا ہی بنانا چاہتے بھی تو نہیں بن سکتے چنانچہ قواعد و اصول بنائے گئے تاکہ خط کے حسن میں یکسانیت پیدا ہو اور ذرا ذرا سے فرق کے باوجود خط نستعلیق اور خط نسخ میں امتیاز باقی رہے۔

اسلام کی سب سے پہلی کتاب صحیفہ علویہ حضرت علی علیہ السلام نے عربی زبان میں سب سے پہلی ایک دعاؤں کی کتاب تحریر فرمائی۔ اکابرین و محققین نے بھی اس کتاب کو اسلام کی پہلی کتاب ثابت کیا ہے یہ کتاب جس کو حضرت علی علیہ السلام نے تحریر فرمایا ابھی تک موجود ہے۔ سچوالہ کتاب تاریخ تدریس حدیث از مولانا مرتضیٰ حسین صاحب فاضل کھنوی صفحہ ۲۶۔



جناب امیر علیہ السلام کی تلوار کا عکس جو میگزین RELKS OF ISLAM شائع کردہ وزارت سیر و تفریح حکومت ترکی استنبول ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۲ سے لیا گیا ہے۔ یہ تلوار ترکی کے قومی عجائب گھر کی زینت ہے۔ حکومت ترکی کا کہنا ہے کہ اوپر والی تلوار حضرت علی علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے۔

## امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام

کا بے اولادوں کے لیے ایک نایاب عطیہ

سچوالہ روزنامہ جنگ کراچی، مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کالم نگار جناب رئیس امر وہوی، رقم طراز جناب عبدالرؤف درانی جنرل اسٹور کالری دروازہ گجرات۔ جناب تحریر فرماتے ہیں کہ:

جس کسی کو اولاد نہ ہوتی ہو وہ عورت اپنے بازو پر ایک سوگیاہ روپے جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نیاز کے طور پر باندھ لے۔ جب اللہ کے فضل سے بچہ پیدا ہو تو اس رقم ایک سوگیاہ روپے کے چنے اور کشمش خرید کرے۔ ان پر سورہ اخلاص ۳ بار، درود شریف (جو نماز میں پڑھا جاتا ہے) سات مرتبہ اور ایت الکرسی ایک مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت علی مرتضیٰ کی خدمت میں پیش کریں، یہ چنے اور کشمش خود بھی کھائیں، بچوں کو بھی کھلائیں اور غریبوں میں بھی تقسیم کریں۔ سات برس تک اسی قسم کی نیاز دلوایا کریں اور روزانہ ایک تسبیح استغفار کی اس طرح پڑھائیں "سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ"

اس کے علاوہ رقم طراز مزید تحریر کرتے ہیں کہ:

"اگر کسی شخص کو کوئی جہلک مرض ہو تو وہ شخص بھی سہی عمل کر سکتا ہے۔ اس عمل کے لیے جناب نے جو اسناد پیش کی ہیں وہ یہ ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے بنفس نفیس خواب میں آکر یہ عمل سخت ہے۔" (خداوند عالم بطفیل مشککات حضرت علی ابن ابی طالب ہر بے اولاد کو اولاد عطا فرمائے۔ آمین! (وصی)



# علیؑ اور اولادِ علیؑ نے بادشاہوں کی بھی مدد کی ہے!

برہان نظام شاہ والی دکن کا بیمار بیٹے کی صحت یابی پر  
مذہب شیعہ اختیار کرنا

یہ ایک سچا تاریخی واقعہ ہے جس کو محمد تقی امجد شاہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "تاریخ فرشتہ" نامی جو کہ فارسی زبان میں ہے اس کو تحریر کیا ہے۔ سب سے پہلے اس کتاب کا اردو ترجمہ ہندوستان میں نول کشور پریس کھنور سے شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس پورے واقعہ کو جناب مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ نے اپنی کتاب "جوہر قرآن" میں صفحہ نمبر ۴۵۲-۴۵۱ پر اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے اس ہی تاریخی کتاب کا پہلی بار پاکستان میں ترجمہ علامہ علی ایڈنر نے جناب عبدالحی خواجہ کے قلم سے شائع کیا ہے لیکن خواجہ صاحب نے جلد دوم باب ۱۲ جس میں یہ واقعہ تحریر ہے اس کا اردو صحیح ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ اپنی طرف سے چند جملے کھینچے ہیں جس کا اصلی مضمون سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس گھی کو جناب مولانا سید فرزند رضا صاحب نے محسوس کیا اور اپنی کوششوں سے اصلی ترجمہ کر کے عوام کے سامنے پیش کیا ہے جس کو میں تاریخین کلام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور تمام قوم کی طرف سے جناب سید فرزند رضا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی درازگی عمر و صحت اور خوشحالی کے لئے انہماکاً دعاگو ہوں۔ (دعویٰ خانہ)

اصلی واقعہ بصورتِ خواب

## خواب

(کتاب علمی باتیں نمبر ۲ مصنف سید فرزند رضا صاحب صفحہ ۱۳)

برہان نظام شاہ کے ذکر میں مورخ فرشتہ اپنی کتاب کے مقالہ سوم روزنامہ سوم صفحہ ۱۳

پر تحریر فرمایا ہے۔

برہان نظام شاہ کا چھوٹا فرزند شہزادہ عبدالقادر چھتر ہزار حین کا چھٹی بھائی تھا۔ بیمار ہو گیا اور تپ بخرد میں مبتلا ہو گیا۔ برہان شاہ کو اس سے حد درجہ محبت و پیار تھا۔ بے چین ہو گیا۔ اسی وقت حکیم تہ نام ریگ اور دیگر مسلمان اور ہندو حکیموں کو جمع کیا اور کہا کہ اس فرزند کا کہ جس سے میری زندگی وابستہ ہے۔ پوری توجہ کے ساتھ علاج کریں اور اگر ضرورت سمجھیں کہ میرا بچہ اس کی دوا کے لئے درکار ہے تو مجھے عذرت نہ ہو گا۔ میرے پہلو کو چپ کر چکر نکال لیں اور اس کے علاج میں صرف کس کس میں اپنی زندگی سے زیادہ بہتر سمجھاؤں۔ جناب بچہ دہلی حکیموں نے انزالہ مرض کے لئے بے حد کوشش کی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔

مرض بڑھت گیا جوں جوں دوا کی

حد یہاں تک پہنچی کہ حالت اضطراب بے چینی میں برہان شاہ نے برہمنوں اور پوڑھی عورتوں (عجائز) کے کہنے پر نذوہ و صدقات بت خاڑی میں بھیجا شروع کر دے کہ ہر مسلمان دکاندار (اس کے عوض میں) دوا لے کر لے کر آئے اور شاہ طاہر نے جو ہیشہ مذہب اثنا عشریہ کی ترویج کی فکر میں رہتے تھے یہ موقع غنیمت پایا۔ (برہان شاہ) کی نوبت میں عرض کی کہ شہزادہ کی شفا کے متعلق ایک امر میرے دل میں پیدا ہوا ہے لیکن اس کے ظاہر کرنے میں ہزاروں خطرے نظر آتے ہیں۔ برہان نظام شاہ نے جو فرزند کی شفا کے حصول میں حد درجہ کوشاں تھا۔ یہ بات سن کر شاہ طاہر کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ جو کچھ خاطر قدسی مآثر میں آیا ہے۔ بیان فرمائیں۔ میں اس معاملہ میں حتی الامکان کوشش کروں گا اور جو شرط انصاف ہے اس کو بجالاؤں گا۔ کیا مجال کہ آپ کی ذات کو کوئی تکلیف پہنچائے شاہ طاہر نے کہا کہ غیرے اندیشہ نہیں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ بااثر یار کی طبیعت کے موافق نہ ہونے پر مجھ کو عقاب و عقاب فرمائیں اور نظر کھینچا اثر سے گر کر نہ تباہ ہو میں مبتلا ہو جاؤں۔ برہان شاہ نے اپنے فرزند کی شفا کے طریقہ کار سننے کے لئے بہت زیادہ مال و مالک و مالک دیا اور اس وقت (علامہ) شاہ طاہر نے جرأت کر کے پہلی بار اس طرح کہا کہ عہدہ نذوہ کہ شہزادہ عبدالقادر اگر اس رات میں شفا پاجائے تو نذوہ کثیرہ میں آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کی اولاد کو مراد ان سے سادات ہیں۔ خرچ فرمائیں گے۔

برہان شاہ نے دریافت کیا کہ بارہ امام کون ہیں۔ شاہ طاہر نے بیان کیا کہ اول علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں جو داماد اور چچا زاد بھائی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہیں اور فاطمہ زہرا علیہا السلام کے شوہر ہیں اور (دوسرے ادبیر سے) امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہیں جو فرزند ان فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں۔ اسی طرح باقی اماموں کے نام اور صفات بیان کئے۔

برہان شاہ نے کہا کہ میں نے بارہ اماموں کے نام بچپن میں اپنی والدہ سے سنے تھے۔ اس کے بعد یہ باتیں میرے کان میں نہیں پڑیں۔ مگر اس وقت جو آپ نے فرمایا یاد دلایا، تو جبکہ ہم نے بت خانوں میں رہ رہ کر سنا ہے اور وہاں مذہب گذاریں تو فرزند ان علی مرتضیٰ اور بی بی فاطمہ زہرا علیہما السلام کے نام پر ہم نذر و نیاز کریں تو کیا مضائقہ ہوگا۔

شاہ طاہر نے جب زہری محسوس کی تو کہا کہ قصور فقط نذر و نیاز ہی ان بزرگوں کے نام پر نہیں ہے بلکہ اصل غرض کچھ اور ہے۔ اگر بادشاہ مجھ سے عہد کرے جو کچھ میں عرض کروں اگر طبع ہمالیوں کے خلاف ہو تو مجھ کو جانی نقصان نہ پہنچائیں گے بلکہ مجھ کو اور میری اولاد کو مکہ معظمہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے تو عرض کروں۔

برہان شاہ نے یہ بات منظور کی اور لڑام عہد پیمان کی بجائے اور قرآن مجید کو درمیان میں رکھ کر صیغہ انذار اللہ سے تم کھائی کہ آپ کو کوئی تکلیف جانی نہ دوں گا اور یہ بھی پسند نہ کروں گا کہ دوسرا کوئی آپ کو آزار پہنچائے۔

جب شاہ طاہر کے دل کو شہر بارہ کے عہد پیمان کے سبب اطمینان ہو گیا تو بلا تامل دوام دولت کے لئے دعا شروع کی اور کہا کہ یہ رات شب جمعہ ہے۔ بادشاہ نذر کرے گا اگر باری تعالیٰ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ اماموں کے قرب و منزلت کی برکت سے اسی رات میں شہزادہ عبدالقادر کو شفا بخش دے تو بارہ اماموں کا خطبہ پڑھو اور ان کا اور ان کے مذہب کی ترویج میں کوشش کروں گا۔

برہان شاہ کو اپنے فرزند کی صحت کے منتظر یقین باقی نہیں رہا تھا اور اس کی زندگی بچاؤں ہو چکا تھا (شاہ طاہر کی) اس بات پر خوش اور مطمئن ہوا اور اسی وقت بطریقہ بالا اپنا ہاتھ شہ طاہر کے ہاتھ میں دے کر عہد پیمان بحال لایا۔ برہان شاہ اس رات اپنی خواب گاہ نہ گئے بلکہ

شہزادہ عبدالقادر کے پلنگ کے پاس بیٹھ گئے۔

ہر چند کوشش کرتے تھے کہ لحاف (شہزادہ کو) اٹھا دیا جائے تاکہ ہوا نہ لگ جائے لیکن بخار کی شدت سے ہاتھ اور پیر مار کر دو دو پھینک دیتا تھا۔ برہان شاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ (شہزادہ) عبدالقادر بس آج رات ہمارا لہان ہے۔ لحاف کو پلنگ سے الگ ڈال دو تاکہ دنیا کی تازہ ہوا سے کچھ خوشحال ہو جائے۔ سحر ہونے تک اسی طرح ملوں و مخروں بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ کہ عبدالقادر کی چار پائی کے کنارے سر رکھ کر سو گیا۔

اس اثنا میں دیکھا کہ ایک شخص نورانی سامنے سے تشریف لارہے ہیں اور ان کے دونوں جانب چھ چھ افراد ہیں۔ برہان شاہ سامنے گیا اور سلام عرض کیا۔ کسی نے کہا کہ پہنچا تاکہ یہ بزرگوں کو ملے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دہانے اور ایش جانب بارہ امام ہیں اسی حالت میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے برہان خدا نے تعالیٰ نے علی مرتضیٰ اور اس کے فرزندوں کی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی۔ سچہ کو چاہیے کہ میرے فرزند کے قول و قرار سے تجاوز نہ کرے۔ برہان شاہ حد درجہ لبثاشت اور خوشحالی کے ساتھ میلاد ہوا۔ دیکھا کہ لحاف بلند تھا اسے اوپر درست اٹھایا ہوا ہے عبدالقادر کی والدہ اور دایہ جو بیدار تھیں ان سے دریافت کیا کہ کاشا کو تو ہم نے دور رکھا اور ایتنا دیکھنے سے نہ ہوا۔ انھوں نے کہا ہم نے تو نہیں۔ ابھی ابھی خود بخود حرکت میں آیا اور عبدالقادر پر گر ڈھک گیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ہم پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بات کرنے کی طاقت باقی نہ رہی۔ برہان شاہ نے لحاف کے نیچے ہاتھ کر کے (عبدالقادر کے بدن کو) دیکھا اور چھپا معلوم ہوا کہ بخار کا اثر تک باقی نہیں رہا۔ اور شہزادہ بخلاف شب ہائے گذشتہ بخواب شیریں ہے (اور حد درجہ راحت و آرام میں ہے) پروردگار عالم شاکر و اکیلا اور نور و ایک خدا نگار کو شاہ طاہر کی طلب میں بھیجا۔

وہ شخص گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ شاہ طاہر اس حال میں تھے کہ اپنی دستار سر سے آرا سے ہونے تھے اور اپنی پیشانی کو عاجزی اور انکساری کے ساتھ درگاہ سلطان بے نیاز میں رکھ ہوئے عبدالقادر کی صحت کے لئے دعا میں مشغول تھے۔ خدمت گزار کے آنے کی خبر سن کر مضطرب ہو گئے کہ بارشاہ میرے گھنٹے پر آ رہا ہے اور تمہارا ارادہ کیا ہے یا عبدالقادر اپنی تقدیر شدہ موت کے آغوش میں

پہنچ گیا اور بادشاہ نے اس نذر کی بنا تک نہ سمجھا کہ اتنی دیر میں دوسرا خدمت گار پہنچا خوف  
ہراس زیادہ ہوا چاہا کہ گھر کی پچھلی دیوار کے کونے پر فرار ہو جائیں کہ ناگاہ مات آٹھ شخص کے بعد  
دیگرے ان کی طلب میں پہنچ گئے۔

شاہ شاہ مجبور ہو گئے اور وصیت کی ضروریات کو بجالائے اور اہل خانہ کو وداع کر کے  
شہر یار کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ جب برہان شاہ نے ان کے آنے کی خبر سنی تو خلاف عادت  
دروازہ تک استقبال کے لئے گیا اور ہاتھ پکڑ کر عبدالقادر کے بائیں سر لے گیا اور کہنے لگا کہ مذہب  
آٹھ عشری کے جو لوازم و ضروریات ہیں وہ تلقین فرمائیں تاکہ میں ان کو قائم رکھوں۔ شاہ طاہر نے  
اس معاملے میں مصالحت کیا اور کہا کہ اولاً شہنشاہ حقیقت حال بیان فرمائیں اس کے بعد یہ خاکسار  
جس قدر جانتا ہے۔ عرض کرے گا۔ برہان شاہ نے کہا کہ اب مہربان نہیں کہتا، پہلے یہ مذہب اختیار کروں  
گا۔ پھر جو دیکھا ہے بیان کروں گا۔ شاہ طاہر شاہ نے کہا کہ تم اس طرح کی جو چیز کو بادشاہ  
کی خدمت میں حاصل ہے جب تک میں حقیقت پر مطلع نہ ہوں محال ہے کہ لوازم اس مذہب  
کے عرض کر سکوں۔ برہان شاہ نے پورا قصہ خواب کا اور پوری حکایت لطف کی دہرائی۔

شاہ طاہر نے اطمینان قلب کے ساتھ باہر لوگوں کے نام اور ایک ایک کے مذاق و مضمائل  
ذکر کا شروع کر دیے اور کہا کہ اگر ان اور تو اعدا اس مذہب کے تو لایا محبت اہل بیت کے ساتھ اور  
بیزاری ان کے دشمنوں کے ساتھ رکھنا ہے۔ برہان شاہ نے اسی طرح محبت اہل بیت کا جام بیرون  
کیا اور اس بیت کے ساتھ ترغیم ہوا۔ یعنی یہ بیت پڑھتا تھا۔

چرمبارک حری بود چہ فرخو شے  
آن شب قدر کاین تازہ رخم دا زند  
چنانچہ شہزادہ حسین و عبدالقادر اور ان کی والدہ بی بی آمنہ اور دوسرے مراد و عورتیں بلکہ تمام  
اہل حرم اس عقیدہ حقہ کی شراب سے سیراب ہو گئے اور ولاتے اہل بیت کا علم بلند کیا۔  
جب آفتاب عالم تاب نے اپنا سر مشرق سے بلند کیا برہان شاہ نے چاہا کہ باہر لوگوں  
کا خطبہ پڑھا جائے اور خلفائے ثلاثہ کا نام اس وقت پڑھا جائے شاہ طاہر نے جلدی اور عجلت سے  
منع کیا اور کہا کہ حکمت و صحت ہے کہ توری اس راز کو افشاء نہ کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے چاروں  
مذہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے علماء کو جمع کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ میں مذہب

حق کا طالب ہوں، سب علماء ان چاروں میں سے کسی ایک مذہب پر اتفاق کر لیں تو میں بھی اس  
مذہب کو اختیار کر لوں اور دوسرے مذہبوں سے احتراز کروں۔

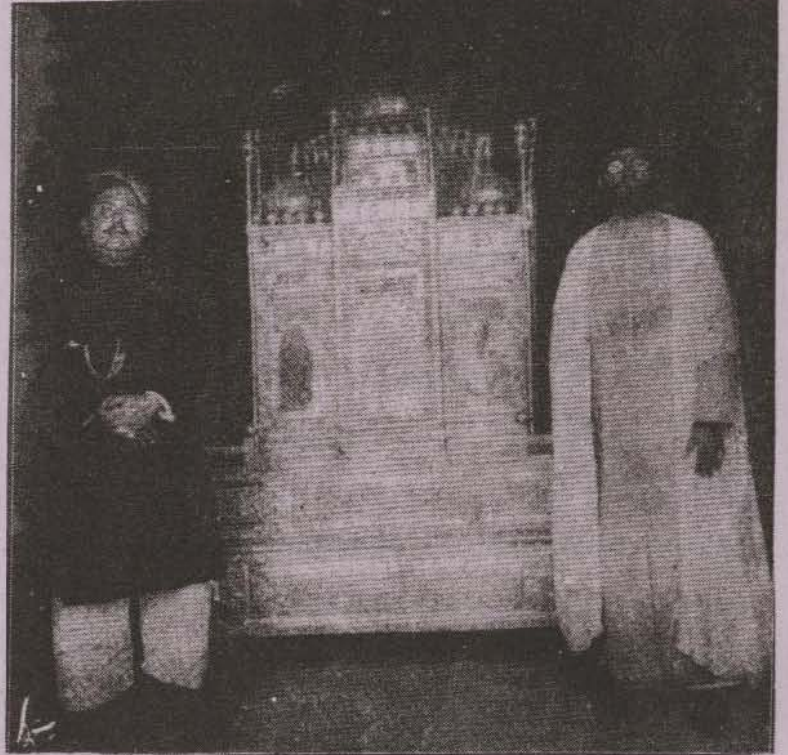
برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا۔ ملا یہ محمد استاد و افضل خان نانیہ و ملا محمود  
دہلوی اور دوسرے چاروں مذہب کے علماء احمد نگر میں جمع ہو گئے ہر روز تلوے کے اندر جہاں مدرسہ  
شاہ طاہر تھا اس عمارت میں جمع ہوئے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت پر دلائل و براہین،  
قائم کرتا اور دوسرے اس کی رد کرتے اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس مجلس میں حاضر رہتا جو اکثر علمی  
مسائل سے واقف نہ تھا غرض صحیح اور غلط کا امتیاز نہ ہو سکا۔ صاحبان علم کے چہرے سینے اس طرح  
گزر گئے برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجیب صحبت دیکھتا ہوں کہ اب تک حقیقت کسی مذہب  
کی اور ترجیح ایک کی دوسرے پر قائم نہیں ہوئی۔ ہر ایک اپنے مذہب کی صحت کا دعویٰ کرتا ہے۔  
(تو ایسی صورت میں) کس طرح کسی ایک کو اختیار کروں ان چاروں کے علاوہ کوئی اور مذہب ہو تو بیان  
فرمائیں تاکہ اس کے حق و باطل کی تحقیق پر غور کیا جائے شاہ طاہر نے کہا کہ ایک مذہب اور ہے جس  
کا شانہ عشری کہتے ہیں اور حکم ہو تو ان کی کتابوں کو بھی حاضر کیا جائے۔ برہان شاہ نے غصہ کیا اور اشارہ  
بسیاد کے بعد اس مذہب کے ایک عالم جن کو شیخ احمد نجفی کہتے تھے حاضر کیا اور چاروں مذاہب کے  
علماء کے مقابلے میں پیش کر دیا۔

بحث و مباحثہ شروع ہو گیا۔ شاہ طاہر ان کی مدد کرتے تھے اور ان کے غالب آنے کی کوشش  
کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سب سمجھ گئے کہ شاہ طاہر شیعہ مذہب کے ہیں۔ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ  
مخالفین نے معاملہ نہ یہ اختیار کیا اور اکثر اوقات جب لاجواب ہو جاتے تو مجلس سے بائیکاٹ کر  
جاتے اور اٹھ جاتے۔

رفتہ رفتہ بات یہاں تک پہنچی کہ شاہ طاہر نے اہلسنت کی ایسی کتابیں پیش کرنا شروع کر دیں  
جس میں بحث خلافت (حضرت) ابو بکرؓ بعد حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ودات و تعلیم کا  
کے طلب کرنے کا قصہ اور قصہ باغ فدک وغیرہ مندرج تھے۔ برہان شاہ نے جب دیکھا کہ تمام مسلمان  
شاہ طاہر سے لاجواب ہو گئے تو اپنے خواب کا واقعہ اور لطف کا قصہ اور شہزادہ عبدالقادر کی کیفیت  
تقبیل کے ساتھ بیان کرنا شروع کر دی جس پر اکثر علماء مجلس اور مقرران اور غلامان ہندی و ترکی

دعوتی و امیران و منصب داران و سلیداران اور شاگردان و پیشہ وران جاوید کشتان و فرشتان  
ذیل بان تقریباً تین ہزار نفوس نے مذہب اثناعشری اختیار کر لیا اور اصحاب ثلاثہ کا نام خطبہ  
سے خارج کر دیا اور نام اہل آئمہ معصومین پر کشتاکی اور سلطان بہادر گجراتی کے چتر سفید کو سبز رنگ  
سے بدل دیا اور یہ سب اس مذہب پر مستقیم ہو گئے۔

## لاہور کی قدیر ضریح اقدس



کر توبہ الیٰہی علیٰ خان صاحب دہلی صاحب مرحوم ضریح اقدس حضرت مولانا السید محمد صاحب قبلہ  
شیخ مبارک صریح اقدس جناب امیر علیہ السلام جو یوم شہادت جناب امیر پرنسپل ہر ہام جناب انوش علیا  
صاحب دہلی دہلی صاحب عظیم الشان اہل جلوس کیساتھ نکلتی تھی درجے توبہ محمد علی خان صاحب مرحوم نے  
تیس ہزار روپے کے صرف سے تیار کرایا تھا۔

## مُعْجِزَاتُ

مشکل کٹائے خلق مولائے کائنات حضرت علی ابن ابیطالبؑ

شہر ایران میں ایک لکڑہارا رہتا تھا جو کہ بہت ہی غریب تھا۔ وہ لکڑیاں  
بیچ کر اپنا اور اپنے بچوں کا گزارا کیا کرتا تھا، ایک دن اپنی لڑکی سے کہنے لگا کہ  
بیٹی ہمسایہ کے گھر سے سگریٹ سلگا لاؤ، جب لڑکی سگریٹ سلگانے گئی تو اس نے  
دیکھا کہ ہمسائی عورت کلیجی بھون رہی ہے۔ اس لڑکی کا دل کلیجی کھانے کو چاہا،  
لیکن اس عورت نے توجہ نہ کی، لڑکی نے دروازے سے باہر آ کر سگریٹ کو چھپایا  
اور پھر سگریٹ سلگانے کے لیے اندر چلی گئی۔ یہ اس لیے کیا کہ شاید اب کی دفعہ  
ہمسائی عورت کلیجی کھانے کو دیدے، مگر اب بھی اس نے کلیجی کھانے کو نہ دی۔  
لڑکی مایوس ہو کر گھر چلی آئی۔ اتنی دیر میں سگریٹ سلگ کر ادھی رہ گئی تھی۔  
جب باپ کو سگریٹ دی تو اس نے کہا بیٹی ادھی سگریٹ خود پی آئی ہو؟ کہا نہیں  
باباجان ہمسائی کلیجی بھون رہی تھی اور میرا دل کلیجی کھانے کو چاہتا تھا اس لیے  
میں بار بار سگریٹ کو سجھا کر ہلانے کے لیے جاتی تھی کہ شاید مجھے عورت کلیجی کھانے  
کے لیے دے مگر اس نے مجھے نہیں دی۔ باباجان آپ میرے لیے کل کلیجی لائیں۔  
لکڑہارے نے کہا بیٹی ہمارے گھر میں تو اتنے پیسے بھی نہیں کہ ایک ماچس ہی خرید  
لائیں، میں کلیجی کہاں سے لاؤں۔ لڑکی نے کہا، نہیں باباجان آپ کل ضرور کلیجی  
لائیں۔ لکڑہارے نے کہا اچھی بیٹی دو دن کچھ نہ کھاؤ، دو دن کی لکڑیاں جمع کر کے  
بیچوں گا اور تم کو کلیجی لا دوں گا۔ لڑکی نے منظور کر لیا۔ لکڑہارا جنگل میں جا کر لکڑیاں  
جمع کر کے رکھ آیا۔ دوسرے دن جب جنگل میں گیا تو دیکھا کہ لکڑیاں جو اس نے جمع  
کر کے رکھی تھیں وہ جل کر رکھ ہو چکی ہیں۔ وہ رونے لگا۔ روتے روتے غش کھا کر

مگر گھیا، ہار غشی میں دیکھا کہ ایک نقاب پوش کھڑے ہیں (صلوٰۃ) اور زمین سے چند سنگ ریزے اٹھا کر کہتے ہیں کہ یہ لے لو۔ جب ان کو کھنا تو مشکل کشا کی نذر ضرور دلانا (صلوٰۃ) جب لکڑہار ہوش میں آیا تو دیکھا کہ وہی سنگ ریزے اُس کے ہاتھ میں تھے، اُس دن وہ جیب میں ڈال لیے اور گھر چلا آیا۔ گھر جا کر دروازے کے پچھے چھپ رہا۔ جب بیٹی نے دیکھا کہ باپ کو گئے ہوئے دیر ہو گئی ہے تو وہ باہر آئی۔ دیکھا کہ باپ دروازے کے پچھے چھپا ہوا ہے۔ کہا بابا جان اندر آجائے۔ باپ نے کہا بیٹی مجھے تم سے شرم آتی ہے۔ وعدہ کر سکتا تھا کہ تمہارے لیے ضرور کھینچ لاؤں گا۔ لیکن تمام لکڑیاں بن کر راکھ ہو گئیں۔ بیٹی نے کہا بابا جان آپ آجائے۔ خداوند کریم ہمیں بہت کچھ دے گا۔

حرام ہوئی تو لکڑہارے نے جب میں ہاتھ ڈالا اور سنگ ریزے نکال کر بیٹی کو دیے تو بیٹی ان سے کھیلو۔ لڑکی نے وہ سنگ ریزے ایک کمرے میں پھینک دیئے۔ علی الصبح جب لکڑہارے کی بیوی نماز پڑھنے کے لیے اٹھی تو دیکھا کہ کمرے میں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ لکڑہارے نے اٹھ کر دیکھا تو کمرے میں ہر طرف جوہرت چمک رہے ہیں (صلوٰۃ) اس نے ان پر چادر ڈال دی۔ صبح ایک ہیر لے کر جوہری کے پاس گیا اور کہا کہ یہ ہیرا تم خرید لو اور اس کی قیمت مجھے دیدو۔ جوہری بیش قیمت ہیرا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ لکڑہارے سے کہا کہ گھر سے پوریاں لے آؤ۔ جس قدر تم سے اٹھائی جائیں انہیں بھر کے لے جاؤ۔ یہ اس ہیرے کی قیمت ہے۔ لکڑہارے سے جس قدر پوریاں اٹھائی گئیں وہ لے گیا، اور وہ زمین خریدی جہاں مولانا مشکل کشا شیر خدا نے اُسے سنگ ریزے دیئے تھے۔ (صلوٰۃ) اس نے وہاں ایک نہایت شاندار محل بنوایا۔

جس میں نہایت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے لگا۔ ایک دن لکڑہارا اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ اب مجھ پر حج فرض ہو گیا ہے میں حج کرنے جا رہا ہوں۔ میرے بعد ہر مہینے تیرہ تاریخ کو مولانا مشکل کشا کی نذر ضرور دلانا۔ چند دنوں کے بعد لکڑہارے کی بیوی نے بیٹی سے کہا کہ جاؤ سات قسم کی مٹھائی لاؤ تاکہ اس پر مولانا مشکل کشا کی

نذر دلائیں۔ بیٹی نے کہا اماں اب تو ہم بہت امیر ہو گئے ہیں، ہم رنگ رنگ کی مٹھائی پر نذر نہیں دلاتے۔ ماں خاموش ہو رہی۔ کچھ دنوں کے بعد دونوں ماں، بیٹی حمام میں غسل کرنے گئیں کہ یکا یک غل ہوا کہ حمام کو خالی کیا جائے کیونکہ بادشاہ کی ملکہ اور شہزادی حمام میں غسل کرنے کے لیے تشریف لارہی ہیں، چنانچہ سب لوگ چلے گئے لیکن لکڑہارے کی بیوی اور لڑکی نہ گئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ملکہ سے بھی زیادہ امیر ہیں، ہم نہیں جائیں گے۔ اسی اثنا میں ملکہ اور شہزادی حمام میں تشریف لائیں۔ انہوں نے سنا ہوا تھا کہ ایک لکڑہارا بہت ہی امیر ہو گیا ہے۔ جب لکڑہارے کی لڑکی حمام سے باہر نکلی تو شہزادی نے دیکھا کہ اُس کے گلے میں موتیوں کا بہت ہی قیمتی ہار ہے۔ شہزادی نے پوچھا کہ یہ ہار تم نے کہاں سے لیا۔ لکڑہارے کی لڑکی نے کہا کہ اُوہ ہم تم سہیلیاں بن جائیں۔ یہ ہار تم لے لو میں گھر جا کر اور پہن لوں گی۔ شہزادی نے کہا کہ ہم تم سہیلیاں بن گئی ہیں اس لیے تم ہمارے گھر ضرور آیا کرنا۔

ایک دن لکڑہارے کی لڑکی شہزادی سے ملنے کے لیے گئی شہزادی غسل کر رہی تھی۔ جب غسل کر کے باہر آئی تو نوکرانی سے کہا کہ کھونٹی سے میرا ہار سبھی لے آؤ۔ نوکرانی نے کھونٹی پر ہار دیکھا تو ہار غائب تھا۔ شہزادی نے کہا ہار تم نے چوری کر لیا ہے۔ نوکرانی نے کہا کہ ہم نے آج تک آپ کی کبھی چوری نہیں کی، یہ آپ کی سہیلی کا کام ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو بلا گیا۔ اس نے لکڑہارے کی بیٹی اور بیوی سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کہا کہ جب ہم غریب تھے تو ہم نے اس وقت بھی چوری نہیں کی تھی اب ہم کیوں چوری کریں گے۔ لیکن بادشاہ کو یقین نہ آیا۔ اسی وقت حکم دیا کہ دونوں ماں بیٹی کو قید خانے میں ڈال دیا جائے اور ان کے گھر کے آگے ایک دیوار کھڑی کر دی جائے۔

ادھر جب لکڑہارا حج کرنے گیا راستہ میں ڈاکوؤں نے اُس سے سب کچھ

لوٹ لیا۔ وہ بغیر حج کیے ہی واپس لوٹ آیا۔ آکر دیکھا کہ محل کے آگے دیوار کھڑی ہے۔ لوگوں سے پوچھا کہ میرے اہل خانہ کہاں ہیں، اور محل کے آگے دیوار کیوں کھڑی ہے۔ لوگوں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ لکڑہارا بادشاہ کے پاس آیا اور تمام ماجرا سنایا، اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ چوری تو انھوں نے تب بھی نہ کی تھی جبکہ ہم بہت ہی غریب تھے، اب کیوں کرتیں؟ بادشاہ کسی طرح نہ مانا، لکڑہارے نے کہا اگر آپ ان کو قید سے رہا نہیں کرتے تو مجھے بھی قید کر لیں کیونکہ میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ میری بیوی اور لڑکی قید میں رہیں اور میں گھر میں بیٹھوں۔ چنانچہ لکڑہارے کو بھی قید کر لیا گیا۔

جب رات ہوئی تو لکڑہارے نے اپنی بیوی اور لڑکی کو بلایا اور پوچھا کہ میرے جانے کے بعد مولانا مشکل کشا شیر خدا کی نذر دلاتی رہی ہو؟ انھوں نے کہا "نہیں"۔ لکڑہارے نے کہا "بس یہ اسی کو تاہی کی سزا ہے۔ غرض کہ تمام رات تو بہرتے رہے اور روتے رہے۔ جب نیند آگئی تو عالم خواب میں دیکھا کہ وہی نقاب پوش تشریف لائے ہیں۔ (صلوٰۃ) اور فرمایا کہ تم نذر دینا بھول گئے تھے اس لیے عذاب الہی کا نزول ہوا ہے۔ لکڑہارے نے کہا کہ میرے پاس نذر دینے کے لیے پیسے موجود نہیں۔ انھوں نے کہا کہ اپنا بستر اٹھاؤ اس کے نیچے سے پانچ پیسے برآمد ہوں گے ان کی شیرینی منگوا کر نذر دلاؤ کہ تمام مصیبت ٹل جائے۔

صبح جب لکڑہارا بیدار ہوا تو اپنا بستر اٹھایا، پانچ پیسے برآمد ہوئے قید خانے کے دروازے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ ایک نوجوان لڑکا گھوڑے پر سوار آتا ہوا دیکھا لکڑہارے نے اس سے کہا کہ اے لڑکے مجھے پانچ پیسے کی شیرینی لادو۔ اس نے کہا کہ بوڑھا قید بھی ہو گیا ہے لیکن اب بھی شیرینی کھاتا ہے۔ میری تو آج شادی ہے میں بازار سے ہندی وغیرہ خریدنے جا رہا ہوں اس لیے میں تمہارا کام نہیں کر سکتا۔ لڑکا ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ گھوڑے سے گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ جب لڑکے

کے باپ کو معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا مر گیا ہے تو وہ روتا ہوا قید خانے کے دروازے سے گزرا۔ لکڑہارے نے وہی سوال کیا کہ مجھے پانچ پیسے کی شیرینی لادو۔ اس نے کہا کہ میرے ساتھ جو ہونا تھا وہ تو ہو گزرا، میں کیوں نہ اس قیدی کا کام کر جاؤں۔ چنانچہ اس نے لکڑہارے کو شیرینی لا کر دیدی۔ اس شیرینی پر مولانا مشکل کشا کی نذر دیکر لکڑہارے نے اس آدمی سے پوچھا کہ تم اتنے آزرده کیوں ہو؟ اس نے کہا کہ میرا جوان لڑکا مر گیا ہے اور آج اس کی شادی تھی۔ لکڑہارے نے کچھ شیرینی اُسے دی اور کہا کہ اس کو پانی میں حل کر کے لڑکے کے منہ میں ڈال دینا، چنانچہ اس آدمی نے ایسا ہی کیا۔ جو نہی پانی کا قطرہ لڑکے کے حلق میں اترا وہ کلمہ پڑھنا ہوا اٹھ بیٹھا۔

(صلوٰۃ)

ادھر دوپہر کے وقت جب بادشاہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت چڑیا منہ میں ہار لیے آرہی ہے۔ چڑیا نے ہار اسی کھونٹی پر لٹکا دیا۔ بادشاہ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ اس میں ضرور کوئی راز ہے۔ اسی وقت لکڑہارے کو بلایا۔ لکڑہارے نے رات کا تمام واقعہ بادشاہ کے گوش گزار کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور تاج اپنے سر سے اتار کر لکڑہارے کے قدموں پر رکھ دیا اور کہا کہ آپ میرے باپ اور میں آپ کا بیٹا ہوں۔ جب تک زندہ رہوں گا، آپ کی خدمت کروں گا۔

اے سنکر سفینۂ اعجاز انبیا اے منظر العجایب برحق ترے فدا  
محروم کوئی آپ کے در سے نہیں گیا کیجیے درمرا دعطا ہم کو بھی شہنا  
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

پروردگار عالم بظیفیل اپنے جنیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ اور ان کی آل پاک اور خصوصاً حضرت علی مشککشاجن طرح اس لکڑہارے کی مشکل کو حل فرمایا اسی طرح تمام مؤمنین و مومنات کی جائز حاجات کو بر لا اور بہن درستی ایمان اور فلاح دارین عطا فرمائے۔ آمین



## فوجوں کی تقسیم

اسی طرح آپ نے اپنی افواج کو چھ حصوں میں تقسیم فرمایا تھا۔

- (۱) رکیبان شتر سوار آگے۔ (۲) فرسان گھڑ سوار ان کے پیچھے (۳) راجل پیادے (۴) رماۃ تیر انداز (۵) طلیعہ۔ دشمن کا سراغ نکلنے والا دستہ (۶) رائد۔ رسد کے سامان کا حفاظتی دستہ۔

## فوجیوں کے لیے ہدایات

(۱) جب دشمن مقابلہ کو آئے تو یہ خیال رکھو کہ تمہارا قیام یا تو پہاڑ پر ہو یا اونچی زمین پر یا دریا کے کنارے تاکہ وقتِ ضرورت پناہ کی جگہ مل جائے اور دشمن تم تک مشکل سے پہنچ سکے۔

(۲) لشکر کو ہمیشہ یکجا رکھو اور اس کا کچھ حصہ اپنے پس پشت رکھو تاکہ وقتِ ضرورت وہ تم کو مدد پہنچا سکے۔

(۳) یاد رکھو کہ دشمن کا مقدمہ اس کی آنکھیں ہیں اور مقدمہ کی آنکھیں طلیعہ اسرار (رساں دستہ) ہوتی ہیں، ان کا فرض ہوتا ہے کہ دشمن کا پتہ لگائیں۔

(۴) جس جگہ قیام کرو وہاں متفرق نہ اترو۔

(۵) جب کوچ کا وقت آئے تو ایک ساتھ مل کر کوچ کرو۔

(۶) رات کے وقت اگر قیام کرو تو اپنے نیزے چاروں طرف گاڑ دو اور ان سے اپنی نفلت کرو۔

(۷) رات کے وقت زیادہ نہ سوؤ۔

## چند ذاتی خصوصیات

(۱) آپ دشمن کی کثرت کو کبھی نظر میں نہ لاتے تھے۔

(۲) کیسا ہی نامور جنگجو مقابلے کو آئے آپ گھبراتے ہی نہ تھے۔

(۳) میدان سے کبھی راہ فرار اختیار نہیں کی۔

(۴) میدانِ جنگ سے بھاگنے والے کا کبھی تعاقب نہیں کیا۔

(۵) جو کبھی مقابل آگیا اس نے موت کا مزا چکھا۔ ہاں جس نے پناہ مانگی یا کلمہ حق پڑھ لیا اس پر پھر تلوار نہ اٹھائی۔

عورتوں، بچوں، ضعیفوں اور بیماروں پر کبھی ہاتھ نہ اٹھایا۔

۷۔ اپنے مقتول کی لاش کو کبھی برہمنہ نہ کیا نہ اس کی بے حرمتی کی۔

۸۔ اپنی طرف سے خود کبھی حملہ کی ابتداء نہ کی۔

۹۔ عام طور پر جب بہادر مقابلے کے لیے میدانِ جنگ میں آتے تھے تو بڑے سٹھاٹ

باٹ سے آتے تھے۔ سمر پر آہنی خود، سینہ پر دہری زرہ، دو دو تلواریں۔ فولادی

گرز، دو دو ڈھالیں، نیزے، ترکش، کمان، کند غرض جتنا بوجھ ایک گدھے پر

لا دیا جاسکتا ہے وہ سب لادے ہوئے آتے تھے۔ مکمل طور پر اپنے آپ کو ہر قسم کے

اسلحہ سے لیس کر کے میدان میں اترتے تھے۔ برخلات اس کے علی ابن ابی طالب

صرف ایک ڈھال اور ایک تلوار لے کر شیر کی طرح حریف کے مقابل چھوٹے ہوئے

آتے تھے۔ اگر کبھی زرہ پہنتے بھی تھے تو ایسی کپشت کی طرف کا حصہ نادر ہوتا

تھا۔ اگر کسی نے پوچھا کہ آپ ایسی غیر محفوظ زرہ کیوں پہنتے ہیں تو فرماتے تھے کہ

پشت کا حصہ وہ رکھے جس کو مجھ سے دشمن کے حملے کا خوف ہو۔ میں کبھی دشمن

کی طرف بھاگنے کے ارادہ سے پشت کترتا ہی نہیں۔ خدا مجھے اس دن کے لیے نہ رکھے

پہلے یا دوسرے ہی وار میں ہمیشہ دشمن کا کام تمام کر دیتے۔ زیادہ دیر جنگ

کا اسے موقع ہی نہ دیتے۔

۱۰۔ تمام عمر کسی جنگ میں کسی دشمن سے شکست نہ کھائی۔

۱۱۔ آپ کی عمر معرکہ آرائیوں میں گزری اور ہر معرکہ میں آپ کو فتح حاصل ہوئی۔

۱۲۔ کسی جنگ میں آپ کو کبھی کسی امیر کے ماتحت نہیں بھیجا گیا۔

۱۳۔ آپ کی دلیری اور ثابت قدمی پر نظر رکھتے ہوئے خدا کے رسول نے ہمیشہ

آپ کو اپنے لشکر کا علمدار بنایا۔

۱۴۔ مؤرخین اسلام کا بیان ہے کہ علی علیہ السلام کی تلوار سے جو کفار و مشرکین قتل

ہوئے ان کی تعداد کم و بیش دس ہزار تھی، کیا دنیا کا کوئی بہادر اور تیج آزما

ایسا گذرا ہے جس نے اس کثرت سے اللہ کے دشمنوں کو قتل کیا ہو۔ کیا ایسا بہا

انسان اسلام کے لیے مایہ ناز نہیں۔

۱۵۔ میدانِ جنگ میں جتنے سپاہی لڑتے ہیں وہ کسی نہ کسی ذاتی غرض کے لیے لڑتے

ہیں۔ لیکن دنیا کا علی ہی وہ انوکھی شان کا جنگجو ہے جس نے دس ہزار میں سے

کسی ایک کو کبھی اپنے نفس کے لیے اپنی ذاتی غرض کے لیے یا کسی جذبہ انتقام کے



کے تحت قتل کیا۔

۱۷۔ اہل عرب کو اپنی شجاعت پر بڑا ناز تھا اور جان لینے اور جان دینے کو کھیل سمجھتے تھے، جنگ و جدال ان کی زندگی کا سب سے محبوب مشغلہ تھا اور اس پر ان کو بڑا ناز تھا، لیکن ان کے اس تقارہ فخر کی آواز کو جس نے دبا دیا اور ان کی اکثری ہوئی گردلوں کو جس نے اپنے قدموں پر چھکایا وہ صرف اسلام اللہ الخالب علی بن ابیطالب علیہ السلام کی ذات تھی۔

۱۸۔ آپ اکثر جنگ کے موقع پر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "واللہ ابوطالب کا بیادیت کا اتنا شائق ہے جتنا ایک بچہ اپنی ماں کے پستان کا ہوتا ہے یا

۱۹۔ آپ اپنے لشکریوں سے فرمایا کرتے تھے "لوگو! اگر تم میدان جنگ میں قتل نہ ہو گے تو ایسے بھی تو مرنا ہے، اس لیے موت سے بالکل نہ ڈرو اور بے خوف ہو کر دشمن کے سامنے ڈٹ جاؤ۔" آپ بستر پر مرنے کے بجائے میدان جنگ میں تلوار کی ہزار ضربوں سے مرنے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

۲۰۔ ایک دفعہ سعید بن قیس سہدانی نے عین جنگ کے موقع پر آپ کو صرف دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔ سعید نے کہا سخت لڑائی کے وقت لوگ زرہ پہنتے ہیں، آپ یہ معمولی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ شیر خدانے جواب دیا "میں موت سے کہاں بھاگ سکتا ہوں، جس دن وہ آنے والی ہو اس دن اس کو کوئی نہیں روک سکتا ہے، اور جس دن نہیں آنے والی ہو اس کو کوئی نہیں بلا سکتا۔"

۲۱۔ آپ عام طور پر گھوڑے کے بجائے چمڑے پر سوار ہو کر جنگ کرتے تھے۔ لوگ اکثر سوال کرتے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اس پر مولائے کائنات ارشاد فرماتے "گھوڑا درد اور بھگنے کے لیے ہوتا ہے۔ نہ میں دشمن کے سامنے سے فرار اختیار کرتا ہوں نہ بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتا ہوں۔"

۲۲۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو جنگ میں اس طرح دیکھا ہے کہ سر کھلا ہوتا تھا، ایک ہاتھ میں علامہ اور دوسرے ہاتھ میں تلوار۔

۲۳۔ ایک دفعہ جنگ کے دوران مقابلہ کے دوران دشمن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اس کو یہ معلوم تھا کہ علیؑ اس کا سوال کبھی رد نہیں کرتے ہیں۔ اس نے آپ سے تلوار مانگی، آپ نے فوراً اپنی تلوار اس کو دیدی، یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا، کچھ سوچ کر کہنے لگا کہ آپ نے یہ کیا کیا

مولائے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی عادت سے مجبور ہوں، میں نے کبھی کسی کا سوال رد نہیں کیا حضرت کی اس بات کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً کلمہ حق پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

۲۴۔ عمر ابن عبدود عرب کا نامی گرامی پہلوان تھا، یہودیوں کو اس کی طاقت اور بہادری پر ناز تھا، جنگ خندق میں صحابہ کرام نے بتایا کہ یہ تمہارا ایک ہزار بہادریوں پر بھاری ہے۔ کسی میں سمیت نہ تھی کہ اس کے مقابل آتا، حضرت علیؑ نے سرکار رسالت پناہ سے اجازت طلب کی، جب آپ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ آج کل ایمان کل کفر کے مقابلہ کو جا رہا ہے، آپ نے اسے زیر کیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوئے تو اس نے اپنا لعاب بن حضرت کی طرف پھینکا، آپ فوراً اس کے سینہ سے اتر آئے۔ اس پر تمام مسلمانوں کو تعجب ہوا، حضورؐ سے کہنے لگے کہ علیؑ نے یہ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ جب علیؑ واپس آئیں گے تو ان سے خود دریافت کر لینا۔ جب آپ واپس آئے تو لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ مولائے ارشاد فرمایا کہ اگر اس حالت میں میں اس کو قتل کرتا تو میرا نفس شامل ہو جاتا، لیکن میں جنگ تو صرف اللہ کے لیے کر رہا تھا۔ حریف گستاخ کے مقابلہ میں یہ عظمتِ کردار علیؑ کے سوا کسی اور کی ذات میں نظر نہیں آتی۔ اسی موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ "علیؑ کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔"

۲۵۔ شجاعت و بہادری کا جیسا کہ تعلق علیؑ ابن ابی طالب سے ہے اور کسی سے نہیں۔ آپ کا نام فتح کی علامت بن گیا ہے۔ قوی سے قوی دشمن کے مقابلہ میں کبھی جب نعرہ حمیدری بلند کیا جاتا ہے تو اس کا دل دہل جاتا ہے۔ "یا علیؑ" کا نعرہ پاکستان کے لیے قوت کا سرچشمہ اور فتح و کامرانی کی نشانی ہے، اسی لیے شجاعت کا اعلا ترین اعزاز بہادری بہادرانہ فوج نے "نشانِ حمیدر" قرار دیا ہے۔ "یا علیؑ مدد۔"

## فضائل حضرت علی ابن ابیطالب (علیہ السلام)

مرفعی کہ تیغ اوقو روشن است  
بو تراب از فتیج اقلیم تن است  
مرسل حق کردناش بو تراب  
حق ید اللہ خواند در آرم کتاب  
(عَلَّامًا اِقْبَالَ)

اگر تمام سمندر روشنائی ہو جائیں، تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام مل کر کھتے جائیں اور تمام جن شمار کرتے جائیں تب بھی لے ابو الحسن آپ کے فضائل کا شمار نہیں کر سکتے (حضرت عمر) ان الفاظ کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ فضائل حضرت علی علیہ السلام بیان کر سکے۔ دنیا نے دیکھا کہ تاریخ داں، محقق حضرات، ادیب، فلاسفہ اور شعراء آپ کی ثنا کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ کی لائق تحسین صفات کو نہ بیان کیا جا سکتا ہے زبان کا شمار کیا جا سکتا ہے، حد و دم و لگان میں ہوتے ہوئے بھی آپ کی ذات زبان و بیان کی حد سے باہر ہے۔ انسانی ذہن آپ کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہے، چشم انسان آپ کے کمالات بلند کو دیکھنے سے عاجز ہے۔ آپ کے لیے خدا اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر تعریف شایان شان ہے۔

یا علیؑ!۔ آپ کے فضائل دشمنوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے چھپائے اور دوستوں نے دشمنوں کے خون سے۔ مگر فضائل کا یہ پناہ طوفان دونوں کے روئے نذر رکھا بلکہ وہ لاہوتی قوت سے فوارہ بن کر جو چھوڑا تو آج تاریخ اسلام کا کوئی ورق فضائل علیؑ سے خالی نظر نہیں آتا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے طرف کے مطابق ان بے ہاموتیوں سے اپنے دامن کو پر کیا ہے۔ میرے مولا! یہ آپ ہی کی ذات والصفات ہے جس کے فضائل دوست اور دشمن دونوں بیان کرنے پر مجبور ہوئے۔

رتبہ شناس کوئی بجز مصطفیٰ نہ تھا

شیر خدا، امیر عرب، بو تراب کا (نہال رضوی)

فضائل علیؑ بزبان نبیؐ آخر الزماں | حضرت علیؑ کی امتیازی صفات و خدمات کی بنا پر رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی بہت عزت کرتے تھے، اور حضور اپنے قول و فعل سے آپ کی خوبیوں کو ظاہر کرتے رہتے تھے، رسول کریمؐ کے ارشادات مولا علیؑ کے

بارے میں درج ذیل ہیں :-

- ۱) علیؑ میرے علوم کا خزانہ ہے۔
- ۲) علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ اور یہ دونوں جدا نہیں ہو سکتے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔
- ۳) میرے بعد سب آدمیوں سے بہتر علیؑ ہے، جو شخص اس سے انکار کرے وہ بیشک کافر ہے۔
- ۴) علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔
- ۵) میں اور علیؑ ایک نور کے دو ٹکڑے ہیں۔
- ۶) علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔
- ۷) میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، جو کوئی بھی شہر میں داخل ہو ناچاہے اس کو دروازے سے آنا چاہیے۔

- ۸) علیؑ تم سب میں بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔
- ۹) علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی گریہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
- ۱۰) علیؑ کو مجھ سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے یا سر کو بدن سے۔
- ۱۱) رسول اکرمؐ نے علیؑ کو دنیا اور آخرت میں اپنا بھائی قرار دیا۔
- ۱۲) رسول اکرمؐ نے میدان غدیر خم میں ایک لاکھ تیس ہزار مسلمانوں کے ہاتھ میں علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے اعلان فرمایا کہ "اے لوگو! جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے"

- ۱۳) اگر تم علیؑ کو اپنا خلیفہ بنا لو گے حلالکہ میں جانتا ہوں کہ تم ایسا نہ کرو گے۔ وہ تم کو مراد مستقیم کی ہدایت کرے گا اور تم اس کو ایک قائد پاؤ گے جو کہ خود اچھی طرح ہدایت یافتہ ہے۔
- ۱۴) اے فاطمہؑ! میں نے تمھاری شادی ایسے شخص کے ساتھ کی ہے جس کو میں تمام آدمیوں میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں۔

- ۱۵) میں تمام نسل انسانی کا سردار ہوں اور علیؑ عرلوں کا سردار ہے۔
- ۱۶) وہ آتا ہے سب سے زیادہ سچا اس دنیا میں اسلام کا گواہ، وہ آتا ہے سب سے زیادہ سچا اس دنیا میں اسلام کا سچا گواہ پیغمبر نے دہرایا، جب علیؑ کو آتے ہوئے دیکھا۔

پیغمبر خدا نے علیؑ کو ابراہیم کا تینواں نبی مقرر کیا۔ (دو خوشبوؤں کا باپ) میں اللہ کا آخری نبی ہوں اور اے علیؑ تم پیغمبروں کے آخری وصی ہو۔

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

یا علیؑ! تم کو تین خوبیاں وہ نصیب ہوئیں جو میرے پاس بھی نہیں ہیں (۱) تم کو میرا جیسا خسر ملا جو کہ میں نہیں رکھتا (۲) تم کو میری بیٹی فاطمہؑ جیسی زوجہ ملی جیسی کہ میری نہیں (۳) جس سے دو لڑکے حسنؑ اور حسینؑ جیسے پیدا ہوئے جیسے کہ میرے نہیں۔ لیکن اس سب کا وجود تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

۲۰

سرم کاڑنے فرمایا کہ قبل خلقت کائنات جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلِيُّ بَرَادِرُ رَسُولِ اللَّهِ۔

۲۱

کسی نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ آپ کا علم روز قیامت کون اٹھائے گا۔ آپ نے جواب دیا اور کون ہو سکتا ہے سوائے اس کے جو دنیا میں بھی میرا علم اٹھاتا ہے۔ اے علیؑ! تم کو جنت میں اس قدر نعمتیں ملیں گی کہ اگر تمام عالم کے آدمیوں کو بھی تقسیم کر دو ان کی ضرورتوں سے زیادہ ہو۔

۲۲

۲۳

علیؑ اس وقت تک انتقال نہیں کریں گے جب تک ان کا دل غم سے نہ بھر جائے اور ان کو شہید کیا جائے گا۔

۲۴

یا علیؑ! تم میری سنت کی خاطر مارے جاؤ گے۔

۲۵

وقت رحلت پیغمبرؐ نے علیؑ سے ارشاد فرمایا کہ وہ ان کو غسل دیں۔

۲۶

میرا وصی اور میرے رازوں کا خزانہ اور تمام آدمیوں سے ممتاز جن کو میں اپنے بعد چھوڑ کر جاؤں گا وہ میرے وعدوں کو پورا کرے گا، میرے قرضوں کو ادا کرے گا وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔

۲۷

اے علیؑ! تیری محبت ایمان ہے، تیرا بغض نفاق ہے، تیرا محب جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا اور دوزخ میں تجھ سے بغض رکھنے والا سب سے پہلے داخل ہوگا۔

۲۸

اے علیؑ! اگر تم نہ ہو تو میری امت بڑی مشکلوں میں پڑ جائے۔

۲۹

یا علیؑ! جنت کی بہاریں اس کیلئے ہیں کہ جو تمھارے ساتھ ہے اور تم کو دوست رکھتا ہے، اور جہنم کے شیطاں اس کے لیے ہیں جو تم سے حسد رکھتا ہے اور تمھاری فضیلتوں کا منکر ہے۔

علیؑ کی محبت دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے۔

۳۰

علیؑ باب خطبہ (یعنی گناہوں کی معافی کا دروازہ ہے) جو اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

۳۱

علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔

۳۲

جو شخص میرے ساتھ زندگی اور موت اور جنت میں رہنا چاہتا ہے جہاں کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کی ہے جس کا وعدہ اللہ نے کیا ہے وہ خواہ مرد ہو کہ عورت علیؑ کو دوست رکھے علیؑ تم کو کبھی گمراہ نہ ہونے دیں گے مراہ مستقیم سے اور نہ ہی وہ تمھاری گمراہی کو برداشت کر سکیں گے۔

۳۳

اے علیؑ! میرے اللہ نے تجھے وہ سب کچھ دیا جو میں نے مانگا اور میں نے کوئی چیز ایسی نہیں مانگی جو تمھارے لیے بھی نہ مانگی ہو۔

۳۴

اے اللہ! حق کو ادھر بھیج دے جہاں علیؑ جائیں۔

۳۵

علیؑ شارح ہوں گے نیکی کے جبکہ امت میں ناالفاظی ہوگی۔

۳۶

اے علیؑ! جو مجھ سے برگشتہ ہوا اس نے اپنے آپ کو اللہ سے برگنا نہ کر لیا اور جو کوئی تم سے برگشتہ ہوا اس نے اپنے آپ کو مجھ سے برگشتہ کیا۔

۳۷

جو کچھ میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اے علیؑ وہ تمھارے لیے بھی پسند کرتا ہوں اور جو کچھ میں اپنے لیے نا پسند کرتا ہوں تمھارے لیے بھی نا پسند کرتا ہوں۔

۳۸

یا علیؑ! خوش ہو کہ تمھاری حیات و موت میرے ساتھ ہے۔

۳۹

علیؑ کا رتبہ میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کے نزدیک میرا رتبہ ہے۔

۴۰

جو کوئی نوحؑ کو ان کے فہم میں، ابراہیمؑ کو ان کی خلعت میں اور یوسفؑ کو ان کے جمال میں دیکھنا چاہے وہ علیؑ پر نظر کرے۔

۴۱

علیؑ مسلمانوں کی سپر ہے۔

۴۲

میں اور علیؑ تمام انسانوں کے لیے حرف آخر ہیں۔

۴۳

اللہ نے اور تمام پیغمبروں کا سلسلہ ان کے ہی سلسلہ نسب میں رکھا لیکن میرا اور علیؑ کا ایک ہی سلسلہ میں رکھا۔

۴۴

دوسرے تمام لوگ دوسرے درختوں سے ہیں لیکن علیؑ اور میں ایک ہی درخت سے ہیں۔

۴۵) علیؑ کو امت پر وہ حق ہے جو ایک باپ کو بیٹوں پر ہوتا ہے۔  
 ۴۶) یا علیؑ تم میرے بہترین منتخب دوست ہو اور میرے امین بھی ہو۔  
 ۴۷) یا علیؑ تم میرے داماد بھی ہو اور میرے سب سے پیاروں کے باپ بھی ہو۔  
 ۴۸) علیؑ کے لیے بری زبان استعمال نہ کرو، وہ میرے بعد تمھارے امیر بھی ہیں۔  
 ۴۹) میرے فالقن یا تو میں خود ادا کر سکتا ہوں یا صرف اکیلے علیؑ میرے عیوض ادا کر سکتے ہیں۔

۵۰) علیؑ کی ضربت عمر ابن عبدود پر روزی ہے تمام جن و انس کی عبادت سے۔

۵۱) وہ علیؑ تھا جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی۔

۵۲) اے علیؑ! تم پہلے مجھ پر ایمان لانے میں اور میری مدد کرنے میں۔

۵۳) اے علیؑ! تمھارے لیے علم کی برکتیں چاہتا ہوں تم نے علم کو پانی کی طرح سپر کر پایا ہے۔

## فضائل علیؑ بزبان حضرت ابو بکر

۱) حضرت ابو بکر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ کوئی شخص پل صراط سے نہیں گذر سکے گا جب تک کہ اس کے پاس حضرت علیؑ کا پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ نہ ہوگا۔

۲) حضرت ابو بکر اکثر حضرت علیؑ کے چہرے کو دیکھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ نے ان سے پوچھا کہ آپ اکثر علیؑ کے چہرے کو کیوں دیکھا کرتے ہیں؟ حضرت ابو بکر نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دلتے سنا ہے کہ حضرت علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

۳) حضرت ابو بکر اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ رسول اللہ صلعم کی عزت ہیں یعنی ان لوگوں میں ہیں جن کے ساتھ وابستہ رہنے کا اور جن کی پیروی کرنے کا رسول اللہ صلعم نے حکم دیا ہے۔

۴) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے غدیر خم میں حضرت علیؑ ابن ابی طالب سے کہا اے ابوطالب کے فرزند آپ (دنیا کے) تمام مومنین و مومنات کے مولا ہو گئے۔

۵) حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ اے ابو بکر عدالت و انصاف میں میرا اور علیؑ کا ہاتھ برابر ہے۔

۶) حضرت ابو بکر نے حضرت علیؑ کو آتے دیکھ کر کہا کہ جو ایسے انسان کو دیکھنا چاہتے ہو جو تمام لوگوں میں رسول اللہ سے قریب تر ہے، سب سے زیادہ با منزلت ہے، جو خدا کی نظر میں بھی سب سے زحمت کش اور با مرتبہ ہے وہ اس آنے والے کو دیکھے، یہ کہہ کر انھوں نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔

## فضائل حضرت علیؑ بزبان حضرت عمر

۱) حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کسی شخص نے حضرت علیؑ کی طرح فضائل حاصل نہیں کیے، وہ اپنے دوست کو صداقت کا راستہ دکھاتے ہیں، اور بلاکت سے بچاتے ہیں۔

۲) حضرت عمر بن خطاب نے کہا (اے لوگو!) شریفیوں سے محبت کرو اور کمینوں سے اپنی عزت بچاؤ اور یقین کرو کہ شرافت کامل نہیں ہو سکتی جب تک حضرت علیؑ کی ولایت حاصل نہ ہو۔

۳) حضرت عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تمام لوگ حضرت علیؑ کی محبت پر اتفاق کر لیتے تو خداوند عالم آتش جہنم کو نہ پیدا کرتا۔

۴) حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ ہم سب میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

۵) حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں ایسی مشکل میں جس سے بچانے کیلئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

۶) ایک مرتبہ حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے کچھ پوچھا، حضرت علیؑ نے اس کا جواب دیا تو حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسن میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کسی قوم میں باقی رہوں اور آپ اس میں نہ ہوں، کیونکہ مشکلوں کو حل کرنے والے اور رحمتوں سے بچانے والے آپ ہی ہیں۔

۷) حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ اصحاب محمد کی اطہارہ فضیلتیں تھیں، جن میں سے تیرہ فضیلتیں صرف حضرت علیؑ سے مخصوص تھیں اور باقی پانچ فضیلتوں میں ہم سب شریک تھے۔

حضرت عمر نے اعلان کیا کہ پیغمبر نے اس حالت میں انتقال فرمایا جبکہ وہ علی سے بہت خوش تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر کے سامنے علی کا ذکر آیا، انہوں نے کہا علیؑ پیغمبر کے داماد ہیں، جبریل پیغمبر کے پاس اللہ کا حکم لے کر آئے کہ فاطمہؑ کی شادی علیؑ کے ساتھ کر دو۔

حضرت عمر کہتے ہیں کہ علیؑ ہمارے درمیان سب سے بہتر عادل ہیں۔

حضرت عمر دعا مانگتے تھے کہ "اے اللہ مجھ پر کوئی بلا نازل نہ کرنا جبکہ علی میرے پاس نہ ہوں۔"

حضرت عمر نے مختلف مشکل مراحل کے دوران زندگی میں بارہ مرتبہ کہا کہ "عمر ہلاک ہو جاتا اگر علیؑ نہ ہوتے۔"

حضرت عمر نے کہا کہ "اگر ساتوں سیارے اور ساتوں آسمان ترازو کے ایک پلہ میں اور دو سکر لہ میں علیؑ کے ایمان کو رکھا جائے تو علیؑ کا پلہ بھاری رہے گا۔"

حضرت عمر نے فرمایا کہ تم لوگ علیؑ کا ذکر بجز نیکی کے مت کرو، اگر تم نے ان کی شان گھٹائی تو پیغمبر کو قبر میں ایذا دو گے۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "علی ابن ابی طالب کو تین فضیلتیں ایسی ملی ہیں کہ ان میں سے ایک اگر مجھ کو ملتی تو یہ اس سے بہتر تھا کہ سرخ رنگ کے اونٹوں کی قطار مجھے مل جائے، کسی نے پوچھا کہ وہ کیا فضیلتیں ہیں؟"

کہا (۱) فاطمہ بنت رسول اللہ کے ساتھ آپ کی شادی۔

(۲) مسجد رسولؐ میں رسولؐ کے ساتھ آپ کی سکونت اس عنوان سے کہ جرات رسول اللہؐ کو مسجد میں حلال تھی وہ علیؑ کو بھی حلال تھی۔

(۳) خیبر میں علم لانا۔

حضرت عمر نے کہا کہ "اگر علیؑ کی تلوار نہ ہوتی تو اسلام قائم نہ ہوتا۔"

حضرت عمر سے روایت ہے کہ "رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "اے علیؑ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے تم وہیں جاؤ گے جہاں میں جاؤں گا۔"

حضرت عمر سے روایت ہے کہ "علیؑ اس کے مولا ہیں جس کے رسولؐ مولا ہوں۔"

حضرت عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ہم کو حکم دیا کہ جب بھی ہم میں اختلاف ہو تو

علیؑ کو حکم بنائیں۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ علم کے چھ حصے ہیں ان میں سے پانچ علیؑ کو ملے، چھٹا حصہ باقی تمام لوگوں کو، اس چھٹے حصہ میں بھی علیؑ شریک ہیں اور وہ ہم سب سے اعلم ہیں۔

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن وہ تعجب کے ساتھ حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ لے ابو الحسن! آپ سے جب بھی کوئی بات پوچھی جاتی ہے آپ فوراً بخیر رکے بتلا دیتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے یہ سن کر اپنا دست مبارک حضرت عمر کے سامنے

کر دیا اور پوچھا کہ بتلاؤ میرے ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟ حضرت عمر نے کہا پانچ۔

حضرت علیؑ نے کہا اے ابو حفصہ! تم نے بڑی جلدی بتلا دیا۔ حضرت عمر نے جواب دیا "یہ تو مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا، جن امور کے بتلانے میں میں

جلدی کرتا ہوں وہ مجھ پر پوشیدہ نہیں ہوتے۔"

حضرت عمر نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ خبردار کوئی شخص مسجور میں اس وقت فتویٰ نہ دے جبکہ علیؑ مر تھیں موجود ہوں۔

— \* —

## فضائل حضرت علیؑ بزبان حضرت عثمان

حضرت عثمان رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے ہیں، آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے۔ پس جب اللہ نے آدمؑ کو خلق کیا تو یہ نور ان کے صلب میں منتقل کیا، اس کے بعد عرصہ

تک یہ نور راز رہا یہاں تک کہ ہم صلب عبدالمطلب میں جڑا ہوئے پس مجھ میں نبوت آئی اور علیؑ میں ولایت۔"

حضرت عثمان سے روایت ہے کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم نے علیؑ کے چہرہ مبارک کے نور سے کچھ ملائکہ کو خلق فرمایا ہے جو خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں اور اس کا ثواب علیؑ اور اولاد علیؑ اور ان سے محبت کرنے والوں کے نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

## فضائل حضرت علی بزبان امیر شام معاویہ بن ابی سفیان

۱) البرہان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امیر معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ معاویہ نے کہا "علی سے دریافت کر وہ اعلم ہیں۔ اس نے کہا امیر آپ کا جواب مجھ کو علی کے جواب سے زیادہ پسند ہے۔ معاویہ نے کہا تو نے کتنی بُری بات کہی، تو نے ایک ایسے شخص سے کراہت کی جس کو رسول اللہ نے علم سے پُر کر دیا ہے۔ اس کے لیے فرمایا کہ یا علی! تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، سولے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کے علاوہ حضرت عمر پر جب بھی کوئی مشکل وقت آتا تھا تو آپ حضرت علی سے پوچھا کرتے تھے۔

۲) جب معاویہ کو حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر ملی تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "علی ابن ابی طالب کے مرنے سے علم فقہ کا خاتمہ ہو گیا۔"

۳) امیر معاویہ نے خالد بن معمر سے پوچھا "تم علیؑ کو ہم سب سے زیادہ کیوں دوست رکھتے ہو۔ خالد نے جواب دیا۔ میں علیؑ کو ان کی تین صفات کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں۔ (۱) جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو دامنِ علم ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ (۲) جب گفتگو کرتے ہیں تو سچ ہی کہتے ہیں (۳) جب فیصلہ کرتے ہیں تو عدالت کے مطابق ہوتا ہے۔

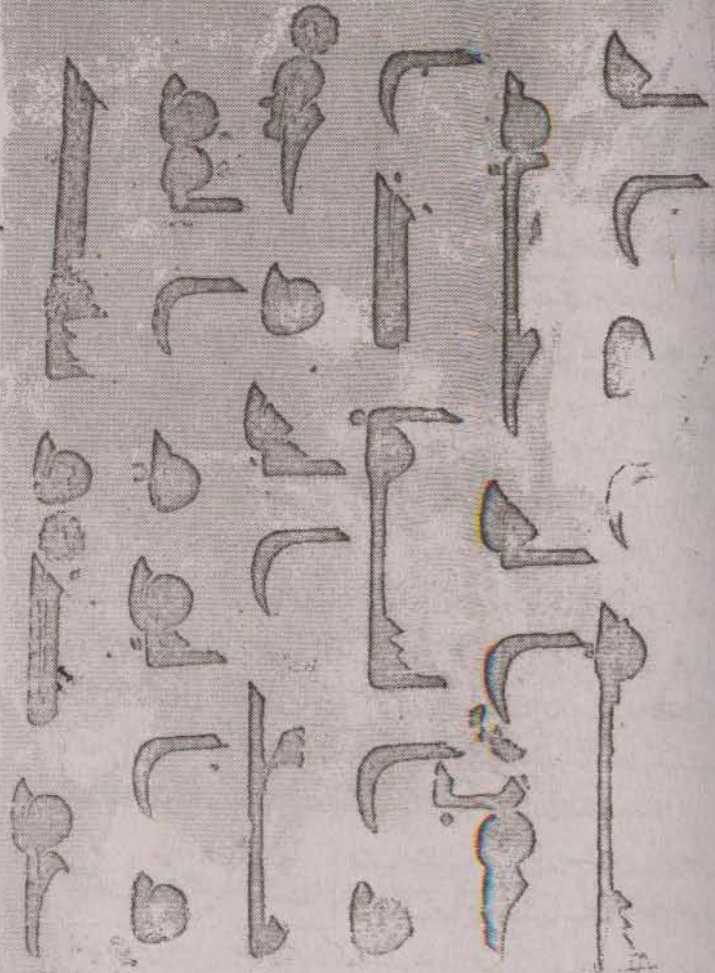
## فضائل حضرت عیسیٰ بزبان اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ

۱) عطا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے حضرت علیؑ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ غیر البشر ہیں جو اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔

۲) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں حضرت رسول خدا کے پاس تھی کہ حضرت علیؑ آئے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ عرب کے سردار ہیں۔

۳) حضرت عائشہ سے حضرت علیؑ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے کہا وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سنتِ رسولؐ کے جاننے والے ہیں۔

۴) ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا تمام عورتوں میں سب سے زیادہ فاطمہ کو اور تمام مردوں میں سب سے زیادہ ان کے شوہر علیؑ کو دوست رکھتے تھے۔ (بشکریہ زیادہ نامہ تبلیغ کراچی)



## امیر المؤمنین حضرت امام علی بن ابی طالب کے اسمائے مبارکہ والقابات

علی کا نام بھی نام خدا کیا رحت جاں ہے عصائے پیوستہ جن جوان بحر طفلان ہے  
صاحب راجح المطالب نے اساتذہ کے ساتھ رہ احادیث نقل کی ہیں جن میں حضرت  
علی علیہ السلام کے اسمائے مبارکہ اور القاب کا ذکر ہے۔ یہ القابات آنحضرت کی طرف سے علی  
کو ان کی دینی و دنیاوی خدمات و صفات کی وجہ سے عطا ہوئے تھے۔ ہر القاب کا تعلق کسی  
ذکری واقعات اور رسول اکرم کی بے بہا خدمت سے ہے اگر ان کو تو ضیح کے ساتھ لکھا جائے تو  
امیر المؤمنین کی مقدس زندگی کے بہت سے واقعات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ اصحاب رسول میں  
سے کوئی صحابی بھی اتنے القاب کا حامل نہیں بلکہ عیسیٰ سے بھی اس کا تعلق نہیں اگر دل کی  
گہرائیوں سے سمجھا جائے اور درباطن پر نظر ڈالی جائے تو اس سے جناب امیر علیہ السلام کا ایک  
ایسا صاحب فضل و شرف ہونا ظاہر ہوتا ہے جس کی نظیرہ اولین میں ملتی ہے نہ آخرین میں۔  
جناب امیر علیہ السلام کے ایک القاب کا ذکر کر رہا ہوں امیر المؤمنین جناب رسول خدا ارشاد  
فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے حضرت علی کا نام امیر المؤمنین رکھا گیا ہے تو،  
ہرگز اس کے فضائل سے انکار نہیں کرتے۔ علی کا نام امیر المؤمنین اس وقت سے ہوا ہے کہ  
ابھی آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔ اس وقت پروردگار نے ارجح کو خطاب کیا کہ میں  
تمہارا خدا ہوں اور تمہارا رب ہے اور علی تمہارا امیر ہے۔ (ارجح المطالب ص ۱)

### اسمائے مبارکہ

جناب امیر کا اہل آسمان میں نام شامیل، اہل زمین  
کے نزدیک جہاں جہاں۔ لوح پر آپ کا نام تقسیم، قلم پر  
منصوم، عرش پر محین، رضوان کے نزدیک امین، حورالعین کے نزدیک اصعب، جواری زبان  
میں قبائلیسی، سر بانی زبان میں شریح، تورات میں ایلیا، زبور میں ادی، انجیل میں  
بری، چچوگہ آپ شرک سے بری ہیں، عربی میں علی، ہندی میں کبکر، یعنی وہ شخص جو ارادہ

اسی بات کا کرے تو جب تک اس کو نہ کرے اور اختتام تک نہ پہنچائے اس  
سے علیہ نہ ہوں اور میں بطریق (معنی ہیں رجوں کا نہایت سرعت سے چھین لینے والا)  
فارس میں جبر ہے (یعنی وہ بازو جوش کا کرنا ہے) ترک میں تیسر ہے (یعنی وہ چیتا کہ جب  
اس نے کسی شے پر پنجہ مارا اسے پھاڑ ہی ڈالا) نیز میں نام لیبر ہے (یعنی وہ شخص جو بند  
بند کو جدا کر دے) جسد میں نام تبریک ہے (یعنی ہر چیز کا بر باد کرنے والا) خلیفین کے نزدیک  
یوشیح، کاہن کے نزدیک بوی (جسکے معنی جگ دینے والا) جنابت کے نزدیک جنین، مشرکین  
کے نزدیک موت احمر، بوئین کے نزدیک صحاب، داعی کے نزدیک میمون، والد کے نزدیک ظہیر  
ماں کے نزدیک اسد و حیدر، پیغمبر کے نزدیک ناصر، خدا کے نزدیک آپ کا نام علی ہے۔

### کنیت

ابوالمحسن، ابوالمحین، ابوالمجد، ابوالمجائین، ابوالزب، ابوالسبطین۔  
القاب

امیر المؤمنین، امام المتقین، سید الصادقین، سید المسکین،  
سید العرب، سید فی الدنیا والآخرہ، قائد العزائم، ...  
یسوب المؤمنین، مدین القبر، نایق الاعظم، کل ایمان، خاتم الوصیین، خیر الوصیین، الوصی،  
امام البرہ، قاتل العجور، صاحب الراہ، مقیم الحج، اسد اللہ، ید اللہ، عین اللہ، لسان اللہ، اذن اللہ  
جنب اللہ، نفس اللہ، حجتہ اللہ، راہبۃ الہدی، ولی اللہ، صنوتہ اللہ، شیخ المہاجرین، والافنا  
تسیم انار، والجنۃ، وارث رسول اللہ، خلیفہ رسول اللہ، منار ایمان، امام الاولیاء، الہادی،  
صاحب الملوء، ناصر رسول اللہ، صالح المؤمنین، مولی المؤمنین، منجز الوعدہ، قاتل الناکمیش،  
والقاسطین، والملائقین، المرقتی، الشاہد، الشہید، الراکح، المساجد، الصفی، الامین ...  
باب حط، مثیل ہارون، نفس الرسول، سیف اللہ، ذوالاذن الہامی، قاضی دین، رسول اللہ  
ذو ید رسول اللہ، خیر البشر، ذوالقرنین، ناصف النعل، الطاہر، الصادق، المؤمن، الانزع،  
السطین، العابد، الزہاد، کاسر الامنام، الساقی، القاری، بیضتہ الہامی، المہدی، طور الہی ...  
وابتۃ الجنۃ، ایلیا، قاب عین الفتنة، امیر النعل، ذوالبرقہ، مثل عیسیٰ، القرم، الجیب، باب  
مدینۃ العلم۔

خدا امیر ہی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور میرے والد مرحوم محمد عسکری  
فخاں کی بخشش فرمائے۔ (وصی خان)

## حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کے چند انمول پہلو

زور تو ہر انسان کی شخصیت میں کچھ نہ کچھ نمایاں خوبیاں ہوتی ہیں لیکن جناب امیر علیہ السلام کی شخصیت میں اتنی خوبیاں تھیں کہ ان کو بیان کرنا عقل انسانی کا کام نہیں ہے اس کے باوجود ناچیز کی سمجھ میں جو خوبیاں آئیں ان کو بیان کر رہا ہوں۔ یہ ایسی خوبیاں ہیں جو کسی بشر میں آج تک نہ پیدا ہو سکیں اور نہ آئندہ پیدا ہو سکیں گی آپ جامع الافاضل تھے لیکن فضائل انسانی میں کوئی فضیلت ایسی نہ تھی جو آپ کو حاصل نہ ہو۔ حضرت علی علیہ السلام کی انسانی خدمات پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات ملے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ذات جیدہ کو کوئی کیا جانے  
یا نبی جانیں یا خدا جانے

۱۔ آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے یہ وہ شرف ہے جو آدم سے نیکر آج تک کسی اور کو نصیب نہ ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔

۲۔ حضرت علی علیہ السلام کی دنیا میں سب سے پہلی غذا انبیا رسول ہے جو رسول اکرم کی زبان چوس کر حاصل کیا۔

۳۔ علی علیہ السلام کی تربیت پیغمبر آخر الزماں کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔

۴۔ دعوت ذوالعشیرہ کا اہتمام رسول اکرم نے حضرت علی کے سپرد کیا۔

۵۔ شب ہجرت بستر رسول پر حضرت علی بیٹھے۔

۶۔ وقت ہجرت رسول خدا نے اہل مکہ کی امانتوں کا امین حضرت علی کو بنایا۔

۷۔ مسجد قبا کا سنگ بنیاد حضرت علی نے رکھا۔

۸۔ جنگ بدر میں ۶۰ مشرکوں میں سے ۳۵ کو حضرت علی نے قتل کیا۔

۹۔ جنگ احد میں ہاتھ نے مزہ سنایا۔ "لا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار"

۱۰۔ جنگ خندق میں رسول اکرم نے حضرت علی کو کل ایمان کہا۔

۱۱۔ حضرت علی کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے بہتر قرار پائی۔

۱۲۔ جنگ خیبر میں حضرت علی کو کراغینسار کے معزز لقب سے ہمارے رسول شہنازاد

۱۳۔ حضرت علی تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے۔

۱۴۔ جنت کا مسکن رضاء علی پر موقوف ہے یعنی آپ قسم انار والجنہ ہیں۔

۱۵۔ آپ سے زیادہ رازدار رسول کوئی نہ تھا۔

۱۶۔ آپ خطیب منبر سلونی تھے۔

۱۷۔ رسول علم کا شہر اور آپ اس کے دروازے۔

۱۸۔ رسول اکرم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ کے شوہر تھے۔

۱۹۔ ہفت میں ہر آپ نفس رسول قرار پائے۔

۲۰۔ آپ شریک نور رسالت ہیں۔

۲۱۔ آپ سائنس کو شریک ہیں۔

۲۲۔ علی کا نفس خدا کا نفس کہلایا۔

۲۳۔ حضرت علی نے دس ہزار سے زیادہ مشرکوں کو قتل کیا۔

۲۴۔ دنیا کے سب سے الذکھے بہادر علی تھے جن کی زدہ میں پشت کا حصہ نہ ہوا تھا

۲۵۔ علی کا ہر عضو خدا کی طرف منسوب ہوا۔ (الف) نفس: نفس اللہ (ب) آنکھیں

: عین اللہ (ج) کان: اذن اللہ (د) پہلو: جذب اللہ (ه) زبان: لسان اللہ۔

۲۶۔ مشکل کشتائے عالم اور عقده کشائے خلق ہیں۔

۲۷۔ آپ امام مبین ہیں۔

۲۸۔ آپ ابوالائمہ ہیں۔ گیارہ اماموں کے باپ (آپ کی نسل سے گیارہ امام آئے)

۲۹۔ رسول اکرم کی نبوت کے عینی گواہ حضرت علی تھے۔

۳۰۔ حضرت علی کئی علوم کے مجدد تھے۔

۳۱۔ حضرت علی نہ شتوں کی آواز سنتے تھے۔

۳۲۔ رسول خدا وحی الہی کو سب سے پہلے حضرت علی سے بیان کرتے تھے۔

۳۳۔ حضرت علی کی طرح دین اسلام کی خدمت کسی نے نہیں کی۔

۳۴۔ نفسانی اور روحانی کمالات کی کوئی منزل طے کئے بغیر نہیں چھوڑی۔

۳۵۔ علی دہ لسان صدق ہیں جن کی دعا حضرت ابراہیم نے مانگی تھی۔

۳۶۔ ارشاد نبوی کی روشنی میں علی کے چہرہ پر نظر کرنا، آپ کا ذکر کرنا، آپ سے محبت،



رکھنا عبادت قرار پایا۔

۳۷۔ دوش رسول پر چڑھ کر خانہ کعبہ کے بنوں کو مسما کر نینوالے حضرت علی تھے۔

۳۸۔ حضرت علی کو رسول خدا نے کبھی کسی امیر لشکر کا ماتحت نہیں بنایا۔

۳۹۔ شب مہراج خدا نے اپنے رسول سے علی کے لہجہ میں کلام کیا۔

۴۰۔ حضرت علی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی سخی نہیں ہوا۔

۴۱۔ حضرت علی وجہ اللہ ہیں یعنی ان کی وجہ سے خدا کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

۴۲۔ حضرت علی جیسا فصیح و بلیغ دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔

۴۳۔ حضرت علی علیہ السلام سابق الاسلام ہیں۔

۴۴۔ حضرت علی تمام مسلمانوں سے سات برس پہلے رسول کے ساتھ نماز پڑھنے والے تھے۔

۴۵۔ آپ رسول خدا کیساتھ سائے کی طرح رہتے تھے۔

۴۶۔ حضرت علی سب سے بہتر قضایا کا فیصلہ کرنے والے تھے۔

۴۷۔ تمام زندگی کوئی کام اپنے نفس کے لئے نہ کیا۔

۴۸۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا علی اور خدا کے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا۔

۴۹۔ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا میرے اور علی کے سوا کو کسی نے نہیں پہچانا۔

۵۰۔ علی نے کبھی کسی بت کی پرستش نہیں کی اس لئے مسلمان آپ کو کریم اللہ وجہ کہتے ہیں۔

۵۱۔ آپ مصداق من عندہ ام اکتاب ہیں۔

۵۲۔ آپ روز قیامت صاحب الوانجہ اولوں گے۔

۵۳۔ آپ نے کسی جنگ میں کبھی شکست نہیں کھائی۔

۵۴۔ آپ کی شہادت حالت نماز میں مسجد نبوی میں ہوئی۔

۵۵۔ حضرت علی شہید علی الخلق ہیں یعنی لوگوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔

۵۶۔ حضرت علی وہ حافظ احکام دین ہیں جنہوں نے اپنے عہد حکومت میں اپنی کسی ذاتی غرض یا کسی ر رعایت سے کبھی حکم خدا اور رسول کی خلاف ورزی نہیں کی۔

۵۷۔ علی میں اعداد و صفیں پائی جاتی تھیں وہ مگر کارزار میں سب سے زیادہ قوی

مخدا عبادت میں سب سے زیادہ کمزور ہیں کفار کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عزمین

کے مقابلہ میں درجہ نرم اپنے لئے رکھی روٹی و دوسروں کیلئے لذیذ خاندان نہ کرنا تھے۔

۵۸۔ مسجد نبوی کی طرف کھٹنے والے سب دروازے بند کر دیئے گئے مگر حضرت

علی کے گھر کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہا۔

۵۹۔ رسول خدا کی رفات کے وقت حضرت علی آپ کے ساتھ ایک چادر

میں بیٹے ہوئے تھے۔

۶۰۔ جنگ بدر کی فتح آپ کی شجاعت کا نتیجہ تھی۔ جنگ کے محل کفار مقتولین

میں نصف آپ نے فی النار کیے۔

۶۱۔ جنگ احد میں سب مسلمان اس حضرت کو تنہا چھوڑ کر بخون جان بھاگ گئے،

لیکن حضرت علی علیہ السلام بدستور ثابت قدم رہے اور جنگ کرتے رہے۔

اس حضرت نے فرمایا اِنَّهُ صَبِيٌّ وَاَنَا مَهْمُهُ اور جبریل نے کہا اِنَّا صَحْنَا

اور ہاتھ صہبی نے کہا لا فَتَى الْاَعْلَى لَاسِيفِ الْاَذْدِ الْقَامِرِ۔

۶۲۔ جنگ احزاب میں آپ نے عمر ابن ود کو قتل کیا، مسلمانوں کی جان بچائی جس پر

جناب رسول خدا نے فرمایا روز خندق میں علی کی ایک ضرب میں اہمیت کے

قیامت تک کے اعمال سے بہتر ہے۔

۶۳۔ جنگ خیبر میں جب سب شکست کھا کر بھاگ آئے تو جناب رسول خدا نے فرمایا

کو کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو کار و غیر فر آرہے۔ خدا اور رسول کو دوست

رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی کو علم

طا، مرحب و غتر کو مارا، در خیبر اکھاڑا اور فتح کر کے واپس ہوئے۔

۶۴۔ صلح حدیبیہ میں ایمان کامل کے ساتھ آپ نے صلح نامہ لکھا۔

۶۵۔ فتح مکہ میں آپ نے جناب رسول خدا کے کانڈھے پر سوار ہو کر بیت کوڑ

۶۶۔ جنگ حنین میں تمام لوگ اس حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو آپ ثابت

قدم رہے اور کافروں سے لڑتے رہے۔

## حضرت علی علیہ السلام کے ایک مخصوص دُعا

منقول ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو کوئی نہایت پریشانی اور اضطراب  
ہوگی، ہم درپیش ہوتی تھی تو آپ دو رکعت نماز ادا کر کے سورتہ استغفر اللہ پڑھنے کے  
بعد دعائے ذیل کو پڑھتے تھے۔ اس کے بعد اپنے کام (تدبیر) کو شروع فرماتے تھے  
جس کی وجہ سے آپ کو کسی کام میں نقصان یا پریشانی نہیں ہوتی تھی۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰهُمَّ تَدَهَّمْتُ بِمَا مَرَّ قَدْ عَلِمْتَهُ يَا نَا كُنْتَ تَعْلَمُ  
وَاِنَّهُ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَرَدِّيْكَ وَ اٰخِرَتِيْ فَلْيَسِّرْ لِّيْ  
وَاَنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنْتَ شَيْءِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَرَدِّيْكَ وَ اٰخِرَتِيْ  
فَاَصْرِفْهُ عَنِّيْ كَيْ هَتَّ ذَا لِكَ اَوْ اَحْبِبْتَ يَا نَا تَعْلَمُ  
وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

خدا یا میں نے جو ارادہ کر رکھا ہے تو اس سے ضرور واقف ہے دیکھ  
اگر ذہنی دنیادی و آخری حیثیت سے میرے لئے بہترین ہے، تو  
سہل و آسان فرما دے۔ اور اگر تیری حقیقت میں نظر سے دینی و  
دنیادی و آخری حیثیت سے میرے لئے بُرا ہے۔ تو درد فرما دے  
چاہے مجھے اچھا لگے چاہے بُرا لگے۔ کیونکہ تو سب جانتا ہے اور میں  
کچھ نہیں جانتا (اور کیوں نہ ہو) تو ذاتی طور پر غیب کا جاننے والا ہے

اللہ سے کچھ تو ڈرو چاہے وہ کم ہی ہو، اور اپنے اس کے درمیان کچھ تو پر ڈرو  
رکھو چاہے وہ باریک ہو، (حضرت علیؑ)

## مولائے کائنات علی بن ابی طالبؑ

### کے ارشادات

"آداب و اخلاق تو بہ تو زیور ہیں۔ آداب کے برابر  
اخلاق و آداب کوئی زیور نہیں۔"

- ۱) اخلاق و آداب نیت نئے زیور ہیں جو اپنے پہننے والے کو سنوارتے ہیں۔
- ۲) لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو کہ اگر تم ہر جاؤ تو لوگ تم پر افسوس ہائیں، اور  
زندہ رہو تو تمہارے مشتاق اور آرزو مند رہیں۔
- ۳) جب دشمن پر غلبہ پاؤ تو اسے معاف کر دو۔
- ۴) ہر مرد کی قیمت اس کے حسن عمل کے موافق ہے۔
- ۵) حسن اخلاق سے بہتر کوئی مصاحب نہیں۔
- ۶) مشورہ کرنا بہترین مددگار ہے۔
- ۷) آدمی کی قدر و منزلت اس کی سمیت کے موافق ہوتی ہے اور اس کی سچائی  
اس کی مروت کے مطابق۔
- ۸) خوش خلق نعمتوں میں بسر کرتا ہے۔
- ۹) جس شخص نے شرم و حیا کا جامہ پہن لیا لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ سکتے۔
- ۱۰) مردوں کے جو ہر تغیر حالات میں کھلتے ہیں۔
- ۱۱) محسن کے دوست بہت ہوتے ہیں۔
- ۱۲) میانہ روی سے دشمن مغلوب ہو جاتا ہے۔
- ۱۳) جس نے خدا کی عظمت کو پہچانا اس کی نگاہ میں مخلوق بے حقیقت و حقیر  
ہو جاتی ہے۔
- ۱۴) خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہ کرو۔

- ۱۶) مبارک ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو بہت کیا، نیک کام کیے اور اچھی نصیحتیں اختیار کیں، اپنے خرچے سے بچنے والے کو خدا کی راہ میں دے دیا۔
- ۱۷) صاحبانِ مروت کی لغزشوں سے درگزر کرو کیونکہ خداوندِ عالم ان کا ہاتھ بڑھ کر بلانے کرتا ہے وہ برائی جس پر انسان نادام و لپشیمان ہو خدا کے نزدیک اس کی نیکی سے بہتر ہے جو کبر و نخوت میں مبتلا کرے۔
- ۱۹) جس بات کا آغاز اچھا ہوتا ہے اس کا انجام بھی اچھا ہوتا ہے۔
- ۲۰) جو شخص لوگوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے وہ راضی نہ ہوں تو وہ اسے ایسی تہمتیں لگائیں گے جس کا اسے بھی علم نہیں ہے۔
- ۲۱) آدمی جس قدر غیور ہوگا اسی قدر پاک دامن ہوگا۔
- ۲۲) جو شخص بدلائن نہیں لے پاتا وہ غیبت ہی کیا کرتا ہے۔
- ۲۳) سلطنت و امارت لوگوں کے گھوڑے دوڑانے کا میدان ہے۔
- ۲۴) دن کے ارادوں کو رات کا سونا کسی قدر توڑنے والا ہے۔
- ۲۵) جس نے حق سے مقابلہ کیا اسے حق پچھا ڈرے گا۔
- ۲۶) کسی کے رنگ میں آپ بھی رنگ جانا اس کی نثراتوں سے بچنا ہے۔
- ۲۷) رزق میں کمی ہو جائے مگر لوگوں کا وسیلہ نہ تلاش کرو۔
- ۲۸) مر جاؤ مگر لپستی کی طرف نہ جھکو۔
- ۲۹) استحقاق سے زیادہ تعریف چاہلو می ہے۔
- ۳۰) اس چیز سے خود بھی پرہیز کرو جسے دوسروں کے واسطے برا سمجھتے ہو۔
- ۳۱) عدالت کا مقصد یہ نہیں کہ محض اپنی رائے کو سمجھ کر حکم دیدیا جائے بلکہ ثبوت اور دلیل بھی لازمی ہے۔
- ۳۲) مظلوم کا ظالم سے بدل لینے کا دن ظالم کا مظلوم پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے۔
- ۳۳) بغیر عمل کے دعا کرنے والا بغیر کمان کے تیر اندازی کرنے والا ہے۔
- ۳۴) سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ لوگوں کے ان عیبوں کی گرفت کرے جو اس میں خود ہی موجود ہیں۔
- ۳۵) وہ نیکی ہرگز نہیں جس کا انجام خرابی ہو اور وہ بدی ہرگز نہیں جس کا انجام بھلائی ہو۔
- ۳۶) خدا ایسا نہیں جو اپنے بندہ پر شکر کا دروازہ کھول دے اور زیادتی نعمت کا دروازہ بند کر دے۔

- ۳۸) تیرے رہنے کے قابل وہ شہر ہے جہاں کے رہنے والے تیری خاطر تواضع کریں اور تیرے خواہاں رہیں۔
- ۳۹) جو شخص تیری طرف راغب ہے اس سے پرہیز کرنا بے عقلی ہے اور جو شخص تیری طرف مائل نہیں اس پر گونا گونہ نفس کی ذلت و خواری ہے۔
- ۴۰) دنیا میں جو چیز تمہیں مل جائے اسے لو اور جو چیز ہاتھ نہ آئے اس کی طرف تم ہاتھ نہ بڑھاؤ، اگر تم سے یہ بات نہیں ہو سکتی تو طلب ہی میں اعتدال برتو۔
- ۴۱) فسق اور کامیابی احتیاط سے حاصل ہوتی ہے۔
- ۴۲) سوائے خدا کے کسی سے امید نہ رکھو اور سوائے اپنے گناہوں کے کسی چیز سے نہ ڈرو۔
- ۴۳) پیشوا بننے کے لیے دوسروں کو تعلیم دینے کے بجائے اسے افعال و اطوار سے تعلیم جو حسن خلق کی تصویر بن گیا، جس نے اپنی زبان کو رد کا، جس نے اتباع سنت کیا اور بدعتی نہیں کہلایا۔
- ۴۴) خود پسندی زیادتی نعمت کو روکتی ہے۔
- ۴۵) موت قریب ہے اور دنیا کی مصاحبت کا زمانہ قلیل۔
- ۴۶) دیانت دل کی وسعت کا آلہ ہے۔
- ۴۷) لجاجت و منت کرنا رائے کو باطل کرنا ہے۔
- ۴۸) قابلِ ملامت وہ شخص ہے جو ایسے کام میں دست اندازی کرتا ہے جکا وہ اہل نہیں۔
- ۴۹) محبت ایک ایسی قرابت ہے جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔
- ۵۰) جو شخص تم سے ملوں ہو اور رنجیدہ ہو اسے اپنا امین نہ بناؤ۔
- ۵۱) فریبی اور غدار سے بدلہ لینا ہی ہے تو اس کی مکاریوں کو بھلا دے۔
- ۵۲) جس شخص نے اپنی قدر نہ پہچانی وہ ہلاک ہو گیا۔
- ۵۳) جو شخص کسی جماعت کے فعل سے راضی ہو گیا تو گویا وہ خود بھی اس میں داخل ہو گیا۔
- ۵۴) جس شخص نے مختلف عقولوں اور رایوں کی طرف رُخ کیا اسے خطا کے مقامات معلوم ہو جائیں گے۔
- ۵۵) ظلم و ستم میں سبقت کرنے والا قیامت کے دن غم و غصہ کی حالت میں اپنے ہاتھ چبائے گا۔
- ۵۶) احسن کی صحبت نہ اختیار کرو کیونکہ وہ اپنی باتوں کو تمہاری نگاہوں سے زینت

دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم بھی اسی کے جیسے ہو جاؤ۔

آزمانے سے پہلے ہر شخص کی طاعت سے مطمئن ہو جانا عجز و ناتوانی ہے۔

شرارتوں کو دہیں واپس کر دو جہاں سے وہ آئی ہیں کیونکہ شرارت شرارت ہی سے دور ہوتی ہے۔

کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔

### عبادت

واجبات کو ادا کرنے کے برابر کوئی عبادت نہیں۔

جو عبادت ثواب کے لیے کی جائے تجارت ہے، جو عذاب کے خوف سے کی جائے غلامی ہے، اور جو ادا کے لیے کی جائے وہ آزادانہ بندگی ہے۔

معبود! اس لیے تیری عبادت نہیں کیا لانا کہ دوزخ کا خوف یا جنت کی تمنا دامنگیر ہے۔۔۔ نہیں۔ مالک اعلیٰ کے سامنے مہربانیاں اس لیے اور صرف اس لیے خم ہوتا ہے کہ تو مستحق عبادت ہے۔

### صدقہ، زکوٰۃ، خیرات

صدقہ دے کر اپنے ایمان کے مالک بن جاؤ۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے مال کی حفاظت کرو اور دعاؤں کے ساتھ بلاؤں کی موجوں کو دور کرو۔

جس شخص نے ایسے کا حق ادا کیا جو اس کا حق نہیں ادا کرتا تو اسے بندہ بے دم بنایا۔

جو شخص بطور واجب محض خدا کے لیے دوسروں کی حاجت پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو اس نے نعمتوں اور فضا کے سامنے رکھ دیا۔

کریم کی سلطنت سے ڈرنا چاہیے درحالیکہ وہ بھوکا ہو، اور سخیل اور کینے کے حملے سے ڈرنا چاہیے درحالیکہ وہ شکم سیر ہو۔

جب تنگ دست ہو جاؤ تو صدقے کے ذریعے اللہ سے سودا کرو۔

### جہالت

جہالت سے بڑھ کر اور کوئی حاجت نہیں۔

جابل ہر کام میں یا تو حد سے گزر جاتا ہے یا اسے ادھورا چھوڑ دیتا ہے۔

جس شخص نے اپنے آپ کو شہمت کے مقام پر رکھا وہ اپنے سے بگمان ہونے والے کو

ملا مت نہیں کر سکتا۔

### عورت

عورت ایک کچھو ہے جس کا کاٹ کھانا نہایت خوش گوار ہے۔

عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ شوہر سے اچھی طرح پیشین آئے۔

دنیا اور دنیا کی تمام نعمتیں اچھی اور خوبصورت ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ خوبصورت

پرہیزگار عورت ہے۔

### فکر و حیا

فکر ایک شفا آئینہ ہے۔ حیا، ایمان کی شاخ ہے۔

### سفرائش

سفرائش کرنے والا باجمہند کے لیے پرو باز و کام دیتا ہے۔

### بے صبری

بے صبری سے اور مصیبت آتی ہیں۔

### درگزر

معاف کرنا دشمن پر فتح پانے کی زکوٰۃ ہے۔

### موت

موت سے پہلے توبہ کرنے میں عجلت کرو۔

مومن کا تحفہ موت ہے۔

ناگہانی موت غضبِ الہی کی پکڑ ہے۔

### قناعت

قناعت کرنے والا بادشاہ ہے۔

قناعت ایسا مال ہے جس پر بربادی اثر نہیں کرتی۔

### علم

علم و ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں۔

علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تمہیں حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تمہاری خود

حفاظت کرتا ہے۔

علم حاکم ہے اور مال محکوم۔

مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے، علم کو قہراً خرچ کروا سنا ہی بڑھتا ہے۔

- (۹۰) اللہ مال کے زوال کے ساتھ فنا ہو جاتا ہے مگر عالم کی یہ شان نہیں۔  
 (۹۱) علم کا حجج کرنے والا اس وقت تک باقی رہے گا جب تک دنیا قائم ہے۔ اور مال کا حجج کرنے والا دنیا کے عذابوں میں گرفتار رہتا ہے۔  
 (۹۲) عالم کے جسم فنا ہو جاتے ہیں لیکن صورتیں دلوں میں موجود رہیں گی۔  
 (۹۳) جو بات نہیں جانتے اس کے معلوم کرنے میں شرم نہ کرو۔  
 (۹۴) حکمت کو حاصل کرو جہاں کہیں بھی ہو، چاہے وہ منافق ہی سے کیوں نہ لے۔  
 (۹۵) اگر تم سے ایسی بات پوچھی جائے جو تم کو نہیں معلوم تو اپنی لاعلمی کے اظہار میں شرم نہ کرو بلکہ صاف صاف کہہ دو۔

### صبر

- (۹۶) صبر شجاعت ہے۔  
 (۹۷) صبر وحیا کے برابر کوئی ایمان نہیں۔  
 (۹۸) صبر حوادثِ زمانہ کو دور کرتا ہے۔  
 (۹۹) بے صبری سے اور مصیبتیں آتی ہیں۔  
 (۱۰۰) صابر شخص ضرورت سے حاصل کرے گا چاہے ایک مدت کیوں نہ ہو جائے۔  
 (۱۰۱) جسے صبر نفع نہیں بخشتا وہ روتے روتے ہلاک ہو جاتا ہے۔  
 (۱۰۲) صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو عمر کو جسم سے ہے جس طرح بغیر عمر کے جسم بیکار ہے اسی طرح بغیر صبر کے ایمان۔

### سخاوت

- (۱۰۳) سخاوت و بخشش ناموس کی نگہبان ہے۔  
 (۱۰۴) احسان و اکرام سے مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔  
 (۱۰۵) جس شخص نے سخاوت کی اس نے بزرگی اور عروج پایا۔  
 (۱۰۶) تھوڑی سی بخشش سے شرم نہ کرو، کیونکہ سائل کو بالکل محروم کر دینا اس سے کتر بات ہے۔  
 (۱۰۷) اندازہ کے موافق نفقہ دو اور اپنے نفس و عیال کو تنگی میں گرفتار نہ کرو۔  
 (۱۰۸) سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیا جائے، اگلے پر دنیا سخاوت نہیں بلکہ حیا ہے تاکہ لوگ برا نہ کہیں۔ سخی بن جا پر معرفت نہ بن۔

### دوستی

- (۱۰۹) منافق کبھی دوست نہیں بن سکتا۔  
 (۱۱۰) دوستوں کا باقی نہ رہنا غریب الوطنی ہے۔  
 (۱۱۱) نادان کی دوستی سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تمہیں نفع پہنچانے کی کوشش کرے گا لیکن اپنی بیوقوفی سے نقصان پہنچا دے گا۔  
 (۱۱۲) سخیل سے دوستی نہ کرو کیونکہ ضرورت کے وقت وہ تمہاری مدد نہ کرے گا۔  
 (۱۱۳) برائیوں سے ڈرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ نیکیوں کی ترغیب دینے والا شخص۔  
 (۱۱۴) دوست وہ ہے جو اپنے دوست کا تین حالتوں میں ساتھ دے، پریشانی اور تنگدستی میں، غیبت اور مرنے کے بعد۔  
 (۱۱۵) جھوٹے دوست نہ بناؤ، کیونکہ تمہارے مطلوب کو جو تم سے دور ہے قریب کھائے گا اور جو قریب ہے اسے دور بتائے گا۔  
 (۱۱۶) بُرے لوگوں کی دوستی سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ذرا سی لالچ میں تم کو بیچ ڈالیں گے۔  
 (۱۱۷) خلقت کے ساتھ دوستی کرنا ادھی دانش مندی ہے۔

### تونگری

- (۱۱۸) تونگری عیوب کو چھپا دیتی ہے۔  
 (۱۱۹) مال تمام خواہشوں کی بنیاد ہے۔  
 (۱۲۰) دولت کو سفر میں بھی وطن کی آسائش حاصل ہے۔  
 (۱۲۱) وسعتِ مال ایک نعمت ہے۔  
 (۱۲۲) بہت سے عقلمند آدمی بھی امیروں کی نفسانی خواہشات کے مطیع ہوتے ہیں۔  
 (۱۲۳) بہترین تونگری یہ ہے کہ آرزوؤں کو ترک کر دیا جائے۔

### غور

- (۱۲۴) سب وحشتوں سے بڑھی ہوئی وحشت غور و تدبیر ہے۔  
 (۱۲۵) تکبر سے زیادہ کوئی تہمتائی و حشتناک نہیں۔  
 (۱۲۶) مغزور کی حالت کو دیکھو کہ کل سبھی وہ ایک شخص کی طرح استھا اور کل پھر ایک شخص مردار ہو جائے گا۔  
 (۱۲۷) جس شخص نے اپنی رائے پر سبھروسہ کیا وہ ہلاک ہوا۔

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

## نیکی

نیکی وہ ہے جس سے علم و عمل میں ترقی ہو۔

عمل صالح سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں۔

نیکی کرنے والا نیکی سے بہتر ہے اور بدی کرنے والا بدی سے بُرا ہے۔

دوسروں کے لیے درد سہی کرنا اپنے عیبوں کی قبر کھودنا ہے۔

لوگوں کے ساتھ صلح رکھنا اپنے عیبوں کے لیے نیمہ لگانا ہے۔

جوشخص نیک کام میں مستی کرتا ہے اس کی خبر گیری بھی جلدی نہیں کرتی اور وہ

بزرگی نہیں حاصل کرتا۔

جس شخص کو نرمی سے خرد کیا جاتا ہے اسے گویا نیکی سے خرد کیا جاتا ہے۔

## خوش طبعی

باشاش اور خندہ پیشانی رہنا دوستی کا جال ہے جو دوسروں کو گردیدہ بناتا،

غم اور فکر میں مبتلا رہنا آدھا بڑھا پاپا ہے۔

تم میں سے وہ شخص مجھے بہت پیارا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

## گناہوں کا کفارہ

زبردست کفارہ تمہارے گناہوں کا یہ ہے کہ بیکسوں کی مدد کرو اور غم زدوں

کو خوش کرو۔

وہ گناہ جس کا تمہیں رنج ہو، اس نیکی سے بہتر ہے جو تمہیں خود پسند بنا دے۔

## ادبار

جس شخص کی طرف سے دنیا اپنا منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی نیکیوں کو برابر کرتی ہے

## طبع و لاپح

طبع باعثِ ذلت ہے۔

طبع کرنے والا ذلت و خواری کی قید میں ہے۔

کسی شخص سے کسی چیز کی طرح کرنا ہمیشہ کی بندگی ہے۔

جس شخص نے طبع کی اس نے اپنے نفس کو ذلیل و خوار کر دیا۔

دو جھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک طالب علم اور دوسرا طالب دنیا۔

اہل دنیا مثل ان سواروں کے ہیں جو سفر کرتے ہیں پر سورہے ہیں۔

اکثر عقلموں کی قتل گاہیں شمشیر طبع کی بجلیوں کے نیچے ہیں۔

## حلم

بردبار کے علم کا پہلا نفع یہ ہے کہ جاہل کے مقابلہ میں لوگ اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

حلم و بردباری نادان کے ہونٹ سسی دیتی ہے۔

حلم ایک ڈھانکنے والا پردہ ہے اور عقل ایک کاٹنے والی تلوار لہذا اپنی برائیوں

کو علم و بردباری سے ڈھانپ لو اور اپنی خواہشوں کو عقل سے کاٹ دو۔

## بخل

بخیل اور لئیم کے حلقے سے خرد کرو جبکہ وہ شکم سیر ہو۔

بخل تمام عیبوں اور برائیوں کا جامہ ہے۔

بخل فقر و فاقہ سے بچتا ہے لیکن اس کی طرف نہایت تیزی سے جا رہا ہے، وہ

تو نگرہی کو ڈھونڈھتا ہے لیکن اس کو کھوکھے دیتا ہے لیکن اسی کی دنیا ہے، وہ

دنیا میں فقیروں کی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں امیروں کی طرح حساب دینے

کے لیے تیار ہے۔

بخل، بزدلی اور تکبر مردوں کے لیے تو بڑی فصلتیں ہیں لیکن عورتوں کے واسطے

اچھی ہیں۔ کیونکہ تکبر سے وہ کسی کو اپنے سامنے نہ آنے دیں گی۔ بزدلی کی وجہ سے

ہر چیز سے ڈریں گی اور اپنے آپ کو بچائیں گی، اور بخل کے باعث اپنے شوہر کے

مال کی حفاظت کریں گی۔

بخیلوں سے سوال کرنے کی بہ نسبت موت نہایت شیریں ہے۔

## افلاس

مفلس کا اس کا شہر میں بھی کوئی دوست نہیں ہوتا۔

جو لوگ مالدار ہو کر راہِ خدا میں صرف نہیں کرتے ان کو اولاد کی کمی رہتی ہے۔

## نفس پروری

جو شخص اپنے نفس سے راضی ہو اس پر غصہ کرنے والے بہت ہو جاتے ہیں۔

جس نے اپنے نفس کو دنیا کے ہاتھ بیچ ڈالا وہ ہلاک ہوا اور جس نے اسے دنیا سے

خرید لیا وہ آزاد ہو گیا۔

## خوف

سوائے اپنے گناہ کے اور کسی چیز سے نہ ڈرو۔

(۱۶۰)

## دعوت

جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی تو ان میں سے ایک ضرور مگر اسی کی دعوت ہوگی۔

(۱۶۱)

## خود پسندی

جو شخص خود پسند ہوتا ہے دوسرے اس سے نفرت کرتے ہیں۔

(۱۶۲)

جو شخص لوگوں کے متعلق فوراً ناگوار باتیں کہہ دیتا ہے تو پھر وہ اس کے لیے

(۱۶۳)

ایسی باتیں کرتے ہیں جنہیں وہ جانتا بھی نہیں۔

## مرض

مرض میں جب تک ہمت ساتھ دے چلے پھرتے رہو۔

(۱۶۴)

اقتسابِ علم و فہم سے باز رہنا بھی ایک مرض ہے۔

(۱۶۵)

## وقت

فرصت کا زمانہ بادل کی طرح ہوا جاتا ہے لہذا نیک کام میں اسے مرن کر دو۔

(۱۶۶)

فرصت کا وقت ضائع کرنا غم و عقہہ میں گرفتار ہونا ہے۔

(۱۶۷)

وہ عہد جس کے بعد حق تعالیٰ آدمی کے غم قبول نہیں کرتا ساتھ برس کی ہے۔

(۱۶۸)

جس شخص نے اپنی آرزوؤں کی لگام کو چھوڑ دیا وہ اونٹ سے منہ اپنی ہلاکت

(۱۶۹)

کے غار میں گر پڑا۔

## حرص

حرص باعثِ ہلاکت ہے اور طبع موجبِ ذلت۔

(۱۷۰)

فخر و سربلندی کو چھوڑ دو، غرور کو مٹا دو اور قبر کو یاد کرو۔

(۱۷۱)

جس شخص نے اپنی آرزوؤں کو طول دیا اس نے اپنے عمل کو خراب کر دیا ہے۔

(۱۷۲)

شریعت ترین بے نیازی یہ ہے کہ آرزوؤں کو ترک کر دو۔

(۱۷۳)

## شکر و قناعت

شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے۔

(۱۷۴)

شکر کرنا تو ننگروں کی آرائش ہے۔

(۱۷۵)

شکر سے تر زبان رہنا مالدار کی آرائش ہے۔

(۱۷۶)

نعمت کو کفرانِ نعمت کی وجہ سے بھگانا نہ دو کیونکہ ہر سبھا کا ہوا لوٹ کر نہیں آتا۔

(۱۷۷)

جب نعمت حاصل ہو تو اس کا شکر ادا کرو تا کہ نعمتیں مکمل ہو جائیں۔

(۱۷۸)

جب خدا ہی تم پر رحمتیں نازل کرے تو ڈرو کہ کہیں کفرانِ نعمت نہ ہو اور یہ

(۱۷۹)

نعمتیں تم سے چھین نہ لی جائیں۔

کریم کی سطوت سے ڈرو جبکہ وہ بھوکا ہو۔

(۱۸۰)

## پرہیزگاری

پرہیزگاری ڈھال کی مانند ہے۔

(۱۸۱)

زہد و تقویٰ ثروت ہے۔

(۱۸۲)

محرمات سے بچنا سب سے بڑا زہد ہے۔

(۱۸۳)

پرہیزگاری تمام اخلاق کی ستر تاج ہے۔

(۱۸۴)

واجبات کے ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔

(۱۸۵)

تقویٰ و پرہیزگاری کے برابر کوئی بزرگی نہیں۔

(۱۸۶)

## اقبال

تمھارے عیب اس وقت چھپے ہوتے ہیں جب تک تم کو دنیاوی ثروت حاصل ہے۔

(۱۸۷)

دنیا جب کسی کی طرف مائل ہوتی ہے تو دوسروں کی اچھائیاں اس کو عاریتاً

(۱۸۸)

بخش دیتی ہے اور جو اچھائیاں اس میں نہیں بھی ہوتی ہیں وہ بھی دوسروں

کو نظر آنے لگتی ہیں۔

ہر صاحبِ اقبال کے لیے ادبار ہے جس چیز سے اقبال نے منہ پھیر لیا وہ گویا

(۱۸۹)

تھی ہی نہیں۔

## حاجت

جس شخص نے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا یا وہ اپنی ذلت و خواری میں خوش ہوا۔

(۱۹۰)

عقل مند کبھی سوال کی ذلت کو گوارا نہیں کرتا۔

(۱۹۱)

بخیلوں سے سوال کرنے سے موت بہتر ہے۔

(۱۹۲)

سوال نہ کرنا فقر کا زیور ہے۔

(۱۹۳)

حاجت پوری نہ ہونا بہتر ہے اس سے کہ ایک نا اہل سے درخواست کی جائے۔

(۱۹۴)

لوگوں کی حاجتیں اسی کی طرف بڑھی ہوتی ہیں جس پر خدا کی نعمتیں بکثرت نازل ہوتی ہیں۔

(۱۹۵)

تمہاری آرزو بروت کی طرح جچی ہوئی ہے جسے سوال لکھلا کر ٹپکاتا ہے لہذا سوال کرنے سے پہلے دیکھ لو کہ تم اس کو کس کے سامنے ٹپکاتے ہو۔

### زبان

سب گناہوں سے بڑی جھوٹی زبان ہے۔

آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

ہمیشہ خاموشی اختیار کرنے سے ہیبت و جلال بڑھتا ہے۔

بے وقوف کی بات اس کی زبان پر رہتی ہے اور عقلمند کی دل میں۔

عقلمند کی زبان اس کے قلب کی آڑ میں ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے۔

زبان ایک درندہ ہے جب تک اس کے راستوں کی حفاظت نہ کی جائے گی ضرور

گزند پہنچائے گی۔

جس بات کو نہیں جانتے اس میں زبان نہ بلاؤ۔

زبان کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح کوئی درہم و دینار کی حفاظت کرتا ہے

کیونکہ بہت سی باتیں منکم کی نعمت کو صلب کر لیتی ہیں۔

جس شخص کا کلام حد سے بڑھا اس کی خطا بھی زیادہ ہوتی اور جس کی خطا زیادہ ہوتی

اس کی حیا کم ہوتی، جس کی حیا کم ہوتی اس کا زہد کم ہوا، اور جس کا زہد کم ہوا اس کا

قلب مر گیا۔

جب تک تم نے کوئی بات زبان سے نہیں نکالی وہ تمہاری قید و حراست میں ہے جب تک

نے اسے آزاد کر دیا تو پھر تم خود اس کے پابند ہو گے۔

زبان ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ پھاڑ کھائے۔

یہ نہ دیکھو کہ کون بول رہا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔

### تواضع

تواضع اور فروتنی سے عمدہ کوئی بزرگی نہیں۔

معاف کرنا دشمن پر فتوحاتی بانی کی زکوٰۃ ہے۔

تواضع اور فروتنی سے نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

امیروں کو غریبوں سے تواضع کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

غیروں کے ساتھ احسان کرنا کہ تمہاری اولاد کے ساتھ اس کا بدلہ محفوظ رہے۔

اپنے دشمن سے سچی خلق و مدارات سے پیش آؤ، ممکن ہے کسی دن تمہارا دوست ہو جائے۔  
احسان و اکرام کرنے سے مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔

### کفر

کفر کے چار ستون ہیں۔ (۱) حق پوشی (۲) حق سے تنازعہ۔ حق میں مجادلہ و

جہالت کا شریک کرنا ہے

(۳) حق سے انحراف۔ حق کی طرف اندھا کر دینا ہے (۴)

حق کی مخالفت سے انسان مشکلوں میں پھنس جاتا ہے جن سے نکلنا دشوار ہوتا۔

جو حق سے انحراف کرتا ہے اس کو برائیاں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اچھائیاں بری

نظر آتی ہیں۔

### دنیا اور عقبہ

دنیا سے رغبت کرنا رنج کے کھولنے کی کنجی ہے۔

دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے ضرر پہنچاتی ہے اور تلخیاں چکھاتی ہے۔

دنیا کی اصلاح کے لیے دین میں کسی شے کو ترک نہ کرو۔

دنیا اور آخرت مشرق و مغرب کی مانند ہیں اور چلنے والا ان کے درمیان میں ہے

جس قدر ایک سے قرب بھسل کر دوں گے دوسرے سے دوری ہوتی جائے گی۔

نادان دھوکا کھاتا ہے اور اس کی خواہش کرتا ہے لیکن عقلمند اس سے بچتا ہے۔

اس شخص کی حالت نہایت تعجب خیز ہے جو سہلے فانی کی تعمیر میں مشغول ہے

لیکن باقی رہنے والا مکان چھوڑ جائے گا۔

دنیا دوستانِ خدا کے لیے تجارتی منڈی ہے اور عبادت کی جگہ۔

دنیا مثل ایک سانپ کے ہے جو چھوٹے سے تو بہت نرم و نازک معلوم ہوتا ہے

مگر اس کی گھسی میں زہر سمجھا ہوا ہے جو تھک اور قاتل ہے۔

دنیا اپنے تصدیق کرنے والے کے لیے کچھ مکان ہے۔ جو اس کی باتوں کو سمجھے اس کیلئے

امن و عافیت کا گھر ہے۔ جو شخص اس سے زارِ اوجِ آخرت حاصل کرے اس کے واسطے

تو نگر کی جگہ ہے۔ جو شخص اس کی نصیحت قبول کرے اس کے لیے نصیحت کا مقام ہے۔

اہل دنیا موت کے لیے سلسلہ توالد و تناسل قائم کرتے ہیں۔ فنا ہونے کے لیے مال

جمع کرتے ہیں اور خراب ہونے کے لیے عمارتیں بناتے ہیں۔



دیندار البقا کی گذرگاہ ہے جس کا دل دنیا کی دوستی کی طرف راغب ہوا اس پر تین چیزیں واجب ہو گئیں۔ اول رنج و غم جو کبھی اس سے الگ نہ ہوں گے۔ حرص جو کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی اور آرزو جو کبھی برہ آئے گی۔  
عمل صالح کے برابر کوئی تجارت نہیں۔  
خدا کے نزدیک بدترین آدمی وہ ہے جو ناحق جھگڑا کرتا ہے۔

غذاری

غذاروں سے دفا کرنا اسے اس کی غذاری اور غذاروں سے غذاری، اس کے نزدیک وفا ہے۔

غیر عادل گواہ کی گواہی ناقابل قبول ہے۔

عقل

جب عقل کامل ہو جاتی ہے، کلام کم ہو جاتا ہے۔

عقل سے زیادہ کوئی مال نفع بخش نہیں۔

عقل سے بڑھ کر کوئی بے نیازی نہیں۔

خلقت کے ساتھ دوستی کرنا آدمی عقلمندی ہے۔

غنا رکھنے والوں کے دل حکمت سے خالی ہوتے ہیں۔

عادل وہ ہے جو ہر ایک چیز کو اس کے مقام پر رکھ دے اور جو اس کے برعکس کرے وہ جاہل ہے۔

جس شخص نے خودرائی کی وہ ہلاک ہوا، اور جس نے عقلمندوں سے صلاح کی وہ ان کی عقل میں شریک ہو گیا۔

اس شخص کی اطاعت لازم سمجھ جس کی شناخت میں تم جہالت کا عذر نہیں پیش کر سکتے۔

مشورہ کرنا عقلمندوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے، زمانے کے تجربوں کو یاد رکھنا بھی ایک توفیق ہے۔

عقل سے بڑھ کر مال، جہالت سے بڑھ کر مفلسی، ادب سے بڑھ کر جاہلاد اور مشورے سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں۔

۲۴۱ عقل کی فضیلت یہ ہے کہ آدمی دنیا کے نسبت ہو جائے۔

۲۴۲ عقل کے لئے سب سے بڑی آفت تکبر اور خودی ہے۔

۲۴۳ علم کی مدد سے نفس کے مقابلے میں جہاد کرنا عقلمندی کا نشان ہے۔

۲۴۴ اپنے نفس سے جہاد کر، غصہ کو قابو میں رکھ۔ بڑی عادتوں کی مخالفت کر تاکہ

۲۴۵ تیرا نفس پاک ہو جائے اور عقل کامل ہو جائے۔

۲۴۶ جب عقل کمال پر پہنچ جاتی ہے تو نفسانی خواہش کم ہو جاتی ہے۔

۲۴۷ جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے صحیح عقل اور تقویٰ عین عبادت کرتا ہے۔

۲۴۸ عقلمند وہ ہے جس نے اپنے آپ کو نفس کے ساتھ جہاد میں مصروف رکھا۔

۲۴۹ عقل حق کا رسول ہے۔

۲۵۰ سچائی بہترین عقل اور سب سے اچھا عمل ہے۔

۲۵۱ عقل یقینی دوست ہے۔

۲۵۲ عقلمند، عقلمند کی طرف مائل ہوتا ہے۔

۲۵۳ عقل تمام امور کی اصلاح کرنے والی ہے۔

۲۵۴ عقلمند آدمی دھوکا نہیں کھاتا۔

۲۵۵ عقلمند انسان اپنی نفسانی لذتوں کا دشمن ہے۔

۲۵۶ وقار عقل کا زیور ہے۔

۲۵۷ نفس کی خواہش عقل کی دشمن ہے۔

۲۵۸ عقل انسان کی فضیلت ہے۔

۲۵۹ عقلیں اللہ تعالیٰ کے عطیات ہیں۔

۲۶۰ انسان صرف عقل ہی سے انسان ہے۔

۲۶۱ عقل لوگوں سے نزدیک کی کا ذریعہ ہے اور حماقت دوری کا وسیلہ۔

۲۶۲ عقل زینت ہے۔

۲۶۳ عقل شرف ہے۔

- ۲۶۲ عقل سوچنے سمجھنے کا ذریعہ ہے۔
- ۳۶۵ عقلمند اپنے آپ کو پست کرتا ہے تو اسے بلندی حاصل ہوتی ہے۔
- ۲۶۶ قدرت کی توفیق عقل کی مدد و معاون ہے۔
- ۲۶۷ عقل ایک کسوٹی ہے، جس پر ہر بات پرکھی جاسکتی ہے۔
- ۲۶۸ علیین کی طرف ترقی کرنے کا ذریعہ عقل ہے۔
- ۲۶۹ عقل کے سوا دین کی اصلاح کوئی نہیں کر سکتا۔
- ۲۷۰ عقلمند وہ ہے جس کے اقوال اس کے افعال کی تصدیق کریں۔
- ۲۷۱ علم نفس کو زندہ، عقل کو زیادہ اور جہالت کو ننا کرتا ہے۔
- ۲۷۲ عقل مند وہ ہے جو گناہوں سے پرہیز کرے اور عیوب سے پاک و صاف رہے۔
- ۲۷۳ دانشمندی اصل عقل ہے عورت اس کا خلق ہے اور دین اس کا حسیب و نسب ہے۔
- ۲۷۴ پورا عقلمند وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا تمام چیزوں سے اپنی زبان بند کرے۔
- ۲۷۵ عقلمند وہ ہے جو اپنے رب کی اطاعت میں اپنی نفسانی خواہش کو مٹا دے۔
- ۲۷۶ عقلمند فانی دنیا سے منہ پھیر لیتا ہے اور ہمیشگی کی جنت کا طرف رغبت کرتا ہے۔
- ۲۷۷ عقل مند وہ ہے جو نفسانی خواہش پر غائب ہو اور دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈالے۔
- ۲۷۸ عقل اور نفس کی خواہش ایک دوسرے کی ضد ہیں۔
- ۲۷۹ عقل مند کی اطاعت کمرو، مطلب حاصل ہوگا۔
- ۲۸۰ عقل نہایت مضبوط بنیاد ہے۔
- ۲۸۱ عقل سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔
- ۲۸۲ عقل غور و فکر کو درست کرتی ہے۔
- ۲۸۳ علم عقل کی طرف رہنمائی کرتا ہے، پس جسے علم حاصل ہے وہ ضرور عقل مند ہے۔
- ۲۸۴ عقل مند ضرورت کے بغیر یا دلیل کے بدون کلام نہیں کرتا اور اپنی آخرت کی درستی
- ۲۸۵ کے سوا کسی کام میں مصروف نہیں رہتا۔
- ۲۸۶ علم اور عقل دونوں ایک ہی رسی میں جکڑے ہوئے ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

- ۲۸۷ عقلمند وہ ہے جس کا کل آج سے اچھا ہو اور جس کا نفس برائی سے بترتا ہو۔
- ۲۸۸ عقلمند جب بتوئے تو خدا کی قدرت کا نظارہ کرتا ہے، بولتا ہے تو خدا کو یاد کرتا ہے
- ۲۸۹ اور دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔
- ۲۹۰ عقل بہت ہی بڑی دولت ہے اور دنیا و آخرت میں نہایت شرف کا باعث ہے۔
- ۲۹۱ عذر پیش کرنا عقل مندی کی دلیل ہے۔
- ۲۹۲ عقلمند وہ ہے جو زبان کو قابو میں رکھے۔
- ۲۹۳ عقل زبان کی ترجمان ہے۔
- ۲۹۴ علم، عقل کا چراغ ہے۔
- ۲۹۵ عقلمند کمال کا خواہاں رہتا ہے۔
- ۲۹۶ عقل تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔
- ۲۹۷ عقل تجربوں کی محافظ ہے۔
- ۲۹۸ مومن دانا اور عقلمند ہوتا ہے۔
- ۲۹۹ خود بینی عقل کو برباد کرتی ہے۔
- ۳۰۰ سکون اور اطمینان عقل کا عنوان ہے۔
- ۳۰۱ عقل نہایت درجہ مدبر ہے۔
- ۳۰۲ عقل عزت کا موجب ہے۔
- ۳۰۳ عقل بردباری کے لئے سواری کی جگہ ہے۔
- ۳۰۴ علم، عقل کا سرنامہ ہے۔
- ۳۰۵ عقل تمام کاموں کی درستی کا باعث ہے۔
- ۳۰۶ دنیا عقلوں کے پھیلاؤ کھانے کی جگہ ہے۔
- ۳۰۷ غور و فکر سے عقل عقلمند ہوتی ہے۔
- ۳۰۸ عقل مند ہمیشہ فکر مند نظر آتا ہے۔
- ۳۰۹ عقل ایسا نیا کپڑا ہے جو کبھی پرانا نہیں ہوتا۔

- ۳۳۶ عقل بڑے کاموں سے روکتی ہے اور اچھے کاموں کا حکم دیتی ہے۔
- ۳۳۷ عقلمند کے ساتھ نیکی کرنا بڑا اچھا کام ہے۔
- ۳۳۵ عقلمند وہ ہے جو اپنا کام خود سنبھالے۔
- ۳۳۶ بردباری سراسر عقل ہے۔
- ۳۳۷ علم سمجھ کا باعث اور عقل علم کی سواری ہے۔
- ۳۳۸ عقل سے ہوشیاری لازم ہوتی ہے۔
- ۳۳۹ مفروض میں عقل نہیں ہوتی۔
- ۳۴۰ ادب عقل کی مجسم تصویر ہے۔
- ۳۴۱ عقل جہاں بھی ہو نہایت پیارا دوست ہے۔
- ۳۴۲ عقل ایسا درخت ہے جس کا پھل حیا اور سخا ہے۔
- ۳۴۳ عقل مند وہ ہے جو لوگوں کے گناہ چھپا دے اور معاف کر دے۔
- ۳۴۴ حکمت عقل مندوں کا باغ اور بزرگوں کی سیرگاہ ہے۔
- ۳۴۵ دین اور ادب عقل کا نتیجہ ہیں۔
- ۳۴۶ وفاداری عقل کی تدبیر اور بزرگی کی نشانی ہے۔
- ۳۴۷ علم عقل کا چراغ اور فضیلت کا سرچشمہ ہے۔
- ۳۴۸ تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے عقلمند وہ ہے جو تجربوں میں ترقی کرتا ہے۔
- ۳۴۹ عقلمند وہ ہے جو ایسی جگہ رہے جہاں لوگ اس کی قدر کریں۔
- ۳۵۰ عقل مند دل اور بولنے والی زبان بلاغت کا آگے۔
- ۳۵۱ عقل مند وہ ہے جو ایسی چیزوں کی خواہش نہ کرے جن کے جاہل خواہش مند ہیں۔
- ۳۵۲ عقل ایک غریبی (جلی) نظری صفت ہے جو علم اور تجربے سے بڑھتی ہے۔
- ۳۵۳ خاموشی بزرگی کی نشانی اور عقل کا پھل ہے۔
- ۳۵۴ لوگوں سے دوستی اور محبت رکھنا عقل کا کمال ہے۔
- ۳۵۵ عقلمند وہ ہے جو اپنا مال اور دولت لوگوں پر خرچ کرے۔

- ۳۱ عقل جسے نصیب ہو جائے، اس کے لئے زینت کا باعث ہے۔
- ۳۱ اچھے اخلاق عقل کا پھل ہیں۔
- ۲۱ عقلمندی ایسی نعمت ہے کہ اس کے ذریعے سفر میں بھی لوگوں سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔
- ۲۱ عقلمند وہ ہے جو غیرے عبرت حاصل کرے۔
- ۳ عقلمند وہ ہے جو اپنی ہر ایک رائے کو درست نہ سمجھے اور جس چیز کو اس کا نفس خوبصورت بنا کر اس کے سامنے پیش کرے اس پر بھروسہ نہ کرے۔
- ۲۱ عقلمند ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھتا ہے اور جاہل اس کے خلاف کرتا ہے۔
- ۲۱ ہوشیاری یہ ہے کہ آدمی انجام کو سوچے اور عقلمندوں سے صلاح مشورہ کرے۔
- ۲۱ عقل مند کو علم حاصل ہوتا ہے تو عمل کرتا ہے، عمل میں اخلاص ہوتا ہے اور اخلاص
- ۲۱ کے سبب سے تنہائی اختیار کرتا ہے۔
- ۲۰ عقل مند وہ ہے جو اپنی زبان کو غیبت سے بچائے۔
- ۳۱ عقل علم کی جڑ اور سمجھ کا باعث ہے۔
- ۲۲ عقل مذہبی کا ملامت سے پست ہمت نہیں ہوتا اور نہ سستی سے اپنے کام کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔
- ۲۲ حرام کاموں سے ناخوش ہونا عقلمندوں کی عادت اور بزرگوں کی خصالت ہے۔
- ۲۲ انسان میں ادب ایک درخت کی مثال ہے اور اس کی جڑ عقل ہے۔
- ۲۵ عقلمند وہ ہے جو غصے، خواہش اور خوف کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے۔
- ۲۶ عقل سراسر منفعت ہے، عقلمندان حقوق کے ادا کرنے کیلئے جو اس پر واجب ہیں بے چین رہتا ہے اور اس کے جو حقوق دوسروں پر ہوں ان کے تقاضے کا تکیا تک نہیں کرتا۔
- ۲۸ علم ہون کا درست، عقل اس کی ذریعہ اور اس کا سپہ سالار اور عمل اس کا منتظم اور
- ۲۹ نگران ہے۔ تواضع عقل کا شرف ہے اور تکبر جہل کا سرماہیہ۔
- ۳۰ سخاوت عقل کا نتیجہ ہے اور فضاہت بزرگی کا ثبوت۔
- ۳۱ عقل ہدایت کرتی ہے اور نجات دیتی ہے۔
- ۳۲ عقل مند وہ ہے جو ایک مانس بھی غیر مفید کام میں ضائع نہ کرے اور ایسی چیز جمع نہ کرے جو

- ۳۵۶ ساتھ نہ دے۔
- ۳۵۷ کامل وہ ہے جو اپنی عقل سے نفسیاتی خواہشوں کا قلع قمع کر دے۔
- ۳۵۸ عقل مند نہایت قابل تعریف دوست ہے۔
- ۳۵۹ عقل مندی کا ایک نصف بردباری ہے اور دوسرا نصف چشم پوشی ہے۔
- ۳۶۰ عقل مند شخص کو نادان دوست سے اچھا سمجھو اور ایسے دوست کی رائے اور مشورہ یہ کیجیے
- ۳۶۱ کار بند نہ رہو۔
- ۳۶۲ اپنی عقلوں کو ناقص سمجھے رہو، اگر ان پر بھروسہ کر دو گے تو خطا کرو گے۔
- ۳۶۳ عقل مند کی صحبت میں امن و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔
- ۳۶۴ جس چیز کے طریقے سے تم ناواقف ہو اور اس کی حقیقت معلوم نہ ہو اس میں کلام کرنے سے بچے رہو۔ کیونکہ تمہاری گفتگو تمہاری عقل کا پتہ دیتی ہے۔
- ۳۶۵ سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو سب سے زیادہ بخشش کرنے والا ہے۔
- ۳۶۶ سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو عقل والوں کی اطاعت کرتا ہے۔
- ۳۶۸ بہترین عقل راست روی اور بہترین قول راست گوئی ہے۔
- ۳۶۹ عقلمندی کی ابتداء وحشی پیدا کرنا ہے۔
- ۳۷۰ سب سے زیادہ بزرگ مومن وہ ہے جو عقل میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔
- ۳۷۱ عقل سے زیادہ قریب وہ رائے ہے جو نفس کی خواہش سے زیادہ دور ہو۔
- ۳۷۲ سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو کمینہ باتوں سے زیادہ دور ہو۔
- ۳۷۳ سب سے زیادہ احمق شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند خیال کرے۔
- ۳۷۴ عقل مندی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ آدمی کی تدبیر اچھی ہو۔
- ۳۷۵ عقلیں اکثر وہاں ٹھوکریں کھاتی ہیں جہاں لالچ کی چمک نظر آئے۔
- ۳۷۶ بہترین عقلمندی وہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو پہچانے۔
- ۳۷۷ جو شخص سب سے زیادہ عقلمند ہے وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہے۔
- ۳۷۸ عقل کے بڑھانے اور تیز کرنے میں سب سے زیادہ مدد دینے والی چیز فہم ہے۔

- ۱۰۹ سب سے زیادہ عقلمند شخص وہ ہے جو جہا ہلوں کو یہ سزا دے کہ ان کے مقابلے میں
- ۳۸۰ خاموش ہو جائے اور کوئی جواب نہ دے۔
- ۳۸۱ سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جس کی سنجیدگی اس کی ہنسی سے بڑھ جائے اور عقل کی
- ۳۸۲ مدد سے دل کی خواہش پر غالب آئے۔
- ۳۸۳ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو انجام کو زیادہ سوچتا ہے۔
- ۳۸۴ عقل تنگ دستی سے حیران ہو جاتی ہے۔
- ۳۸۵ جہل سے اتنی ہی بے رغبتی ہونی لازم ہے جتنی کہ عقل سے رغبت ضروری ہے۔
- ۳۸۶ بیشک عقلمند آدمی ادب سمجھانے سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جانوروں پر بغیر
- ۳۸۷ مار پیٹ کے کوئی اثر نہیں ہوتا۔
- ۳۸۸ جو شخص تیری خوشامد اور تعریف کرتا ہے، وہ تیری عقل کو دھوکا اور صدمہ دیتا ہے۔
- ۳۸۹ عقلی تعریف کے ساتھ تیرے نفس کو فریب دیتا ہے۔
- ۳۹۰ اگر کسی شخص میں عقل اور دین نہ ہو تو میں درگزر نہیں کر سکتا کیونکہ دین کے بغیر امن
- ۳۹۱ نہیں اور عقل کے بغیر زندگی ہی نہیں۔ بڑے کے ساتھ بیٹھے کو کوئی پسند نہیں کرتا۔
- ۳۹۲ تیری عقل سے لوگ تیرا وزن کرتے ہیں تو عقل کو علم سے بڑھا۔
- ۳۹۳ شرارت محض عقل اور ادب سے ہوتی ہے نہ کہ مال اور حسب و نسب سے۔
- ۳۹۴ جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام گھٹ جاتا ہے یعنی کوئی عقلمند آدمی زیادہ کلام نہیں کرتا۔
- ۳۹۵ جب عقلیں کم ہو جاتی ہیں تو قصویات بڑھ جاتے ہیں۔
- ۳۹۶ جب تجھے کسی ام میں کوئی خرابی معلوم ہو تو کسی عقلمند کی رائے کی پیروی کر۔
- ۳۹۷ جب تم کو کچھ بد تو ختم کرنے سے پہلے اس کو دیکھ لو کیونکہ مضمون کا ختم تمہاری عقل کے مطابق ہو گا۔
- ۳۹۸ حکمت کے گہرے راز عقل سے معلوم ہوتے ہیں۔
- ۳۹۹ بہترین اور خوبی عقل سے حاصل ہوتی ہے۔
- ۴۰۰ جتنی عقل زیادہ ہوگی اتنا ہی علم زیادہ ہوگا۔
- ۴۰۱ علوم کے پہاڑوں کی اونچی چوٹیوں تک رسانی عقل کے ذریعہ ہوتی ہے۔

## سلسلہ جانشینی رسول خدا محمد المصطفیٰ خاتم ابنی

اول

## حضرت علی علیہ السلام

بڑھ کر نبی کی ذات سے کوئی بشر نہیں بعد از نبی عسی کی ولایت پہ ہے یقین

علی اللہ کے ولی ہیں اور حضرت محمد کے وصی و خلیفہ ہیں بلا کسی فاضل کے قدیم زمانہ سے یہ سنت خداوندی چلی آ رہی ہے کہ خدا کی طرف سے بندوں پر حجت پوری کی جاتی ہے وہ حجت بھی تو نبی کے ذریعہ پوری ہوتی ہے۔ یا بعض اوقات خداوند عالم اس حجت کو جانشین نبی کے ذریعہ پورا کرتا ہے تاکہ بندہ یہ نہ کہیں کہ ہمیں ڈرنے والا کوئی نہ آیا۔ یہ سنت خداوندی ایسی ہے کہ جسکو اس نے اپنے اختیار ہی میں رکھا ہے بخود نبی کا انتخاب ہو یا اس کے وصی کا۔ خداوند عالم نے اس کا اہتمام خود کیا۔ جیسے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انبیاء جاعل فی الالہام فی خلیفہ، اسی طرح پھر ارشاد ہوا۔ یا اذ ذرنا جطلان فی الالہام خلیفہ پھر اپنے انبیاء کی زبان سے ان کے جانشینی کا مسلہ حل کر دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو اور جناب رسالہ مآب صلی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی ابن عم علی بن ابی طالب کو وصی اور خلیفہ نامزد فرمایا۔ علیؑ کو رسول اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فضل، حضرت آدم سے بیکر خاتم تک جانشینی کا سلسلہ جاری رہا۔

ذیل میں ہم چند معتد تاریخ سے کچھ عباراتیں نقل کر رہے ہیں تاکہ قارئین کرام یہ سمجھ سکیں کہ حضرت آدم سے بیکر جناب خاتم الانبیاء تک جتنے بھی شاہراہ انبیاء اور رسول گزرمے ہیں، انہوں نے اپنے بعد اپنا جانشین اور وصی بحکم خدا

خود مقرر کیا ہے۔

چنانچہ علامہ طبری حضرت آدم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

ترجمہ) حضرت آدم علیہ السلام موت سے پہلے گیا وہ دن بیمار رہے اور اپنے فرزند شیت کو وصی مقرر کیا۔ اور اس وصیت نامہ کو لکھ کر حضرت شیت کے حوالے کیا۔ (طبری - جلد اول - ص ۷۷)

اسی طرح جناب شیت نے اپنے بیٹے انوش کو اور انوش نے اپنے بیٹے قینان کو اور قینان نے ہملائیل کو اور ہملائیل نے اپنے بیٹے یاروک کو اور اس نے اپنے فرزند ادریس کو وصی مقرر کیا۔ اور ادریس نے تلویش کو اور تلویش نے اپنے بیٹے ملک کو اپنا وصی و خلیفہ اور جانشین مقرر کیا جو حضرت نوح علیہ السلام کے والد بزرگوار تھے۔ (طبری - جلد اول - ص ۷۷، تاریخ کامل - جلد اول - ص ۲۱)

جب حضرت نوح علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سام کو وصی قرار دیا۔ (تاریخ کامل - جلد اول - ص ۲۱)

اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا حضرت ابراہیم تک پہنچا حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسحاق اور اسحاق نے یعقوبؑ اور جناب یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو وصی اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ بعد ازاں جناب یوسف علیہ السلام نے جس روز انتقال کیا انہوں نے اپنے بھائی یہودا کو وصی مقرر کیا۔ (طبری - جلد اول - ص ۱۷۷)

حضرت ایوبؑ کی عمر ۹۳ سال کی ہوئی اور اپنی موت کے وقت انہوں نے اپنے بیٹے حویل کو اپنا جانشین مقرر کیا اور ان کے بعد ان کا بیٹا عیدان وصیت کے مطابق خلیفہ ہوا۔ (طبری - جلد اول - ص ۱۷۷)

حضرت موسیٰ نے بھی اپنا جانشین خود مقرر فرمایا۔ اول حضرت ہارون کو اور جب انکا انتقال ہو گیا تو پھر پرشے بن نون کو وصی بنایا۔ (طبری - جلد اول - ص ۲۲۵) اس طرح خداوند عالم کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت پرشے بن نون نے کالب بن یوحنا اور انہوں نے اپنے فرزند یسراوس کو خلیفہ بنایا۔ (کامل - جلد اول - ص ۷۷)

جناب الیاس پیغمبر اور ان کے بعد ایبہ اور جناب شعبا وغیرہ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے حضرت داؤدؑ کی نسبت علامہ اشیر لکھتے ہیں۔ حضرت داؤد نے اپنی عمارت مکمل کرنے سے قبل ہی انتقال کیا اور خلافت کی وصیت اپنے بیٹے سلیمان کی طرف کی (کامل - جلد اول - ص ۷۷)

حضرت علیؑ علیہ السلام کے دسایا میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ خداوند عالم نے انہیں  
شمعون کو وصی مقرر کرنے کا حکم دیا اور وہاں یوں نے شمعون کی خلافت کو قبول کیا۔ (روضۃ الصفا  
جلد ۱ ص ۱۸۲)

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ادریس تک جن اوصیاء کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان  
تمام کے متعلق حاد الالہامی تک نے بھی اپنی کتاب اسلام کا نظام حکومت مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۰۰ میں  
نہایت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ علامہ سعیدی جنہیں مورخین میں غیر معمولی لغوی حاصل ہے۔ وہ  
اپنی تاریخ مروج الذہب میں انبیاء علیہم السلام کے اوصیاء کے تقرر کا بیان تفصیل کے ساتھ  
پیش کرتے ہوئے آخر کلام میں لکھتے ہیں (ترجمہ) پس یہ وصیت ایک زمانے سے دوسرے زمانے  
تک منتقل ہوتی رہی، یہاں تک کہ خداوند عالم نے اس نور کو صلب جبرائیل میں اور حضرت عبداللہ  
واللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم میں ودیعت کیا۔ (مروج الذہب جلد ۱ ص ۳۹)

حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؑ تک انبیاء کے حالات پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ  
کسی ایک موقع پر بھی انتخاب جانشینی اور تقرر وصی کا کام بندوں کے سپرد نہیں ہوا۔ بلکہ خداوند  
عالم نے اپنے خاص اہتمام سے اس امر کو یا یہ تکمیل تک پہنچایا۔ ان میں ایسے نبی اور رسول بھی تھے۔  
جنہیں حکومت حاصل نہ تھی اور ایسے انبیاء بھی تھے جنہیں اقتدار کی مستحاصل تھی یہ قاعدہ بلا  
استثناء کے جاری رہا۔

ہر نبی اور رسول اپنا جانشین بحکم خداوندی مقرر کرتا چلا آیا۔ اول یہ تقرر خدا کی طرف سے  
ہوتا۔ اس کے بعد نبی یا رسول اس کا اعلان کر دیتا اور ہونا بھی ایسا چاہیے تھا کیونکہ سنت (العیین  
تبدیلی نہیں ہوتی جیسا کہ خود اس نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے "خداوند عالم کی سنت تبدیل  
نہیں ہوتی" (قرآن) چنانچہ اس سنت قدیم کے مطابق خداوند عالم نے خاتم الانبیاء کے خلفاء  
اور جانشینوں کا مسئلہ حل فرمایا اور وصایت کا سلسلہ جاری فرمایا یعنی امت محمدیہ  
کے خلفاء کو بھی اسی طرح مقرر کروا گیا کہ سابق انبیاء کے اوصیاء و خلفاء کے متعلق طرہ تیار کر  
چکا ہوں لہذا خداوند عالم کے اسی اصول تقرر اور سنت انبیاء کے مطابق جناب سرور کائنات نے  
بھی وصایت ملی کا اعلان فرمایا۔ نبوت کی ابتدائی دعوت کے دور میں ہی دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر  
اپنے برادر ابن عم حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کی وصایت کا اعلان کھلے بندوں فرمایا۔

مردین اور محدثین اسلام نے اس وصیت کے الفاظ کو اس طرح پیش کیا ہے قال ہذا نبی وصی  
خلیفتی نیکم فرمایا لے لوگو! یہ میرا جہانی، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے۔ (تاریخ ابوالفضل

جلد ۱ ص ۱۰۰ طبری جلد ۲ ص ۲۱۷۔ کامل جلد ۲ ص ۲۲۷۔ البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر جلد ۳  
ص ۲۰۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۹۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۳۳۱۔ مستدرک حاکم جلد ۳  
مفتی اعظم قسطنطنیہ شیخ سلیمان قدوسی حنفی نقشبندی حضرت علی علیہ السلام  
کی وصایت (جانشینی) کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: فرمایا صاحب رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے کہ لے علی تم مجھ سے ایسے ہو جیسے آدم سے شیث۔ اور نوح سے سام  
ابراہیم سے اسحاق اور جیسے موسیٰ سے ہارون اور علیؑ سے شمعون ہیں۔ تم میرے وصی اور  
میرے وارث ہو۔ اور ان تمام وصیوں میں سے تم دین و علم اور علم و شجاعت اور سخاوت  
میں افضل و بہتر ہو۔ (نیابیح المودۃ مطبوعہ استامبول)

امام شافعی جو ائمہ اسلام میں غیر معمولی شہرت کے مالک ہیں۔ وہ اپنے عقیدہ  
کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

علی جہ جنتہ : قسیم النار والجنة  
وصی المصطفیٰ حقاً : امام الناس والجنۃ

ترجمہ (علی کی محبت گناہوں کے لئے ڈھال ہے۔ علی جنت و دوزخ تقسیم کرنے  
والے ہیں اور وہ محمد مصطفیٰ کے حقیقی وصی اور جن الناس کے امام ہیں۔) (نیابیح المودۃ ص ۱۷۸)  
مد جانشینی کے سلسلہ میں مندرجہ بالا تحریر کے علاوہ قرآن و حدیث کی بے شمار  
نصوص متواترہ اس مدعا پر روشن دلیل ہیں۔ جن میں سے آیت دلایت۔ حدیث دلایت  
حدیث منزلت، حدیث غدیر اور حدیث ثقلین وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تفسیر حدیث اور سیر تواریخ کی جن کتابوں میں وصایت و خلافت علی کا تذکرہ  
ہے ان میں پیغمبر اسلام سے یہ الفاظ صاف طور پر قوم ہیں "کیا علیؑ تم میرے بعد میرے وصی  
خلیفہ جانشین۔ میرے ولی اور خاتم الاوصیاء اور شیعی نقطہ نظر اور اس مکتب خیال کے  
اعتبار سے حضرت علی علیہ السلام دیگر اوصیاء کی طرح وصی رسول مفروض من اللہ والرسول خلیفہ  
تھے۔ ان کی خلافت امامت کسی کے بیعت کر لینے کی محتاج نہ تھی کیونکہ منصب خداوندی کے  
عہدہ دار ہر اعتبار سے اس منصب جلیلہ پر فائز رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اقتدار شرط  
نہیں بلکہ خلیفہ رسول کے لئے ایقار شریعت کا ضامن اور حفاظت دین و اسلام کا کفیل ہونا  
ضروری ہے۔ اپنے ناظرین کی سہولت کے لئے ہم چند ایک حوالہ جات پیش کرتے ہیں تاکہ ارب  
ذوق ان مصنفات کی طرف رجوع فرما سکیں۔ (ریح الباری بارہ ۱ ص ۱۰۹۔ کنز العمال جلد ۶  
۱۰۷ کتاب عبداللہ بن۔ ساموئیلہ جناب عمدة المحققین السیستطوریہ ص ۱۰۷)

## حضرت علیؑ علیہ السلام کی برجستگی

حضرت علیؑ علیہ السلام منبر سلونی تھے۔ آپ ہر علم میں کمال کے درجہ پر فائز تھے لوگ آپ کی خدمت میں طرح طرح کے سوالات کرتے تھے۔ آپ ان سوالوں کا فائدہ اور اسی وقت بڑا اعلا ماننا جواب عنایت فرماتے تھے۔ اکثر آپ خود ہناردوں لوگوں کے مجمع میں منبر سلونی پر بیٹھ کر خود لوگوں سے ارشاد فرماتے رہتے تھے تم لوگوں کو جو کچھ پوچھنا ہے وہ مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان سے اٹھ جاؤں۔

اس سلسلہ میں جناب امیر علیہ السلام کے چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہوں۔ ۱۱) ایک دفعہ جناب امیر کی خدمت میں ایک شخص نے سوال کیا۔

سوال: مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ میرے مولانے فوراً جواب دیا۔  
جواب: سورج کی ایک روز کی مسافت کے برابر

۱۲) ایک بار فرقہ خوارج کے دس علمائے آکر کھانہ سب مل کر آپ سے ایک سوال کریں گے۔ آپ ہر ایک کو علیؑ و علیؑ اس سوال کا جواب دیجئے۔ میرے مولانے ارشاد فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

سوال: علم بہتر ہے یا مال؟

۱) علم بہتر ہے۔ مال متروکات فرعون سے ہے اور علم میراث انبیاء ہے۔

۲) علم بہتر ہے۔ مال کی تم حفاظت کرتے ہو اور علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

۳) علم بہتر ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

۴) علم بہتر ہے۔ مال والے کے دشمن زیادہ ہوتے ہیں اور علم والا ہر دشمن کو ہیرا ہوتا ہے۔

۵) علم بہتر ہے۔ مال دار تکلیف ہوتا ہے اور صاحب علم کریم

۶) علم بہتر ہے۔ مال چوری ہو جاتا ہے اور دولت علم جیسا کیلئے محفوظ رہتا ہے۔

۷) علم بہتر ہے۔ مال کیلئے حساب ہے علم کیلئے کچھ بھی نہیں۔

۸) علم بہتر ہے۔ مال کوزہ فرسودہ ہو جاتا ہے اور علم نقصان سے بری ہے۔

۹) علم بہتر ہے۔ مال والے کا قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور علم والے کا دل منور رہتا ہے۔

۱۰) علم بہتر ہے۔ مال کی کثرت آدمی کو فرعون بنا دیتی ہے اور علم والے کی معرفت بڑھتی ہے۔

۱۱) ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس شاہ روم نے کچھ سوال لکھ کر بھیجے۔ حضرت عمرؓ نے ان

سوالات کو صبر کے آگے پیش کیا لیکن ان میں سے کوئی ان کا جواب نہیں دے سکا۔ پھر

انہوں نے وہ سوالات حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے فوراً ایسے بہترین جواب

دئے دیئے جن سے بہتر کوئی جواب نہیں ہو سکتا تھا۔

یہاں سوال: وہ کون سی چیز ہے جو اللہ نے خلق نہیں کی؟

جواب: وہ شے جس کو اللہ نے خلق نہیں کیا۔ قرآن ہے کیونکہ وہ اس کا کلام ہے اور اس کی

ایک صفت ہے اسی طرح دوسری آسمانی کتابیں اس کی مخلوق ہیں کیونکہ خداوند عالم قدیم ہے

اس کی صفات بھی قدیم ہے۔

دوسرا سوال: وہ کون سی شے ہے جس کو اللہ نہیں جانتا؟

جواب: وہ بات جو اللہ نہیں جانتا وہ بات ہے جس کو تم اللہ کے لئے ثابت کرتے ہو اور

کہتے ہو کہ اللہ کا بیٹا ہے، بیوی ہے، شریک ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا

بنایا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا۔

تیسرا سوال: وہ کون سی شے ہے جو اس کے پاس نہیں؟

جواب: جو چیز اللہ کے پاس نہیں وہ ظلم ہے۔

چوتھا سوال: وہ کیا شے ہے جو پوری کی پوری دہن ہے۔

جواب: وہ چیز جو حمد و دہن ہے آگ ہے۔ جو چیز اس میں ڈال دی جائے اسکو کھاتا ہے۔

پانچواں سوال: وہ کیا شے ہے جو ساری کی ساری پیر ہے؟

جواب: وہ چیز جو ہم تن پیر ہے وہ پانی ہے۔

چھٹا سوال: وہ کیا شے ہے جو ہم تن آنکھ ہے؟

جواب: وہ چیز جو پوری کی پوری آنکھ ہے وہ سورج ہے۔

ساتواں سوال: وہ کیا شے ہے جو ہم تن پر ہے؟

جواب: وہ چیز جو پوری کی پوری پر ہے وہ ہوا ہے۔

آسمان سال: وہ کون مرد ہے جس کا کوئی خاندان نہیں؟

جواب: وہ شخص جس کا خاندان نہیں وہ حضرت آدم ہیں۔

سوال: وہ کون سی چیزیں ہیں جو ان کے جسم میں نہیں ہیں؟

جواب: وہ چار چیزیں جو ان کے جسم میں نہیں ہیں وہ عصائے حضرت موسیٰ حضرت

ایمانیہ کا بیٹھا جوقرانی کیلئے جنت سے آیا تھا۔ حضرت آدم اور حضرت حوا ہیں۔

سوال: وہ کون سی چیز ہے جو سانس لیتی ہے لیکن اس میں روح نہیں؟

جواب: وہ چیز جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے صبح ہے جیسا کہ خداوند کریم اپنی کتاب میں

ارشاد فرماتا ہے "صبح کی قسم جب کہ وہ سانس لیتی ہے۔"

سوال: وہ کون سا توں (گفتہ) ہے کہ اس کا نام ہے؟

جواب: جناب امیرت کے جواب میں پوری نظم "صدائے آقا" پر مبنی ہے جس کے چند

شعر عربی کے یہ اس کا منظوم ترجمہ لکھ رہا ہوں۔

اب رہا آقا تو وہ یہ کہتا ہے۔

سبحان الله حقاً حقاً پاک ہے اللہ خالق سب کا، برحق ہے میرا کہنا (بیشک ہے)

ان المولى صمد بتجلى وہ سب کا آقا، سارا جہاں محتاج ہے اس کا

حقاً حقاً صدقاً صدقاً تا بہ ابد باقی وہ رہے گا، برحق سمجھو میرا کہنا

ببحکم عمائنا نقاساً نقاً کلمہ کلمہ سب ہے سچا، حلم ہے وہ ہم سب پر کرنا

مکولاً ہم کما انتقاً ریت ہم بد بخت ہمیشہ، حلم جو اس کا ہم پر نہ ہونا

اس ہی طرح اور بہت سے اشعار ہیں۔

سوال: وہ کون سا سفر ہے جس نے صرف ایک دن سفر کیا؟

جواب: وہ سفر جس نے صرف ایک دن سفر کیا۔ طور سینا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے

جبکہ بنی اسرائیل نے سرکشی افتیاری کی، خداوند کریم کے حکم سے پہاڑ کا ٹکڑا ان کے سروں پر مسلط

کر دیا۔ بنی اسرائیل نے یہ گمان کیا کہ وہ ان پر لب گرا اور جب گرا اس وقت کے نبی نے ان سے

کہا کہ ایمان ناؤ ورنہ یہ تمہارے سروں پر گرتا ہے پس جس وقت انھوں نے توبہ کی، خداوند

عالم نے اس کو دوبارہ اپنی جگہ واپس کر دیا۔

سوال: وہ کون سا درخت ہے جس کے سایہ میں مسافر اگر سو سال بھی سفر کرے تو اس

کے سایہ سے نہیں نکل سکتا اور اس کی مثال اس دنیا میں کیا چیز ہے۔

جواب: وہ عظیم الشان درخت جس کے سایہ میں مسافر سو برس راہ طے کرے وہ شجر طوبی

ہے جو ساتویں آسمان پر واقع ہے۔ یہ درخت جنت کے درختوں میں سے ایک ہے محلات،

و مکانات میں سے کوئی نقر و مکان ایسا نہیں جس پر اس درخت کی شاخیں نہ پھیلی ہوں۔

اس درخت کا نمونہ دنیا میں سورج ہے جس کی اصل ایک لیکن اس کی روشنی سب جگہ ہے۔

سوال: وہ کون سا درخت ہے جو بغیر پانی کے روئیدہ ہوا؟

جواب: وہ درخت جو بغیر پانی کے روئیدہ ہوا ہے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد

فرماتا ہے ہم یونس پر درخت کدوا اگایا۔

سوال: وہ کون سی جگہ ہے جہاں سورج ایک مرتبہ سے زیادہ طالع نہیں ہوا۔

جواب: وہ جگہ جہاں سورج صرف ایک مرتبہ چمکا وہ اس سمندر کی زمین ہے جس کو فداؤند

عالم نے حضرت موسیٰ کے لئے چیرا تھا۔ آپ کے گزرنے کے بعد دوبارہ اپنی شکل میں ہو گیا۔

سوال: جنت کے لوگ کھائیں گے، پیئیں گے لیکن بول نہ سکتے ہوں گے۔ دنیا میں،

اگر اس کی کوئی مثال ہو تو پیش فرمائیے؟

جواب: اہل جنت کی غذا کی مثال دنیا میں عین ہے جو شکم ماد میں اپنی ناف کے ذریعہ

کھاتا ہے پیتا ہے لیکن پاناہ پیشاب نہیں کرتا۔

سوال: جنت میں دسترخوان پر جو برتن ہوں گے ان میں سے ہر ایک برتن میں رنگ

برنگ کی غذا نہیں ہوں گی۔ دنیا میں اس کی مثال کیا ہلا سکتی ہے؟

جواب: ایک پیالہ میں کئی رنگ کی غذا کی مثال اس دنیا میں انڈا ہے جس میں دو رنگ

ہوتے ہیں۔ سفید اور زرد لیکن وہ دونوں آپس میں ملتے نہیں۔

سوال: جنت میں ایک واہ سیب سے جو یہ برآمد ہوگی لیکن سیب جو کاذب

باقی رہے گا۔ دنیا میں اس کی مثال کیا ہے؟

جواب: یہ جو یہ سیب سے برآمد ہوگی اس کی مثال دنیا میں کرم ہے جو پھل سے نکلنا

ہے لیکن پھل میں اس کے نکلنے سے کوئی نقصان یا کمی واقع نہیں ہوتی۔

سوال: وہ کون سی کیز ہے جو دنیا میں درآدہوں کی ہوگی لیکن روز آخرت میں صرف

ایک کی ہوگی؟

جواب: اس کیز کی مثال جو دنیا میں در و شخصوں میں مشترک اور آخرت میں صرف،

ایک شخص کا حصہ ہے وہ درخت خرما ہے جو چھ جیسے ٹوٹا اور چھ جیسے کانر کے درمیان

مشترک ہے لیکن روز آخرت وہ صرف میرا حصہ ہوگا تیرا نہیں کیونکہ وہ درخت خرما جنت



میں ہو گا۔ اور تو اپنے کفر کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔  
ہمسایاں سوال: فرمائیے کہ جنت کی کنجیاں کیا ہیں؟

جواب: جنت کی کنجی یہ کلمہ ہے **كَا اَللّٰهُ كَا اَللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهُ**

(۴) حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں کچھ علماء یہود ان کے پاس حاضر ہوئے ان کی خدمت میں چند سوالات پیش کئے اور ان کے جوابات کے طالب ہوئے حضرت عمر نے یہ سوال حضرت علی کی خدمت میں پیش کئے حضرت علی نے کہا میں ان سوالوں کا جواب ایک شرط پر دوں گا۔ اگر میں نے جواب دیدیا تو تم لوگ مسلمان ہو جاؤ گے۔ علماء یہود نے اقرار کیا کہ اگر جواب صحیح ہوئے تو ہم لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ اس پر میرے مولائے کہا اب تم ایک ایک کر کے سوال کر سکتے ہو۔

### علماء یہود کے سوالات اور مولانا علی کے جوابات

سوال ۱:۔ آسمان کے تفل کیا ہیں۔

جواب:۔ آسمان کا تفل اللہ کے ساتھ شریک کرنا ہے کیونکہ انسان جب شرک اختیار کرتا ہے تو پھر اس کا کوئی عمل آسمان کی جانب بلند نہیں ہوتا۔

سوال ۲:۔ آسمان کی کنجیاں کیا ہیں؟

جواب:۔ آسمان کی کنجی کلمہ توحید ہے۔ **اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله**

سوال ۳:۔ اپنے ساتھی کے ساتھ چلنے والا کون ہے۔

جواب:۔ یہ وہ چھٹی ہے جس نے حضرت یونس کو ننگ لیا تھا اور ان کے ساتھ سات سمندروں میں پھرتی ہے۔

سوال ۴:۔ وہ کون ہے جس نے اپنی قوم کو ڈرایا لیکن وہ نہ جن سے تمنا اتس سے؟  
جواب:۔ وہ حضرت سلیمان کی چوٹی ہے۔

سوال ۵:۔ وہ پانچ چیزیں کیا ہیں جو زمین پر ہیں لیکن رحم مادر میں نہیں رہیں؟  
جواب:۔ وہ پانچ مخلوقات۔ آدم، حوا، نادم صالح، عصائے موسیٰ اور حضرت ابراہیم کا گوسفند ہیں۔

سوال ۶:۔ بتائیے تین ایسی آوازیں کیا کہتا ہے۔

جواب:۔ تین ایسی آوازیں کہتا ہے، **الرحمن علی العرش المستوی**

سوال ۷:۔ مرغ اپنی زبان میں کیا کہتا ہے؟  
جواب:۔ اے خاندان اللہ کی یاد کرو۔

سوال ۸:۔ گھوڑا اپنے ہنہانے میں کیا کہتا ہے؟

جواب:۔ جب مؤمنین کافروں سے جہاد کرنے کیلئے براہمڑ ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہانے والے اپنے مؤمن بندوں کو کافروں پر نصرت عطا کرو۔

سوال ۹:۔ مینٹک اپنی ٹر ٹر میں کیا کہتا ہے۔

جواب:۔ وہ کہتا ہے پاک ہے وہ ذات موجود جس کی تسبیح و تقدیس گھر سے سمندروں میں بھی کی جاتی ہے۔

سوال ۱۰:۔ شاما اپنی سیٹی میں کیا کہتی ہے۔

جواب:۔ شاما کہتی ہے اے ہانے والے محمد وآل محمد کے دشمنوں پر لعنت کرنا۔

یہ جوابات سن کر ان میں سے دو آدمی نور ایمان لے آئے لیکن تیسرے نے کہا اگر

آپ میرے آخری سوال کا جواب دیدیں تو میرا بھی دل نور ایمان سے منور ہو جائے گا۔ میرے مولائے کہا اور بیانت کرو۔

سوال ۱۱:۔ وہ کون لوگ ہیں جن کو قرآن گذشتہ میں خداوند کریم نے ۳۹ سال تک مردہ رکھا اور اس کے بعد ان کو زندہ کر دیا۔؟

جواب:۔ حضرت نے فرمایا اے یہودی ایہ اصحاب کہف ہیں۔ خداوند کریم نے ہمارے نبی پر جو قرآن نازل کیا ہے اس میں اس کا قصہ موجود ہے۔

(۵) ایک بار امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت رسول خدا کے ساتھ خرے نوش فرمایا رہے تھے۔ آنحضرت خرے کھاتے جاتے تھے اور گھٹیاں حضرت علی کے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ جب کھا چکے تو حضرت نے صحابہ سے پوچھا۔ زیادہ خرے کس نے کھائے ہیں؟ صحابہ نے کہا جس کے سامنے گھٹیاں زیادہ ہیں اس نے زیادہ کھائے۔ حضرت علی نے فرمایا جس نے مع گھٹیوں کے کھائے وہ زیادہ کھانے والا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا جس کے آگے گھٹیاں نہیں اس نے زیادہ کھایا

۱۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو کسی مکان

میں بند کر کے اس کے سارے دروازے بند کر دیئے جائیں تو رزق اس کو کس طرح پہنچے گا؟

حضرت علی نے جواب دیا۔ جہاں سے اس کی اجل آئے گی۔

۲۔ ایک دفعہ ایک کانفرنس عین نماز عصر کے لئے تیار ہونے کے وقت آپ سے یہ سوال کیا کہ کون کون سے جانور انڈے دیتے ہیں اور کون کون سے جانور بچے دیتے ہیں۔ اس سوال سے اس کانفرس کا مقصد یہ تھا کہ آپ تمام جانوروں کی تفصیل بتائیں گے اور نماز جماعت کا وقت گزر جائے گا لیکن میرے مولانا نے خود اوجھل میں اس طرح جواب عطا فرمایا حضرت علی نے جواب دیا۔

وہ جانور جن کے کان اندر ہیں وہ انڈے دیتے ہیں اور جن کے کان باہر ہیں وہ بچے دیتے ہیں۔

۳۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ انسان مجبور ہے یا مختار۔

حضرت علی نے فرمایا۔ اپنی ایک ٹانگ اٹھاؤ اس نے ٹانگ اٹھا لی پھر آپ نے فرمایا اب دوسری ٹانگ اٹھاؤ اس شخص نے مجبوری ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا بس یہی مثال مختار اور مجبور کی ہے۔

## عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْجَبْرُ الْكُلُّ وَشَيْءٌ مِمَّا فِي عِلْمِ الْجَبْرِ أَوْ شَيْءٌ مِمَّا فِي

حضرت علیؑ منظر العجائب میں۔ جہاں دیکھے۔ جس جگہ دیکھے۔ جس علم کو پڑھیے۔ جس شعبہ پر نظر ڈالے۔ علیؑ کے فضائل جھلکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ علم الجبر کو دیکھے۔ بظاہر اس میں کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ اور اگر مدباطن نظر دوڑائیے تو اس علم کی بنیاد ہی سے شانِ علیؑ ظاہر ہونے لگتی ہے۔ الجبر اکادار و مدار (کا) پر ہے۔ یعنی الجبر اکادجوہری (کا) ہے۔ خدا کی الوہیت اور علیؑ کی ولایت۔ امامت کو بھی لا کے سوا بیان نہیں کیا جاسکتا۔

الوہیت کی صفات بیان کرنے کے لئے لا کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ صفاتِ خداوندی کو بیان کرنے کے لئے پہلے لا اور بعد میں الا اکثر استعمال ہوا ہے۔ لا معنی اور الا مثبت۔ پہلے منفی اور پھر مثبت۔ یعنی جب خدا کی صفات کا ذکر ہوا تو پہلے ہر شے کی نفی کر دی گئی۔ لا الہ۔ نہیں ہے کوئی خدا۔ ادنیٰ کے گوشہ گوشہ میں تلاش کر لو مگر نہیں ہے کوئی خدا۔۔۔ الا اللہ سوائے اللہ کے۔ یہ ایک امر فیصل ہے جو لا اور الا نے جاری کر دیا۔ اسی طرح منظر صفاتِ خدا علیؑ کی شان بیان کرنے کے لئے بھی لا اور الا کا اکثر استعمال ہوا ہے۔ جو اندازہ خدائی صفات بیان کرنے کے لئے ہو سکتا ہے وہی منظر صفاتِ خدا کے لئے بھی ہے۔ اللہ کے لئے لا اور الا استعمال ہوا ہے۔ اور علیؑ کے لئے بھی لافقی الا علی نہیں ہے کوئی جو ان مرد سوائے علیؑ کے۔ اس بھری کائنات میں علیؑ کے سوا کوئی جو ان مرد ہے ہی (اور) ہمیں ہو سکتا ہی نہیں۔ ہو گا ہی نہیں الا علی سوائے علیؑ کے۔

اس سچی طرح جہاں جہاں علیؑ کی صفات اور علیؑ کا شان بیان ہوا ہے لا کا استعمال ضرور ہوا ہے۔ مثلاً جیسے لاسیوف اللادوالفقار ہے کوئی تلوار نہیں ہے مگر ذوالفقار۔ مطلب یہ کہ اس دنیا میں نہ علیؑ جیسا کوئی مرد اور نہ علیؑ کی ذوالفقار جیسی کوئی تلوار۔ اس بھری دنیا میں علیؑ اور آپ کی تلوار کے سوا ہر شے کا ہے۔

اور اس بھری دنیا میں اگر کچھ "اکا" ہو سکتا ہے تو یا علی کا وجود ہے یا اس کی تکرار  
رسول اکرم کو اللہ نے ارشاد فرمایا۔۔۔ ان لوگوں سے کہدو....  
کا اسٹلکم علیہ اجبراً.... میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا  
..... اکا المودتہ فی القربی... سولے اس کے کہ میرے قریبوں  
سے محبت رکھو۔ یہاں بھی کلا اور اکا کا استعمال ہوا ہے۔ اردو کے لفظ  
نزدیک، کو عربی میں قریب کہتے ہیں۔ اردو جو بہت ہی قریب اور نزدیک  
ہوا اے اقرب کہتے ہیں۔ یہاں اس جملہ میں "اقربا" استعمال ہوا ہے۔  
اب آپ ذرا اپنی عقل سلیم سے سوچئے اقربا کون ہیں۔ جواب دیں، غور کریں  
تدبر سے کام لیں۔ سوچیں سمجھیں تو آپ کو ایک ایسی ذات نظر آئے گی جس کو  
سزاورد عالم نے حمد و کرمی۔ س وحک و وحی۔ حمد و کرمی  
کہا اور وہ ذات صرف جناب امیر علیہ السلام کی ہے۔

## علی علم برقیات کی روشنی میں

دینی

### علم الیکٹرک سٹی اور شان علی

حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی ایک ایسی ذات اقدس ہے جو دنیا  
کے تمام علوموں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہر علم کو دیکھو اور دریاطن نظر ڈالو تو مظہر  
العجاب کی شان ہر علم میں جھلکتی ہوئی نظر آئے گی۔ علم برقیات یعنی الیکٹرک سٹی  
ہماری زندگی کا ایک ضروری جز بن کر رہ گیا ہے۔ دنیا کی تمام ترقی کا دار و مدار علم  
برقیات کی بدولت ہے۔ سائنس دانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ دنیا میں تمام گل کاریاں  
اسی علم کی وجہ سے ہیں۔ پتھروں میں سختی، پانی میں روانی، پھولوں میں خوشبو، پھلوں  
میں رس، جانوروں میں دوڑ و دوپ، بزم انسانی میں ہر طرح کی آسائش اور آرام اسی  
علم کی مہربان منت ہے۔

سائنس کی اصطلاح میں نوزکو الیکٹرک سٹی کہتے ہیں (قوت برقیات) اریاب  
**نور** | سائنس کو مادے کے اجزاء کا تجزیہ کرنے سے پہلے چلا کر ترقی قوت مد نور،  
کے الیکٹرون اور پروٹون کے بغیر مادے کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ احتمال  
قبول نہیں کر سکتے۔ اس انکشاف سے یہ پتہ چلا کہ مادے کی حلفت سے پہلے نور یعنی  
قوت برقیات کا موجود ہونا ضروری ہے جو مادے کے اجزاء کو ملا دے۔ اسی لئے سب سے  
پہلے ایک نوزکا وجود دنیا میں آیا۔

میرے دوست تم نوزکو تسلیم کر دینا کہ کر دینا کے سائنسدانوں کا علم جس قدر  
بڑھنا جا رہا ہے وہ نوزکی حقایق کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں کہ لمبیہ یونیورسٹی امریکہ کے  
شہر فیزکس کے صدر فرماتے ہیں کہ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور فضائی مصنوعی میٹروں  
سے مسلسل تجربات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کائنات میں جب کچھ نہ تھا اس وقت ایک نوزکو

کا مشعل چمکا اس سے فضاؤں میں ایک دھماکہ ہوا اور اس مشعل نور سے الیکٹرون اور پروٹون (ذرات نوری) مثبت و منفی فضا میں پھیل گئے جن کے آپس میں ملنے سے چیزیں وجود میں آگئیں، چاند سورج، ستارے، کہکشاں اور دنیا وجود میں آئی۔ جب نور کا درجہ حرارت تین لاکھ ڈگری سے کم ہو گیا تو یہ الیکٹرون اور پروٹون آپس میں مل گئے اور یہ کائنات وجود میں آگئی۔ یہ ایک ایسا مشعل تھا جس کو سمجھنے کے لئے انسانی عقل دنگ لے گئی اور نہ آج تک اس کو سمجھ سکتی ہے۔ خدانے اس ایک نور کو میرا ہی اس لئے کیا کہ اس نور کے ذریعے سے اس کی معرفت ہو۔ اس نور کے کمالات دیکھ کر قدرت الہی کا پتہ چلے۔ دنیا میں جو کچھ ہے وہ اسی نور کی بدولت ہے مگر یہ نور ایک نہیں بلکہ دیکھنے میں ایک ہے اور عمل میں دو ہے۔ یہ ایک ہے مگر یہ دوسری یہ دو ہیں مگر ایک ہے اس نور کی دو قوتیں ہیں۔ ایک الیکٹرون اور دوسری پروٹون۔ جب تک یہ دونوں قوتیں نہ ملیں نور پیدا ہی نہیں ہوتا۔ نور کو اللہ نے جب بھی دینا میں بھیجا دو کر کے بھیجا کیونکہ اس کے سوا چار کا کارنہ تھا اور اولین کو کبھی جب قدرت نے دینا میں بھیجا انا علیٰ من خور واحد کر کے بھیجا قدرت نے کائنات کی تخلیق سے پہلے ہی اس ایک نور کے دو حصہ کر دیئے کیونکہ کائنات کی تخلیق اور مکان و زمان کا تعین دونوں کا ت کے سوا ناممکن اور محال ہے۔ یہ کائنات کیا ہے؟ مکان اور زمان کا مجموعہ ہے۔ آپ دو نکتے فرض کر لیں ۱۔ ان دونوں نکتوں کے درمیان میں جو حصہ ہے وہ مکان کہلائے گا اور ایک نکتے سے دوسرے نکتے تک جانے میں جتنا وقت لگے گا وہ زمان کہلائے گا۔ یہ کائنات کیا ہے؟ صرف دو نکتے ہیں۔ ایک عرش کا نکتہ اور دوسرا فرش کا نکتہ۔ ان دونوں نکتوں کے درمیان جو خلا ہے ستارے، سیارے، شمس، قمر، افلاک، کہکشاں، یہ سب کچھ اسی خلا میں واقع ہے اور روز ازل تا روز ابد جو وقت گذر رہا ہے یہ زمان ہے۔ کائنات کے اس مکان اور زمان کو قائم کرنے کے لئے دو نکتوں کا تصور ضروری تھا۔ تب ہی تو کائنات کی تخلیق ممکن تھی اس لئے قدرت نے اس نور اولین کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور نور کے ان دو نکتوں سے کائنات کا تصور پیدا ہوا۔ دو لاکھ سماخفت اکلاک۔ یہ ہزاروں سورج، یہ اربوں ستارے یہ اٹھارہ ہزار عالمین یہ سات افلاک، یہ گیارہ جہانات آسمانی۔ یہ ایلیم، یہ مادہ، یہ گیس، یہ طول، یہ عرض، یہ کشش، یہ ثقل، یہ رنگ، یہ بو، یہ عرش

یہ فرش سب کچھ اس نور کے صدف میں بنا اور نور کے ان دو نقطوں کے ذریعے سے ہی تخلیق ہوا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نور کہاں رہا؟ یہ عرش کے نیچے رہا جہاں ہم انسانی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن قدرت و حکمت مطلقہ نے کبھی سمجھا دی اور فرمایا کہ وہ نور ایک تھا بہت سی جامع اور مکمل جو سب تخلیق موجودات بنا اور اس نے کہا یا دو لاکھ سماخفت اکلاک اور رسول نے اگر مزید توجہ فرمائیے اول ما خلق اللہ خودی سمخفت والوں کے لئے اور سمجھانے کی کوشش فرمائی انا و علیٰ من خور واحد۔

اب آئیے علم البرق یعنی الیکٹرک سٹی پر ایک اچھوتی سی نظر ڈال کر مشع ایمانی کو فروزاں کیجئے کہ میٹر سے جو بجلی گھروں میں مہینا کی جاتی ہے اس میں دوتا ہوتے ہیں۔ ایک مثبت کہلاتا ہے اور دوسرا منفی یہ دونوں تار ایک "سوج" میں سے گذر کر ہولڈر میں جس کے اندر بجلی کا بلب لگتا ہے چلے جاتے ہیں اسی اصول پر تمام جگہوں پر بجلی آگے بڑھائی جاتی ہے۔ یہ الیکٹرک سٹی کا ضابطہ حیات ہے۔ کتنا عظیم ہے میرا خدا جس نے اس ضابطہ کے ماتحت نور اولین کو خلق فرمایا اور پھر اس نور اولین یعنی جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے انا و علیٰ من خور واحد

### حضرت علی قوت منقی

- علی نے ان کی تصدیق کی
- امام امت علیؑ
- علمدار اسلام علیؑ
- تلوار سے جہاد علیؑ نے کیا۔
- غضب کا پیکر علیؑ
- تفسیر علیؑ نے کی
- سینہ سپر علیؑ رہا
- قسیم النار والجنات علیؑ

### رسول کرم قوت مثبت

- رسول نے رسالت کا لوجہ اٹھایا
- امام جماعت رسولؐ
- سپہ سالار اسلام رسولؐ
- زبان سے جہاد رسولؐ نے کیا
- رحمت کی تصویر رسولؐ
- قرآن کے لفظ رسولؐ نے بتائے
- حق کی طرف رسولؐ نے بلایا
- جنت و نار کے مالک رسولؐ

- شہر علم رسولؐ
- سلطان دین و دینا رسولؐ
- باب مدینہ علم علیؑ
- وزیر با تدبیر علیؑ
- بنی رسولؐ تھے
- علیؑ و وحی تھے۔

گو یا دونوں تاروں کے میزان برابر برابر اپنا کام کر رہے ہیں۔ جو کام بجلی کے ایک تار کا اس ہی سے ملتا جلتا کام دوسرے تار کا۔

یہ نظام قدرت ہے اور اصول الیکٹرک سٹی بھی۔ قوت برقیہ یعنی الیکٹرک سٹی کے دو حصے ہیں، ایک کرنٹ دوسرا وولٹیج یعنی کرنٹ کا دباؤ۔ روانی یا طاقت۔ جو جی میں آئے نام دے لو۔ ایک مرکز نور ہے (رسولؐ) دوسرا اس کی نفس یعنی مرکز نور سے نکلنے والی قوت، طاقت جتنی بڑی باور طاقت کا ملیب ہوگا۔ اس ہی کی نسبت سے اس کی روشنی ہوگی۔

ہمارا رسولؐ تمام رسولوں سے افضل و اعلیٰ تھا۔ ظاہر ہے قدرت نے اس کے وحی کو بھی تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ بنا دیا

رسولؐ اکرم میں مرکز نور۔ نور اول بلکہ نور کل۔ تو ان کے الیکٹرون میں بھی قوت کل ہوں گے۔ اس لئے تو قدرت نے اس الیکٹرون کو، دکرارہ وغیرہ فرار، کے نام سے یاد کیا۔ یعنی ایسی قوت جو کسی بھی قوت سے ہٹ نہیں سکتی اور نہ بھاگ سکتی ہے۔

الیکٹرون اور مرکز نور ایک میں دو اور دو میں ایک ہوئے ہیں۔ یہ جلا کر دیئے جائیں تو دو ہو جاتے ہیں اور اکٹھے کر دیئے جائیں تو ایک ہو جائیں گے۔ سرور کائنات نے بھی اسی بات کی تصریح فرمائی ہے لحدیث

لحمی۔ جسمک جسمی۔ دوحدک دووحی۔

## شانِ علیؑ

### علم الابدان کی روشنی میں

میں نہ ڈاکٹر ہوں نہ حکیم بلکہ پیشے کے لحاظ سے ایک انجینئر ہوں علم الابدان کو سمجھنے کے لئے پڑھا پیشے۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ ایک انجینئر کا یہ مہم نون ہے تو آپ کو ضرور تعجب ہوگا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

حضرت علیؑ منظر العجایب اور منظر معجزات خداوندی ہیں۔ جہاں دیکھئے، جس جگہ دیکھئے، جس علم کو پڑھئے جس شہر پر ڈالئے علیؑ کے فضائل جھلکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ علم الابدان کو دیکھئے اس علم میں کس کس جگہ شانِ علیؑ موجود فرما ہے۔

حیدر سائنس کی روش سے جسم انسانی ۳۶ اہن مرکب ہے۔ آگ، پانی، ہوا، مٹی، کاربن، یورینیم، فاسفورس، ریڈیم، ہائیڈروجن، نائٹروجن، کیلشیم، ویزہ، غرضیکہ تھے بھی عناصر مل کر مادہ کی تشکیل کرتے رہتے ہیں وہ سب کے سب عناصر جسم انسانی کے اجزاء ہیں۔ اور یہاں عناصر جو جسم انسانی میں موجود ہیں ان سب کا منبع جنرل اور خزانہ زمین ہے۔ یعنی اس خطہ زمین میں یہ تمام کے تمام عناصر موجود ہیں جن سے انسانی جسم بنا ہے۔

انسان خاک ہے، خاک یعنی مٹی میں چونکہ یہ تمام عناصر موجود ہیں (مختلف شکلوں میں) اس لئے انسانی جسم کی ساخت میں ان عناصر کو براہِ اول حاصل ہے۔ میرے دوستو! یہ کل عناصر جن سے انسانی جسم بنا ہے وہ سب کے سب زمین، خاک، مٹی، جو جی میں آئے کہہ لو موجود ہیں۔

زمین، خاک، مٹی کو عربی میں "تراب" کہتے ہیں۔ حضرت علیؑ کو سرور کائنات، فخر موجودات رسول کریمؐ اور تراب، یعنی مٹی کا باپ کہا کرتے تھے۔ اس طرح فرمان رسولؐ کی رو سے حضرت علیؑ زمین کے باپ ہوئے۔ اس طرح ان تمام عناصر کے باپ بھی علیؑ ہوئے۔ حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جتنے انسانی پیدا ہوئے، ہو رہے ہیں یا ہونگے ان سب کے باپ کون ہوئے؟ تو پتہ چلا کہ وہ جس کو ہمارے نبی اکرامؐ ہمیشہ اپوتراب

کہہ دیا کرتے تھے

جسم انسانی کے مختلف حصوں کا تذکرہ کروں گا اور ارشاد رسول کی روشنی میں شان علی میاں کو دل گا۔

جسم انسانی میں سر ہے۔ ارشاد رسول "یا علی" تھے مجھ سے یہ نسبت ہے جیسے جسم کو سر سے ہونے ہے۔ گویا علی رسالت کا سر ہیں۔ سر میں دماغ ہوتا ہے تو اسی ارشاد کی روشنی علی رسالت کا دماغ ہو گا۔

پہلے : جسم انسانی میں چہرہ ہے ارشاد نبی "علی وہ اللہ ہے۔"

تربیان : جسم انسانی میں زبان ہے ارشاد نبی کی رو سے "علی لسان اللہ ہے۔"  
کان : جسم انسانی میں کان ہے۔ ارشاد نبی اکرم کی روشنی میں "علی اذن اللہ ہے۔"

سینہ : جسم انسانی میں سینہ ہے۔ ارشاد نبی کی روشنی میں "علی حجاب اللہ ہے۔"

ہاتھ : جسم انسانی میں ہاتھ ہے۔ ارشاد نبی کی روشنی میں "علی ید اللہ ہے۔"

دل : بدن انسانی میں دل کی حکومت ہے یہی خون کی PUMPING MACHINE ہے۔ اپنے عمل سے یہ خون کو جسم کے ہر حصہ میں بھیجتا ہے۔ دماغ اس کا وزیر ہے۔ پہلے دل بات کو محسوس کرتا ہے پھر دماغ کے ذریعہ اس پر عمل کرنا ہے۔ جیسے محمد مصطفیٰ سرکار دوعالم اس کا نائل کے شہنشاہ ہیں اسی طرح علی مرتضیٰ ان کے نائب اور وزیر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دوعالم نے میرے پیارے مولا کے لئے "دعوت ذوالعشیرہ" کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ "یہ ہے میرا بھائی، میرا وزیر میرا نائب اور میرا خلیفہ۔"

علی دماغ ہے رسالت کا، علی وزیر ہے محمد کا۔ وزیر کے تدبیر پر حکومت کا نظام چلتا ہے۔ رسول اکرم کی پوری زندگی دیکھ لیجئے۔ جنگ ہو یا صلح، ہجرت ہو یا واجبی۔ مسجد ہو یا گھر ہر جگہ آپ کو علی ہی نظر آئیں گے۔ دماغ اور دل میں اتنا گہرا تعلق ہے، اتنی قریبی واسطہ ہے کہ یہ تیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ بات دل سے نکل کر آئی ہے یا دماغ سے۔ علی اور محمد میں بھی اتنا ہی گہرا تعلق ہے۔ کہ جو بات محمد کی ہے وہی بات علی کی اور جو بات علی کی ہے وہی محمد کی۔ دماغ دل کا دروازہ ہے۔ محمد شہر علم ہیں اور علی اس علم کا دروازہ ہیں۔ دل انسانی جسم میں نیچے ہے اور دماغ اوپر۔ رسول اکرم علی کو اپنے کانڈھوں پر سوار کرا کے خانہ کعبہ میں بتوں کو سمار کرا رہے ہیں۔ دماغ بدن کی اصلاح کرتا ہے۔ جسم کے ہر حصہ میں رورح کے احکامات کو بھیجتا ہے۔ گویا دماغ "مشکل کشائے" جسم انسانی ہے۔ اگر دل و دماغ قائم ہیں اور اپنا کام ٹھیک طرح سے انجام دے

رہے ہیں تو سمجھ لو کہ بدن کی تمام قوتیں بھی قائم ہیں۔ گویا دماغ جسم کا "ادنی الامر" ہے۔ دل جسم کا ایک شہر ہے اور دماغ اس کا دروازہ ہے۔ ہم جو کچھ اس سے سنتے ہیں دیکھتے ہیں کرتے ہیں سوچتے ہیں، سب کچھ دماغ کی انداز سے کرتے ہیں۔ دل سے جو کچھ جسم انسانی سے ملتا ہے وہ دماغ کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ اب آپ اس کو پھر ارشاد نبی کی روشنی میں دیکھئے۔ علی باب مدینہ علوم ہیں جو کچھ مخلوق خدا کو ملتا ہے اسی دروازہ سے ملتا ہے۔ دماغ کا بدل دماغ ہی ہے۔ یہ اپنے اصلی مقام پر رہے تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ اور درست ہے۔

آنکھیں : جسم انسانی میں سب سے قیمتی چیز جو چیز ہے وہ آنکھیں ہیں۔ ارشاد نبی کی روشنی میں اگر کھیا جائے تو علی بن اللہ ہے۔ یہ نورانی چیز ہے۔ یہ جسم انسانی میں دو ہوتی ہیں۔ ان کا کام جسم کا راستہ دکھانا ہے۔ یہ نہ ہوتی تو ہم بھٹکتے پھرتے۔ ہماری زندگی کی رہنمائی ان دو نورانی مخلوق کی وجہ سے ہوتی ہے دیکھتے ہیں یہ دو ہیں اور کام ان دونوں کا ایک ہے۔ ان کی بصارت ایک ہے۔ جو کام ایک آنکھ کا ہے وہی کام دوسری آنکھ کا۔ اللہ پاک نے ان کو دو بنایا ہے۔ اس لئے کہ یہ جسم انسانی میں نورانی مخلوق ہے۔ کیونکہ خدا نے نور کو جب تخلیق فرمایا دو کر کے پیدا کیا۔ اب آپ اس سلسلہ میں حدیث رسول دیکھئے۔ "ان اعلیٰ من نور واحد۔" اگر ایک آنکھ چلی جلتے تو اس کا پورا کام دوسری آنکھ سرانجام دیتی ہے۔ آنکھ کی جانشین آنکھ ہی ہو سکتی ہے ناک نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ دیکھیں گے کہ ناک ان دونوں آنکھوں کے بالکل قریب ہے مگر آنکھ کا کام نہیں کر سکتی۔ نور کا جانشین نور ہی ہو سکتا ہے۔

خون : جسم کی قوت خون سے قائم ہے۔ روح اس کے سہارے پر ہے۔ صحت انسانی اسی کے باعث قائم ہے۔ رسول اکرم کے ارشاد کی روشنی میں "علی ہتھراتون میرا خون ہے۔" یعنی جو خون رسالت کا ہے وہی خون امامت کا۔

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ انسان کے جسم میں جو خون ہے وہ کینیلری کے لحاظ سے ہے۔ اس کے مختلف گروپس ہیں۔ اگر کسی مریض کو خون دینے کی ضرورت ہو تو اس کو اسی قسم یعنی گروپ کا خون دیا جاتا ہے سب سے جس قسم کا خون مریض کے اندر موجود ہے۔ ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ دین اسلام اور رسالت اب تک قائم ہے تو صرف اس لئے کہ اس کی بقا کیلئے اسے علی اور اولاد علی نے ہر دم اپنا خون پیش کیا ہے۔ اسی موقع کے لئے شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے۔

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے ؟  
اک ضرب ید اللہی، یک سجدہ شیری

بدن کا کل نظام خون کے تابع ہے۔ جسم میں جہاں کہیں تکلیف واقع ہوتی ہے، قوت مدبرہ قویٰ ہی اس مقام پر خون کو آمد کے لئے بھیجتی ہے۔ جیسے علیؑ نے ہر مقام پر پہنچ کر محمد مصطفیٰؐ کی مدد فرمائی۔

روح : جسم انسانی میں روح ہے۔ نبیؐ اترنے ارشاد فرمایا، علیؑ تمہاری روح میری روح ہے۔

نفس : جسم انسانی میں نفس ہے۔ ارشاد نبی اکرمؐ کی روختی میں، علیؑ نفس اللہ بھی ہے اور نفس رسولؐ بھی ہے۔

## حضرت علیؑ کی معجزات

مادی دنیا روحانی طاقتوں کا انکار کرتی ہے تو کرے۔ ایسی ہی دور کا انسان خدا کے برگزیدوں کے اعجاز و کمالات سے منکر ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ مگر وہ خالق ارض و سما جس نے اپنے معجزہ و قوتوں کے نظاروں کے لئے کائنات کا ایک ایک ذرہ پیدا کیا۔ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنے محبوبوں کے معجزات دکھا کر یہ اعلان فرماتا رہتا ہے کہ دنیا مٹ سکتی ہے۔ ارض و سما فنا ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تبارک تعالیٰ کا اٹل قانون نہیں مٹ سکتا اور وہ قانون یہی ہے کہ

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم اختلفوا فلو انزلنا علیہم من السماء من السماء من فوقنا لعلہم یحکمون لعلہم یحکمون لعلہم یحکمون لعلہم یحکمون لعلہم یحکمون

ہیں۔ زندگی اور موت میں برابر ہیں۔ ان کی موت کے بعد بھی ان سے حیات کی طرح عجیب و غریب معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ عالم الغیب ہیں اور مشرق و مغرب میں ہونے والے حوادث سے باخبر ہیں۔

حضرت علیؑ مظهر العجایب ہیں اور مظہر صفات خداوندی ہیں۔ اللہ کی اطاعت اور رسول اکرمؐ کی تعلیم اور رہنمائی کی وجہ سے آپ کے اندر اتنے صفات پیدا ہو گئے تھے کہ ان کو بیان کرنا عقل انسانی کا کام نہیں ہے۔ حیدر کرار، مشکل کشا کی سیرت و کردار، فضائل و شمائل معجزات و کمالات کو اٹھانے، پھیلانے اور جھیلانے کا ناپاک سعی ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے مگر ضرعاً حق بنیم الہی اسرار اللہ العالیہ دنیا کے ہر دور میں مظہر العجایب ہی رہے ہیں۔ چند معجزات جناب امیر علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ ان معجزات سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میرے مولائے کہاں کہاں اور کس کس کی کس کس حالت میں مدد فرمائی ہے۔

پہلا واقعہ : سندھ کے علاقہ دادو میں قصبہ بیہگ واقع ہے جو جہاں گاراں سے ۳۰ میل اور سہون شریف سے تقریباً ۳۲ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس علاقہ تک کوئی بچی سڑک نہیں ہے۔ سارا علاقہ تقریباً کوہستانی ہے۔ مسافر، مسافرت پیدل یا اونٹ کے ذریعے لے

کرتے ہیں۔

مدرسۃ اوعظین لکھنؤ کے واعظ مولانا سید محمد عارف صاحب قبلہ نے مارچ ۱۹۳۲ء  
 میں اپنے تبلیغی دورہ کے دوران پچھتم خود اس قصبہ کے حالات حسب ذیل الفاظ میں تحریر کر کے  
 ہیں۔ جس کو علامہ آغا مہدی صاحب قبلہ نے بھی اپنی کتاب "لال شہباز قلندر" کے اندر درج  
 کیا ہے۔ قصبہ میننگ کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام یہاں  
 خود تشریف لائے تھے۔ ایک کافر نیک نامی ظالم وہاں حکمراں تھا۔ اس کی زمین میں ایک کنواں تھا  
 جس سے وہ اپنی زمینوں کی کاشت کرتا تھا۔ اس کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے جوڑول تھا اس  
 کو... آدی مل کر کھینچتے تھے۔ کوئی آدی ذرا سی بھی اپنے کام میں مشغول کرتا تھا تو اس کو بڑی  
 بے رحمی سے مارتا تھا۔ مظلوموں کی فریاد سن کر جناب امیر خود تشریف لائے اور تن تنہا ۱۰  
 آدمیوں کا جو کام تھا وہ کیا۔ اس ظالم کو تنبیہ کی اور صدائے تکبیر بلند کی۔ آپ کی آواز کے ساتھ ہی  
 وہ کافر مکان میں دب کر ہلاک ہو گیا اور کنوئیں کا پانی کنارے تک آ گیا۔ اب تک یہ کنواں باقی  
 ہے۔ اس کنوئیں میں خاص بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کنارے پر کھڑا ہو کر علی علی کی صدا بلند  
 کرتا ہے تو پانی جوش مارنے لگتا ہے۔ مولانا سید محمد عارف صاحب کہتے ہیں کہ میں چند مقامی  
 حضرات کو جمع کر کے اس مقام پر پہنچا اور کنارے کھڑے ہو کر علی علی کی صدا میں بلند کیں  
 تو پانی میں تموت پیدا ہو گیا اور جب ہم خاموش ہو گئے تو پانی اپنی جگہ تھم گیا۔ یہ پانی جاڑے  
 میں اتنا گرم رہتا ہے کہ جیسے ہانے کے لئے پانی درکار ہوتا ہے اور گرمیوں میں سرد رہتا  
 ہے۔ یہ پانی عیشرہ ایک حال میں رہتا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ۔ یہ جگہ علی باغ کے نام سے  
 مشہور ہے۔

(الواعظ - ۲۴، مئی ۱۹۳۳ء، نمبر ۱ جلد ۱۲)

اس مقام کے متعلق سید غفور حسین نقوی صاحب ساکن قلعہ جینتر حسن کالونی کراچی  
 نے پچھم دیدگو ای دی ہے اور اقراری ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس مقام کو دیکھا  
 ہے۔ عوامی حکومت سے درخواست ہے کہ اس مقام پر پہنچنے کے لئے پکی سڑک کا بندوبست  
 کیا جائے تاکہ عوام آسانی کے ساتھ اس مقام مقدس کی زیارت کر سکیں۔

یہ واقعہ نجف اشرف میں بہت مشہور ہے جس کو نجف کا پچھم ہاجتا  
**دوسرا واقعہ:** ہے۔ علامہ جلیل شیخ جعفر بن محمد نجفی الانوار العلویہ ص ۳۶، طبع  
 نجف اشرف میں رقمطراز ہیں کہ یہ واقعہ ان سب علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا جس کا

محصل یہ ہے کہ ایک دفعہ سعودیوں نے نجف اشرف پر حملہ کیا اور اہل نجف تین دن دیوار تھر  
 میں محصور رہے۔ تیسرے روز ایک شہسوار ظاہر ہوا جو کہ بہترین گھوڑے پر سوار تھا  
 تلوار میدان سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ نورانی پہرہ نقاب کے بادل میں پہنایا تھا جس کے نورانی  
 شعاعیں آسمان کی جانب اٹھ کر فضا کو منور کر رہی تھیں۔ پس انہوں نے سعودیوں کے لشکر  
 پر حملہ کر دیا اور سوائے ایک کے سب کو گاجرمونی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور اس ایک سے  
 کہا کہ تم جاؤ اور اہل شہر کو بتلا دو۔ چنانچہ وہ شخص شہر میں آیا اور لوگوں سے کہا۔

اے لوگو! ہماری ساری فوج کو علی بن ابی طالب نے قتل کر دیا۔ صرف مجھ کو بچھوڑ دیا اور  
 کہا کہ جا کر تم اہل شہر کو بتا دو۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اس پر اس  
 شخص نے جواب دیا مجھ سے حضرت علی نے خود کہا۔

بعض حنیف العقیدہ لوگوں نے نہ مانا۔ تو کسی عالم دین نے کہا جا کر دیکھو اگر لاشوں  
 پر ایک ہی وار کا نشان ہے تو وہ علی کے قتل کئے ہوئے ہیں۔ جب لوگوں نے جا کر دیکھا  
 واقعی ہر لاش پر صرف ایک ہی وار کا نشان تھا۔ پھر اس عالم نے کہا جا کر یہ بھی دیکھو کہ ہر لاش  
 کے دو ٹکڑے برابر ہیں یا کم و بیش، اگر برابر ہوں تو یقین کر لینا کہ وہ علی ہی کے مارے ہوئے  
 ہیں۔ جب لاشوں کے ٹکڑوں کو تو لا گیا تو ہر لاش کے دو ٹکڑے برابر نکلے۔ پس لوگوں  
 نے یقین کر لیا۔ ہم سے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ  
 دیکھا تھا۔

(جواہر الاسرار، تصنیف سید محمد جواد ہمدانی ص ۱۶۶)

آنحضرت کے پاس ایک جن بیٹھا تھا جو آپ سے احکام دین کے مسائل  
**تیسرا واقعہ:** دریافت کر رہا تھا اتنے میں علی آئے تو وہ جن گھٹ کر چڑھائی طرح  
 ہو گیا اور آنحضرت سے عرض کی کہ مجھ کو اس نوجوان سے پناہ دیجئے۔ حضور نے دریافت  
 فرمایا کہ اس نوجوان سے کیوں ڈرتے ہو؟ اس نے کہا چونکہ میں نے حضرت سیمان پر سرکشی  
 کی تھی اور سمندروں کی طرف بھاگ گیا تھا اس وجہ سے کوئی مجھ کو گرفتار نہ کر سکا۔ اتنے میں  
 یہ نوجوان ظاہر ہوا۔ اس کے ہاتھ ایک ضربہ تھا اس نے مجھ کو مارا اور اب تک اس کے نگائے  
 زخم کا نشان باقی ہے۔ رقیس بریان ص ۹۶۔ جواہر الاسرار ص ۱۵۶ (سید محمد جواد ہمدانی)

کلکتہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء۔ راجپوتانہ سے یہ حیرت انگیز موصول  
**چوتھا واقعہ:** ہوئی ہے کہ وہاں کے ایک جنگل میں دو اشخاص کو ایک شیر نے گھیر لیا



تھا۔ قریب تھا کہ شیر چھپٹ کر ان کو پھاڑ ڈالے مگر ان دونوں آدمیوں نے دور سے علیٰ علیہ  
پکارتا شروع کر دیا۔ بیشتر اس کے کہ شیر ان پر حملہ کرے انھوں نے معمولی سے ڈنڈے ہاتھوں  
میں لے کر علی کا پر زور نوحہ لگا کر شیر پر حملہ کر دیا اور اس کو ڈنڈوں سے مارتے ہوئے دو رنگ  
لے گئے اور اس وقت چھوڑا جب یہ شیر ہلاک ہو گیا۔ راجپوتانہ میں ان کے اس تعجب انگیز  
کارنامہ کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ وہاں سب لوگ یہی خیال کر رہے ہیں کہ ان شخصوں نے  
علیؑ کے نام سے کامیابی حاصل کی ہے۔ علیؑ نے ان کو نجات دی ہے اور اس کا نام کی برکت  
سے وہ موت کے چنگل سے بچ نکلے ہیں۔ لوگ دور دور سے ان آدمیوں کو دیکھنے کے لئے  
آتے ہیں

رڈیلی، میرالڈ۔ کلکتہ۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۲، کالم ۴۔ حاصل شدہ علی مرتضیٰ

عبید شیر خدا (۱)

علامہ مجلسی بجا الانوار۔ جلد ۹ صفحہ ۲۸۵ میں روایت کرتے ہیں کہ زید  
یا پانچواں واقعہ: نساخ روای ہے کہ اس کے پڑوس میں ایک نیک سیرت اور عبادت گزار  
شخص رہتا تھا۔ ایک روز میں انا زین العابدین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا تو یہ شخص کپڑے  
اتار کر جبہ کا غسل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی پشت پر ایک بالشت سے زیادہ زخم دیکھا جس  
سے پیپ بہ رہی تھی۔ اس نے مجھ کو کہا ذرا غسل میں میری مدد کرو۔ میں نے کہا نہیں جب تک  
تم مجھ کو اس زخم کی حقیقت سے آگاہ نہ کرو تب تک میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس  
نے وہ کیا اور کہا میری زندگی میں تم کسی کو اس سے نہ متوسلے۔

چنانچہ وہ غسل سے فارغ ہوا اور صوب میرے بیٹے کو اپنے قدم بیان کرنے لگا۔ کہا سنو

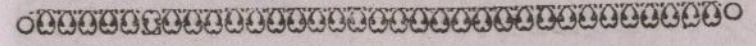
بات ہے کہ ہم دس دوست تھے اور ہمارا مسکن کوفہ تھا۔ مسافروں کو لوٹنا اور نقب زنی۔ مارا  
مغرب پیشہ تھا۔ رات کو ایک ایک دوست ہم سب کے لئے خورد و نوش کا انتظام کرتا تھا۔ ایک  
مترتب ہم کھانی کر ادھر ادھر کھسک گئے اور میں گھر آکر سو گیا۔ کافی دیر کے بعد میری بیوی نے مجھے  
جگا کر کہا کہ کل کھانا پکانے کی باری تمہاری ہے گھر میں ایک دانہ تک نہیں آج جمعہ کی رات ہے  
لوگ زیارت کے لئے بچھ جا رہے ہیں جا کر نقب زنی کرو اچھا موقع ہے۔ میں اٹھا تلوار  
لی اور کوفہ سے باہر بچھ کے راستہ پر ایک خندق میں چھپ گیا۔ اندھیری رات تھی۔ آسمان  
پر گھٹنا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ بجلی چمکی تو مجھ کو دور سے دو شخص آتے ہوئے  
دکھائی دیئے جب وہ قریب آئے تو پھر بجلی کو ندی اور میں تلوار بیکر باہر نکلا۔ دیکھا تو عورتیں ہیں  
ایک بوڑھی دوسری جوان۔ میں نے ان کا راستہ روک لیا اور زیور اتارنے پر مجبور کیا

دونوں نے خاموشی سے زیور اتار دیئے۔ شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا اور مجھ کو بڑی  
پر مجبور کیا اور میں نے اس جوان عورت سے بدی کا اظہار کیا۔ بوڑھی عورت کہنے لگی۔ اے بندہ  
خدا! ہمارے کپڑے اور زیورے لے اور ہم کو جانے دے یہ تیرا ہی ہے اور کل اس کی شادی ہونے  
والی ہے۔ اس کی قوم کو رسوا کر میں نے اس کو ڈاتا اور ایک طرف کو ڈھکیل دیا اور لڑکی کو زمین  
پر گر دیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا لڑکی نے چلانا شروع کر دیا۔ اہمستغاث بل اللہ  
یا علیؑ۔ جیسے ہی اس نے یا الہی مدد یا علی مدد کہا اچانک ایک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید  
تھا اور بدن سے توشبو پھوٹ رہی تھی اور مجھ سے کہا اس کو چھوڑ دے میں نے کہا بھائی شکر کر  
میں تجھ کو چھوڑ رہا ہوں ورنہ تو بھی بچ کر نہ جاتا میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے تلوار کی نوک مجھ کو دے  
ماری اور میں غصہ کھا کر گھر پڑا۔ نہ معلوم میں کب تک پڑا رہا البتہ نیم بے ہوشی میں اتنا سنا  
دیا کہ اس نے عورتوں سے کہا کپڑے پہنو اور زیورے کرواپس چلی جاؤ۔ بوڑھی عورت نے  
کہا آپ کون ہیں؟ خدا آپ پر رحم کرے ذرا ہم کو بچھ پہنچانے جائیے۔ انہوں نے مسکرا کر جواب  
دیا۔

” میں علی ابن ابی طالب ہوں تم واپس چلی جاؤ میں نے تمہاری زیارت قبول کر لی۔“

# نوروز عالم افروز

## یوم تاجپوشی جناب امیر علیہ السلام



صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داناں کے لئے

عام خیال کیا جاتا ہے کہ نوروز کی عید منانا مجوسی یا صیہونی سنت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو نوروز منانا کہ مجوسی یا صیہونی سنت کا احیاء و زیا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نوروز کی اہمیت ان لوگوں میں زیادہ ہے۔ اور یہ لوگ نوروز کو غلط یا صحیح شایان شان طریقے سے مناتے ہیں۔ خصوصاً مجوسیوں میں اس دن کی عظمت نہایت مسلم اور ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ لیکن تاریخ کے بستندی محققین بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے، کہ مجوسیوں میں اس دن کی اہمیت اور عظمت کا پس منظر صرف اور صرف اس دن کو شمسی سال کی ابتدا ہوتی ہے سورج اپنے ساہانہ بروج کے چکر سے فارغ ہو کر اس دن نئے سال کی بنیاد رکھتا ہے، اور زندگی اپنی دور میں ایک برس اور آگے بڑھ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں مجوسیوں کے پاس کوئی مذہبی عظمت و حرمت کی سند ہے، نہ اہل اسلام مورخین کے پاس کوئی دوسری بات جہاں تک ابتدائے سال ہونے کا تعلق ہے اور مجوسی تقویم کا واسطہ ہے تو یہ واضح سی بات ہے کہ وہ لوگ اپنی اس تقویم اور سال نو کا استقبال کرنے میں حق بجانب ہیں، جس طرح دیگر اقوام عالم اپنے مراسم میں آزاد ہیں۔ اسی طرح مجوسی بھی پابند نہیں کئے جاسکتے۔

ربا یہ سوال کہ نوروز اہل اسلام کا یا اہمی کیا ربط ہے تو یہ خندہ دل سے سوچنے اور سمجھنے والی بات ہے۔ کیونکہ یومِ اول سے اسلام نے کسی قدم پر کہیں تنگ دلی کا مظاہرہ نہیں کیا

یہ اہل اسلام کو المحکمۃ ضالہ السو من "واناتی مومن ہی کا گنہگار ہے" کا سہرا دس دیا ہے۔ اہل اسلام کے لئے کسی ایسی ایک، مثال کا تلاش کر لینا ممکن ہے جس میں اسلام نے کسی خوبی کو صرف، اس جرم میں پھنسا کر دیا ہو کہ یہ فلاں قوم کی نسبت یا طریقہ ہے۔

اسلام کی مثل اور نہ کسی جگہ، وجہل کامر کرزی نقطہ برائیوں اور غلط قسم کے مراسم کا قلع و مع کرنا رہا ہے۔ اور رہے گا۔ انشاء اللہ اسلام کے اس بنیادی اصول کے مطابق اگر ہم کسی اچھائی کو صرف اس لئے ترک کر دیں کہ وہ فلاں قوم کا طریقہ ہے تو یہ ہماری اسلام دوستی نہیں بلکہ اسلام دشمنی ہوگی۔ اور کوئی مسلمان یہ عہدہ لینے کو تیار نہ ہوگا۔

ان حقائق کے پیش نظر اب میں بتلانے لگا ہوں کہ ہم شیعیان آل محمد عظمت نوروز کے کیوں قائل ہیں اور اس دن کو کیوں اتنی اہمیت دیتے ہیں۔

ہمارا مذہب سہ ماہیہ ایک کسلی کتاب ہے ہم ہر اس روایت کو قبول کرتے ہیں۔ جو بعد از رسولؐ، علیؑ اور ان کی مخصوص اولاد کی وساطت سے آنحضرتؐ تک پہنچے، اصول روایت کے مطابق ان آئمہ اہلبیت سے منسوب ہونے والی ہر روایت کے متعلق ہمیں یقین کامل ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ سند حتماً آنحضرتؐ سے وابستہ ہے۔ ان حضرات کے علاوہ کوئی گناہ مند و مجرم کیوں نہ ہو ہمارے لئے قابل قبول نہیں، خواہ زندگی کا فکری و نظریاتی پہلو ہو یا عملی و روحانی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں معیار امامت دیگر اقوام عالم کی نسبت معیار نبوت کی طرح بہت ارفع و اعلیٰ ہے جس طرح ہم رسولؐ منسوب، معصوم سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے عقیدہ کے مطابق آپؐ کی سند نیابت پر بیٹھنے والا بھی معصوم ہی ہو سکتا ہے اور نرسے کی بات یہ ہے کہ جن افراد کو ہم امام ملتے ہیں مسلمانوں کی کوئی تاریخ ان حضرات کی زندگی میں آج تک کوئی نقص نہیں نکال سکتی۔ جبکہ دیگر تاریخ نویسوں کی تاریخ بھی ان کے ماننے والوں کے سامنے ہے۔ ہمیں انہوں کو ماننے پر ہمارے اپنی تاریخ بھی اور نہ ماننے والوں کی تاریخ بھی مجبور کرنی ہے۔ جبکہ دوسروں کو نہ ماننے پر خود اہمی کی تاریخ ہمیں انہیں چھوڑنے پر مجبور کرتی ہے۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ فرقہ اسلام کے اصول و فقہ میں کوئی ایک ایسی حدیث نہیں ملتی جسے اولاد رسولؐ سے نقل کیا گیا ہو۔ تو ہمیں غصہ حاضر کے سیاسی نشیب و فراز اس نتیجہ پر پہنچاتے

ہیں کہ ان پاک انگریزوں کے لئے ان کے اقوال سے فرار صرف اور صرف کسی سیاسی منصوبہ بندی اور فرقہ وارانہ تعصبات کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

بہر نوع میں جو کچھ ہمارے پاک آئمہ نے اہمیت نوردی کے متعلق بتلایا ہے، آج تفصیل سے آپ کے سامنے رکھنے لگا ہوں تاکہ مسلمانان عالم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ نوردی کی اہمیت مجوسیوں کے نزدیک صرف سال نو کی ابتداء ہے۔ اور ہمارے ہاں اس کی عظمت کے مہیوں اسباب ہیں۔ مختلف آئمہ نے مختلف اوقات میں عظمت نوردی پر حسب ذیل روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ یوم مبتدأ، اسی دن اَلْسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کا اقرار کیا گیا تھا۔

۷۔ یوم آبادی زمین، اسی دن اس معجزہ آئی کو انسانی خلافت کے پہلے معصوم قدم سے نوازا گیا۔

۳۔ یوم طلوع آفتاب، یہی وہ دن تھا جب آفتاب جہاں تاپ نے صفحہ ہستی کو اپنی ریویں کر ڈالنے سے ضیاء برپا کیا تھا۔

۴۔ یوم ابتداء، ہوائی وہی وہ دن ہے۔ (یہیں زندگی کے اہم عنصر ہوا کو وجود دیکر صفحہ ہستی کے اطراف دن و رات میں پھیلایا گیا۔)

۵۔ یوم نجات خلیل، یہی وہ دن ہے جس میں آتش نوردی کے پیر کے شعلوں نے خلیل خدا کو اپنی آغوش میں لے کر تاریکی گلکاری کا کھٹی۔

۶۔ یوم نجات کشتی، یہی وہ دن ہے جس میں اسیرت، نوح کی طوفانی زدہ کشتی موجوں کے تلاطم میں ہونٹاں پھینٹے کھاتی ہوئی کوہِ حجوری کے ساحل سے آگے تھی۔

۷۔ یوم ردخاتم سلیمان، اسی دن سلطانِ رستے زمین بنیاد سلیمان کی گندہ ایشیائی انگشتری آپ کے واپس مل گئی تھی۔

۸۔ یوم حیا، قوم نکاہ۔ اسی دن تیسرے پارہ میں ذکر کے جلنے والے نبی کی وہ قوم زندہ ہوئی تھی جو ایک مرتد قوم کی تلخیاں دیکھ چکی تھی اور جن کی تعداد ستر ہزار تھی۔

۹۔ یوم بعثت، اسی دن آنحضرت نے قبولہ الملائکۃ تھا جو اکابر کا پہلا تاریخی اعلان کیا تھا۔

۱۰۔ فتح کربلا، یہی وہ دن ہے جس میں مولا نے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کو حکم سلطان عالم قوم جن سے جہاد کیا اور فتحِ خطونے قدم چوسے

۱۱۔ یوم کسر اصنام، یہی وہ دن ہے جس میں مولود کعبہ نے عالم اسلام کے قبلہ کو جہنمیت پر سرعام ہکا بکرتوں سے پاک کیا۔

۱۲۔ یوم غدیر، یہی وہ دن ہے جس میں تاجدار امت نے حجۃ الوداع سے واپسی پر ہزاروں کے مجمع میں، خلافتِ علی بن ابی طالب کا اعلان فرمایا تھا۔

۱۳۔ یوم خلافتِ طاہریہ، یہی دن ہی تو تھا جس میں جمہوری حکومت کی باگ ڈور آپ کے سپرد کی گئی تھی اور چارو تا چار مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

۱۴۔ یوم فتح نہروان، یہی وہ دن ہے جس میں وارثِ مہدی نے جنگ نہروان فتح کی تھی۔

۱۵۔ یوم ظهور قائم، یہی وہ دن ہے جس میں محرومہ میراث اور مظلومہ امت ام المؤمنین کا گیارہواں لالہ تہ نلیم وجود کی بنیادیں اکھٹرنے کی خاطر برہہ غیب سے باہر آئے گا۔

۱۶۔ یوم موت دجال، یہی وہ دن ہے جس میں دجال امام منتظر کے ہاتھوں اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا۔

## مولائے کائنات نے فرمایا

(۱) یہ انسان کتنا عجیب ہے جو چربی سے دیکھتا ہے۔ گوشت کے ٹکڑے سے باتیں کرتا ہے، ہڈی سے سنتا ہے، اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔

(۲) جب دنیا کسی طرف رُخ کرتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں اُسے اُدھار دے دیتی ہے اور جب اُس سے پیٹھ پھیرتی ہے تو اُس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

(۳) جس کی رفتار کو عمل نے سست کر دیا ہو، نسب اُس کی رفتار کو تیز نہیں کر سکتا۔

(۴) اے ابن آدم! جب تو دیکھے کہ تیرا پاک پروردگار تجھے پے در پے نعمتیں عطا کیے جا رہا ہے حالانکہ تو اُس کی نافرمانی کر رہا ہے تو اُس کی گرفت سے (موت) ہوشیار ہو جا۔

(۵) آپ سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ (یعنی) صبر، یقین، عدل اور جہاد پر۔ ان میں سے صبر کے چار شعبے ہیں۔ شوق، خوف، زہد اور ترقب۔ چنانچہ جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ نفسانی خواہشات کو بھول جائے گا، اور جسے دوزخ کی آگ کا خوف ہوگا وہ محرمات سے بچا رہے گا، اور جو دنیا سے بے رغبتی (زہد) اختیار کرتا ہے، وہ مصیبتوں کو آسانی سے برداشت کر جاتا ہے۔ اور جو موت کا منتظر رہتا ہے وہ کارہائے خیر کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے۔

(بیچ البلاغ)

## علامہ اقبال حضرت علی علیہ السلام

### کے حضور میں

اردو فارسی ادب کی تاریخ میں علامہ اقبال (موجودہ) کی شخصیت ایک ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کا مجموعہ کلام آج بھی دنیا کے ادب میں لازماً اہمیت کا حامل ہے آپ کو ائمہ معصومین علیہ السلام سے بہت عقیدت تھی۔ آپ نے اپنے کلام بلاغت نظام کے ذریعہ جگہ جگہ دنیا والوں کو ان عظیم اشران شخصیتوں کی زندگی سے درس اور سبق کا راستہ دکھایا ہے آپ عاشقان حضرت علی علیہ السلام تھے۔

علامہ اقبال کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام مذہب عشق کے رکن اعظم ہیں۔ اور ان کا سینہ اسرار الہیہ کا محفوظ خزانہ ہے۔ درحقیقت ڈاکٹر صاحب حضرت علی علیہ السلام کے عشق خدا اور رسول اور خدمات اسلامی کی بنا پر اس قدر متعقد صادق ہیں کہ راہ ہدایت کے ذرائع میں انہیں آنحضرت صلیم اور ان کی ذات ستودہ صفات کے علاوہ کوئی تیسرا رکھائی ہی نہیں دیتا آپ کو محبت تمام اصحاب رسول صلیم سے ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام سے خصوصی محبت تو آنحضرت صلیم کی محبت کے ساتھ عشق کی معراج پر پہنچ گئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزیں تھی چنانچہ اسی محبت کے فیض کی بدولت آپ نے اپنے فقر پر زہد اور خشک نان جو یہ پر زندگی گزارتے ہوئے تمام غزوات میں اپنے خدا کے لئے فتنہ طاقت و رہا تھ میں زوال و فقر سنبھالے دین حق کے اثبات اور دین باطل کے ابطال میں مصروف رہے لہذا مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ دنیا میں جو کی روٹی کھاتے ہوئے اپنے فقر کا خیال نہ کرے اور مالک حقیقی سے محبت کا رشتہ جوڑ کر اثبات حق کے لئے کوشاں رہے۔

آپ بھی علامہ موصوف کے کلام سے باخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ نے جگہ جگہ اشعار کے لئے حیدری نعرہ لگاتے ہوئے عالم انسانیت کو کیا درس دیا ہے۔

دلوں کو مرکز مہر سرد دیا کر  
حرم کیم کبریا سے آشنا کر  
جسے نان جوین بخشی ہے تو نے  
اسے بازو سے چید رکھی عطا کر

کبھی تہائی کوہِ روشنِ عشق  
کبھی سوزِ سردِ انجمنِ عشق  
کبھی سرمایہ محرابِ دہنبر  
کبھی مولا علی خیر شکنِ عشق

مسلم اول شہ مردانِ علی  
عشق را سرمایہ ایساں علی

اللہ اللہ بے بسم اللہ پدر  
معنی ذبحِ عظیم آمد پسر

جہاں سے پلٹی تھی اقبالِ روحِ تنبر کی  
ہمیں بھی ملتی ہے روزی ہی فریضے سے  
ہمیشہ در دزبان ہے علی کا نا اقبال  
کہ پیاں روح کی کجی ہے ان یگینے سے

بلو چھنے کیا ہو مذہبِ اقبال  
یہ گنہ گار بلو ترابی ہے

فیضِ اقبال ہے اسی در کا  
بندہ شاہِ لافستی ہوں میں

بخف میرا مدینہ ہے، مدینہ شہرا کعبہ  
میں بندہ اور کا ہوں ملتِ شلو ولایتِ پور

داراؤ سکندر سے وہ مرفیقِ اولی  
ہو جس کی فیکری میں بوئے اسدِ الہی

ہر کہ دانا تے رموزِ زندگیست  
سراسما تے علی دانکہ حیثیت

مرسل حق کر دنا مش بلو تراب  
حق ید اللہ خواند درام اکتاب

ہر کہ در آفاق گرو بلو تراب  
باز گرداند ز محرابِ آفتاب

یہ ہے اقبال فیضِ ذکرِ امِ لفظی جس سے  
انگاہِ فکر میں ظلماتِ سرائے لامکان اک ہے

گنچہ ہر مرگ استہ بر بوسنِ شکر  
مرگ پور مر لفظ چہیزے دگر

مرے لئے ہے فقط زو جید و بی کافی  
ترے نصیبِ فلاطوں کی تیزی ادک

شیرِ حق این فاک را تسخیر کرد  
این گلن از یک را اکسیر کرد

مر لفظی کہ تین اد حق روشن است  
بلو تراب از فتحِ اقلیم تن است

می شناسی معنی کرارِ حیثیت  
این مقامی از مقاماتِ علی است

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دلانشِ نرنگ  
مروہ ہے میری آنکھ کا فاکِ مدینہ بخف

نہ تیرہ گاہ جہاں نہی  
وہی نظرت اسدِ اللہ ہی  
نہ حریف پیوہ ننگن نئے  
وہی مرجی وہی عنتری

مٹایا تمہیں دوسری کے استبداد کو جس نے  
وہ کیا تھا؟ زو جید و فقیر بلو تراب مدینہ کمانی

ذاتِ ادر دروازہ شہرِ علوم  
زیر فرمانش جہانِ دین و مردم

از خود آکا ہی یدِ اللہ ہی کند  
از یدِ اللہی شہرِ مٹا ہی کند

تن فاک کی خبر کو کیا اکسیر حیدر نے  
اسی بے لوزی بو یا اسپر حیدر نے

علی جس کی تلوار نے جہاں میں حق کو چکایا  
ہو اوجب فاتحِ تن بلو تراب اس وقت کھلایا

پیش او نہ آسمان نہ خیبر است ضربت او از مقام حیدر اسد

ہزارہ خیبر و صد گونہ اثر راست اینجا نہ ہر کہ نان جویں خورد حیدری داند

وہ شمع بارگہ خاندان مرتضوی رہے گا مثل حرم جن کا آستان بھلکو  
نفس کے جسکے کھلی میرے آرزو کی کالی بنایا جس کی مروت نے نکتہ دال بھلکو

لغزہ حیدر لڑائے بود راست گر چہ از خلق بلال و قنبر است

ہے اسکی طبیعت میں تشبیح بھی درسا تفضیل علی ہم نے سنی اسکی زبانی

تری خاک ہیں اگر شہر تو خیال فقر و غنا نہ کر کہ جہاں میں نام شیر بر ہے مدار قوت حیدری

دل میں ہے مجھ سے عمل کے داغ عشق اہلبیت ڈھونڈنا پھرنا ہے نطق دامن حیدر مجھے

ہوں مرید خاندان خفہ خاک نجف موج دہ با آب بیابلی گل مل مجھے

زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است دست او اینجا نسیم کوثر است

دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراسی مس آدم کے حق میں کیسا ہے دل کی بیڑی

دین اور آئین سوداگری است غنتری اندر لباس حیدری است

کوہ راہیندہ از دیدار کن لولہب را حیدر کراہ کن

حکم حق را در جہاں جاری نہ کرد تلے از جو خورد و دکراسی نہ کرد

با وطن پیوست و از خود درگزشت دل بہستم دار و از حیدر گزشت

امیر قافلہ سخت کوش و پیہم کوش کہ در قبیلہ ما حیدری ز کراہی است

عجے با حق و آئین و گجے با حق در آویند زمانے حیدری کہ وہ زمانے خیر کی کردہ

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ بحر کربین وطن اس زمانے میں کوئی حیدر کراہی ہے

یا عقل کی رہا ہی یا عشق یا اللہی یا حیدر انگری یا حملہ نرسکانہ

جمال عشق و مستی نے نوازی جمال عشق و مستی بے نیازی

کمال عشق و مستی طرف حیدر زوال عشق و مستی حرف رازی

امارت کیا شکوہ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل نہ زور حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی

فدا نے اس کو دیا ہے شکوہ سلطانی کہ اس کے فقر میں ہے حیدری دکراسی

مقصد لمحی پہ کھلی ان کی زباں یہ تو اک راہ سے تجھ کو کبھی برا کہنے ہیں

سینہ پاک علی جن کا امانت دار تھا اے شہزادی جاہ و لائق ہے انرا سر سے

کرم کرم کو غریب الدیار ہے انبال مرید پیر نجف ہے غلام ہے تیسرا

بے جرات دندانہ ہر عشق سے رہا ہی باز وہ ہے قوی جس کا وہ عشق یا اللہی

## فالنار حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

یہ فالنامہ حضرت علی علیہ السلام سے منسوب ہے۔ فال دیکھنے والے کو چاہیے کہ باوضو ہو کر سورہ فاتحہ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک پر فتوح کو پہنچا دے اور مندرجہ ذیل نقشہ میں کسی ایک خانہ پر انگلی رکھے اور نیچے اس خانہ ال معلوم کرے۔

حضرت آدم علیہ السلام	حضرت شہید علیہ السلام	حضرت ادریس علیہ السلام
حضرت صالح علیہ السلام	حضرت ابراہیم علیہ السلام	حضرت اسمعیل ذبیح اللہ علیہ السلام
حضرت یعقوب علیہ السلام	حضرت یوسف علیہ السلام	حضرت شعیب علیہ السلام
حضرت ایوب علیہ السلام	حضرت خضر علیہ السلام	حضرت داؤد علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	حضرت یحییٰ علیہ السلام

**حضرت آدم علیہ السلام** - اے صاحب فال جو نیت تیرے دل میں ہے اس سے خوشی حاصل ہوگی مراد وہی برادریگی الزام سے بڑی ہوگا۔ محبوس ربانی پائے گا۔ درجات میں ترقی ہوگی۔ ستر ظلمت پر سبز گاری اختیار کرے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ

**حضرت شہید علیہ السلام** اے صاحب فال جان کہ تیری فال حضرت شہید علیہ السلام کے نام پر آئی ہے خصومات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ سفر اچھا نہیں چند یوم صبر کر۔ مقصود چیتو جو حاصل نہیں ہوگا چاندی اور صدقہ دے تاکہ مشکل حل ہو۔

**حضرت ادریس علیہ السلام** جو نیت تم نے کی ہے اس سے فائدہ حاصل ہوگا جو نیت حاصل ہوگی۔ سفر کرنا مفید ہے۔ تجارت سے فائدہ ہوگا۔ سفر میں جانے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر۔ اسی میں بہتری ہے۔

**حضرت صالح علیہ السلام** تیرا مقصود چند یوم تک حاصل ہوگا فی الحال صبر کر و شب جمعہ کو فقیر کو پاؤ لبر آٹا دیوے۔

**حضرت ابراہیم علیہ السلام** تیری نیت برائے گی، مراد حاصل ہوگی۔ سفر و تجارت میں فائدہ ہوگا۔ عبادت و عبادت خدا میں مشغول ہو تاکہ مدعا جلد حاصل ہو۔

**حضرت اسماعیل علیہ السلام** صبر سے کام لے کہ اسی میں فائدہ ہے۔ چند یوم کے بعد دعا حاصل ہوگا ایک مرغا ایک رنگ دوشنبہ کو اپنے پر صدق کر تاکہ مشکل حل ہووے۔

**حضرت یعقوب علیہ السلام** جو نیت تیرے دل میں ہے تھوڑے عرصے تک برائے گی۔ انجام خیر ہوگا۔ معنوق تجھے کچھ عرصے بعد ملے گا۔ صدقہ تیل ماش کا دے۔

**حضرت یوسف علیہ السلام** مراد برائے گی، کو شہر جاری رکھ تاکہ مقصود حاصل ہونے میں آسانی ہو نماز میں تاخیر نہ کر یہ وجہ رکارت ہے

**حضرت شعیب علیہ السلام** جو نیت دل میں ہے اس سے باز رہ۔ آخر نتیجہ چلانی ہے جس کے ساتھ دوستی کر لے وہ دشمن ہو جائے تین یوم تک زبان کو روک تاکہ تیری دلگیری کا باعث نہ ہو۔ توکل خدا پر رکھ۔ اگر کوئی بیمار ہے تو اسے بہت خطرہ ہے۔ حسب مقدار صدقہ دے تاکہ شفا پائے۔

**حضرت ایوب علیہ السلام** مراد وہی حاصل ہوگی انجام نیک ہوگا۔ نماز میں سستی نہ کر۔

**حضرت خضر علیہ السلام** تیری فال سارہ عطاروں سے تعلق رکھتی ہے۔ سخاوت کا ہاتھ کٹا ادھر کر۔ فکر نہ کر کہ اب بخوست دور ہونے والی ہے۔ اگر غائب ۲۵ یوم میں نہ آیا تو اس پر آنا پھر دتو اسے سفر و ناک کرانی الحال نیک نہیں ہے۔

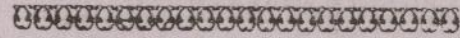
**حضرت داؤد علیہ السلام** جس کام کی طلب ہے اس کے درپے ہو مبارک ہوگا بادشاہ اور بزرگ تجھ پر مہربان ہونگے۔ بیمار شفا پائے گا۔ سفر اور تجارت سے فائدہ ملی ہوگا۔ غائب مل جائے گا۔ گم شدہ چیز مل جائے گی

**حضرت سلیمان علیہ السلام** جلد مراد حاصل ہوگی۔ فائدہ حاصل ہوگا۔ شنبہ کو شہر تیری سوار گزیرا بزرگ سبنا ایک انگلشری چاندی کی تھال میں رکھ کر علی الصبح جو فقیر آوے اس کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا کر یہ چیز خدا سے دے دے مراد چند روز تک حاصل ہوگی۔

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام** مراد چند یوم تک حاصل ہوگی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہایت صاحبِ قیمت ہے۔ فال بہت خیر تھا دیکھے فلکو رنج سے نجات ملے گی۔ ہر کلام میں فائدہ حاصل ہوگا۔

# نادِ عَلِيٍّ



نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدُهُ عَوْنًا لَكَ فِي التَّوَائِبِ  
كُلُّ هَمٍّ وَعَظْمٍ سَيَنْجِي بِيَّ بَعِيَّ بَعِيَّ بَعِيَّ

مسب از افادات جناب میر محمود علی صاحب لائق مرحوم (حدید آباد کن)

”نادِ عَلِيٍّ“ کے خواص و عجائب و غرائب بے شمار ہیں۔ اہل معرفت نے اس کے فوائد سات سو تک تحریر کئے ہیں بعض عالمین نے اس پر مخصوص رسائل لکھے ہیں کچھ علماء کا خیال ہے کہ اس میں اسم اعظم ہے۔ جس جائزہ کام کے لئے بالشرائط پڑھے گا تو انشاء اللہ اس کی مراد پوری ہوگی۔ لیکن اگر خلاف شرع کام کے لئے پڑھے گا تو بلاؤں میں گرفتار ہوگا۔

شرائط و ترکیب  
عامل کے لئے شرط اولین یہ ہے کہ وہ کم از کم واجبات دینی پر عمل کرنے والا اور محرمات کا تارک نہ ہو۔ تہمت و حکمت خداوند عالم پر یقین کامل رکھتے ہوئے عمل کو اس کے شرائط و ترکیب کے ساتھ مشروع کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی۔ اگر بغیر نصابِ مجال کامیابی نہ ہو تو یہ یقین کرے کہ اس امر کے پورا نہ ہونے ہی میں بہتری تھی۔

اوقاتِ معینہ برائے عمل

(۱) زیادتی رزق، وسعت ہمت ظاہر و باطن کے لئے جب چاند کسی سعد برج میں ہو تو ابتداء کے ماہ (یعنی پہلی سے چودھویں رات تک) میں یہ عمل شروع کیا جائے (۲) محبت خلائق کے لئے جمعہ کے روز ابتداء کے ماہ تا چودھویں رات تک شروع کرے۔

(۳) دشمنوں کی زبان بندی کے لئے ہفتے یا اتوار کے روز شروع کرے۔ (۴) دشمنوں کی گرفتاری اور ظالموں کی ہلاکت کے لئے منگل یا بدھ، پندرہ تاریخ سے آخر ماہ تک شروع کرے۔

(۵) دعوتِ کبیر یعنی روزانہ ۳۳۰ مرتبہ پڑھنا

(۶) دعوتِ صغیر یعنی روزانہ ۱۱۰ مرتبہ پڑھنا

(۷) عمل شروع کرنے سے پہلے ”یا اللہ صمدی من عنیدک مدد دی و علیک معتمدی“ پڑھنا۔

(۸) بعدِ عمل پانچ مرتبہ پڑھے ”یا ابا الغیث اغثنی یا علی ادرکئی برحمتک یا ارحم الراحمین“ پڑھنا۔

لغشِ نادر علی  
تمام بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت، جنگ میں فتح، دشمن پر کامیابی سحر و جادو سے حفاظت اور ہر دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہونے کے لئے یہ لغش اپنے پاس رکھے :-

نادر	علیًّا	مظہر	العجائب	تجدد	عوناً لک	فی التوایب	کلہم
علیًّا	مظہر	العجائب	تجدد	عوناً لک	فی التوایب	کلہم	وعظم
مظہر	العجائب	تجدد	عوناً لک	فی التوایب	کلہم	وعظم	سینجلی
العجائب	تجدد	عوناً لک	فی التوایب	کلہم	وعظم	سینجلی	بنیوتک
تجدد	عوناً لک	فی التوایب	کلہم	وعظم	سینجلی	بنیوتک	یا محمد
عوناً لک	فی التوایب	کلہم	وعظم	سینجلی	بنیوتک	یا محمد	بولاتیک
فی التوایب	کلہم	وعظم	سینجلی	بنیوتک	یا محمد	بولاتیک	یا علی
کلہم	وعظم	سینجلی	بنیوتک	یا محمد	بولاتیک	یا علی	یا علی



۹- برائے زیارت آنحضرت و آئمہ معصومین علیہم السلام بعد نافلہ نماز عشا غسل کر کے پاک اور نیا لباس پہنے خوشبو لگائے اور شروع ماہ میں پہلی سے چودھویں شب تک کسی شب جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔

۱۰- برائے تحصیل علم و النشراح صدر و عطاء علم لدنی و امرارغیب، جبکہ چاند برج جوزا یا سنبلہ میزان یا قوس یا حوت میں ہو روزانہ ۷۷ مرتبہ پڑھے یا ہر صبح ۴۰ مرتبہ۔  
۱۱- برائے شغلے صرض لا علاج (۱) جبکہ چاند برج جوزا یا حمل یا اسد یا میزان یا قوس یا دلو میں ہو تو، مرتبہ آب باران یا آب چاہا پر پڑھ کر مریض کو پلائے۔

(۲) ہر روز نادعلی دس مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے تمام لا علاج امراض سے شفا ہوگی (۳) اگر بعد نماز عصر ۲۵ مرتبہ پڑھے کبھی بیمار نہ ہوگا۔

(۴) بعد نماز مغرب ۲۸ مرتبہ پڑھنا تمام بیماریوں کا علاج ہے

۱۲- لا علاج بخار کے لئے چینی کے سفید پیالے پر مشک زعفران اور گلاب سے لکھے اور آب باران یا پاک پانی سے دھو کر پلائے۔

۱۳- برائے علاج ناسور، روزانہ چالیس مرتبہ پڑھ کر سور پر دم کرے۔

۱۴- سانپ اور ہر قسم کے زہر کا اثر دور کرنے کے لئے مشک زعفران و گلاب سے کاسہ چینی پر لکھ کر آب باران سے دھو کر اس پر بارہ مرتبہ نادعلی پڑھ کر پلائیے یا سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیے۔

۱۵- محروم جادو کے اثر کا زائل ہونا، بادی بڑے کنوئیں کے پانی پر سات مرتبہ دم کر کے پلائیے اور اسی سے غسل کرائیے، یا سات مرتبہ سات باولیوں کے پانی پر دم کر کے پلائیے اور اسی سے غسل کرائیے۔ یا سات مرتبہ بعد نماز عشا ۳۲ بار پڑھیں اور اگر کسی بچے کے آسیب ہو گیا ہو تو گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس پر چھونک دیں۔

۱۶- نظربد سے حفاظت کے لئے تین دن تک روزانہ بیس مرتبہ پڑھے یا قبل طلوع آفتاب تین مرتبہ پڑھے۔

۱۷- برائے دفع فقر و درویشی و حصول مال و دولت، صبح بیدار ہو کر بغیر کسی بات چیت کے ننانوے مرتبہ پڑھے۔

۱۸- برائے حفاظت از نجوم دشمنان و خطرات، پاک سٹی پر سات مرتبہ پڑھ کر ان کی طرف بواہیں اڑانے یا روزانہ بوقت صبح سات مرتبہ پڑھا کرے۔

۱۹- برائے اطاعت دشمنان و مخالفان، دن تک روزانہ ڈیڑھ سو مرتبہ پڑھے یا اگر صرف سات مرتبہ پڑھے تو دشمن کی نظر سے پوشیدہ رہے گا یا دس روز تک روزانہ ہزار مرتبہ پڑھے یا اگر روزانہ سات مرتبہ پڑھے تو دشمنوں اور خبیثوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یا ایک ہزار ساٹھ مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے دشمن کو پلائے تو چھوڑ دے بدی ہر قدر نہ ہو سکے گا۔ یا ۳۲ مرتبہ مٹی پر پڑھ کر دشمن پر ڈالے تو وہ دشمن مقہور و ذلیل ہوگا۔ یا صرف تین مرتبہ پڑھ کر دشمنوں میں چلا جائے ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

۲۰- دشمن کو دوست بنانے کے لئے، روز جمعہ پہلی ساعت میں ۴۶ مرتبہ پڑھے کر اس سے کلام کرے۔

۲۱- ہمت سے نجات اور حصول نیک نامی کے لئے ہر صبح چالیس مرتبہ پڑھے۔

۲۲- برائے رفع رنج و غم روزانہ ایک سو دس بار پڑھے۔

۲۳- سخت و دشوار کام کی انجام دہی کے لئے ایک ہزار مرتبہ پڑھے

۲۴- حصول دولت و حشمت و عزت، ہزار مرتبہ پڑھے یا روزانہ ۱۸ مرتبہ یا دس مرتبہ یا پانچ سو مرتبہ پڑھے

۲۵- مقاصد میں کامیابی کے لئے چھ دن تک روزانہ سو مرتبہ یا پانچ دن تک روزانہ چار سو مرتبہ پڑھے

۲۶- سلاطین و حکام کے غصہ سے محفوظ رہنے کے لئے اس کی غنیمت میں سات مرتبہ اور سات تین مرتبہ یا صرف اس کے سامنے سات مرتبہ۔

۲۷- سلاطین و حکام کی نظر میں عزت پانے کے لئے روزانہ سو مرتبہ۔

۲۸- کامیابی قاصد کے لئے اس کے کان میں صرف تین مرتبہ لیکن اس مفقود کے لئے جب قمر برج حمل، جوزا، سرطان، سنبلہ، میزان، قوس، جدی، حوت میں ہو تو نادعلی کا درود پہلے شروع کرے۔

۲۹- کسی کام میں ثابت و قائم رہنے کے لئے روزانہ دس مرتبہ پڑھے

۳۰- زیادتی عشق و محبت کے لئے روزانہ ایک مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے یا جمعہ کی پہلی ساعت میں ۷۷ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھ کر پاک سٹی پر دم کرے۔

اور جس شخص کو دوست بنانا چاہتا ہو اس کے نام سے پانی میں ڈالے وہ دوست

ہو جائے گا۔ یا انکو درگمش پر سات سو مرتبہ پڑھ کر کسی کو کھلائے وہ اس کی محبت میں دیوانہ و پاگل ہو جائے گا۔ یا پان پر سات مرتبہ پڑھ کر کھلائے یا اگر زوج پہلی تاریخ جمعہ کے روز ۷۴ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور ستر ہر سے بات کرے تو وہ محبت سے بے قرار ہوگا۔ یا جمعہ کی پہلی ساعت میں ستر مرتبہ خوشبو پھر پڑھ کر اپنے محبوب کو دے دے وہ اس خوشبو کو استعمال کرے تو وہ اس کی محبت میں بے قرار ہوگا۔ یا اگر کوئی شخص کسی دوست کو حاضر کرنا چاہتا ہو تو اس کے اور اس کی ماں کے نام کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھے فوراً حاضر ہوگا۔

۳۱۔ دشمنوں کی ہلاکت و بربادی کے لئے روزانہ بیس مرتبہ پڑھے  
 ۳۲۔ دو غیر مسلم افراد میں دشمنی کے لئے دس روز تک روزانہ پانچ مرتبہ یا آٹھ روز تک روزانہ بیس مرتبہ یا چولہے کی مٹی پر اکٹا لیں مرتبہ پڑھ کر ان پر ڈالے آپس سے جدا ہوں گے۔

۳۳۔ مخالفوں کی زبان بند کرنے کے لئے روزانہ دس مرتبہ دس دن تک پڑھے  
 ۳۴۔ منافقوں اور ظالموں کی ذلت و خواری کے لئے روزانہ صبح ڈیڑھ سو مرتبہ پڑھے  
 ۳۵۔ مخالفین کا خوف و ہراس دل سے دور کرنے کے لئے روزانہ ۵۰ مرتبہ پڑھے  
 ۳۶۔ غیر مسلم دشمن کی ہلاکت یا بیمار کرنے کے لئے کھڑے ہو کر خط کھینچے اور اس خط پر ایک سو مرتبہ اس دشمن کے نام سے پڑھے یا سات روز روزانہ ستر مرتبہ  
 ۳۷۔ دشمنوں کے مجمع کی پریشانی کے لئے تین روز تک روزانہ ۷۵ مرتبہ پڑھے  
 ۳۸۔ دشمن کے مقہور ہونے کے لئے پانچ روز تک روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھے  
 ۳۹۔ دشمن کی ذلت کے لئے روزانہ سو مرتبہ چھ دن تک پڑھے  
 ۴۰۔ طلب دولت و اتبال و دفع دشمن کے لئے روزانہ پانچ سو مرتبہ یا دفع مثر دشمن کے لئے روزانہ ستر مرتبہ دس دن تک پڑھے

۴۱۔ قتل دشمن کے لئے ایک ہفتہ تک ستر مرتبہ روزانہ پڑھے  
 ۴۲۔ دشمنوں کی خرابی کے لئے روزانہ سو مرتبہ ۳۰ دن تک یا روزانہ ڈیڑھ سو مرتبہ

۴۳۔ نظر خلائق و دشمن سے پوشیدہ رہنے کے لئے وقت ضرورت ستر مرتبہ پڑھے  
 ۴۴۔ شجاعت و دلادری کی زیادتی و بزدلی دور کرنے کے لئے روزانہ ۵۰ مرتبہ پڑھے

۴۵۔ فتح شہر و بلاد کے لئے پانچ روز تک روزانہ چار سو مرتبہ پڑھے  
 ۴۶۔ قلعہ کی فتح کے لئے ہر صبح ستر مرتبہ پڑھے  
 ۴۷۔ آسانی مہمات کے لئے۔ ہزار مرتبہ پڑھے

۴۸۔ ہر امشکل کے لئے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص امشکل کے لئے در کرے تو آسان ہوگا۔ یا بعد غسل پاک صاف لباس پہن کر خوشبو لگا کر دو رکعت نماز قاضی الحاجات پڑھ کر بخور جلاتے ہوئے ایک ہزار ۱۸ مرتبہ نادعلی پڑھے۔ اور پیر و درگاہ عالم سے اپنی حاجت طلب کرے فوراً پوری ہوگی یا ہر روز ہفتہ غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر ۱۲ مرتبہ نادعلی پڑھے اور سجدے میں جا کر اپنی حاجت طلب کرے یا حصول مقصد کی نیت سے روزانہ چوبیس مرتبہ پڑھے یا روزانہ ایک سو ساٹھ مرتبہ پڑھے یا روزانہ ایک سو ستر مرتبہ پڑھا کرے۔

۴۹۔ قیدی کی رہائی کے لئے روزانہ ایک سو ساٹھ مرتبہ یا خود قیدی روزانہ لیا سو مرتبہ پڑھے  
 ۵۰۔ سلامت سفر سے واپسی کے لئے، قبل سفر غسل کر کے دو رکعت نماز بجا لائے اور نادعلی ۱۲ مرتبہ پڑھ کر سفر کو روانہ ہو یا مسافر کے سلامت سفر سے واپسی کے لئے کوئی شخص روزانہ سات مرتبہ پڑھے۔

۵۱۔ وسعت رزق و حصول اولاد و تحقیر مقاصد دینی و دنیوی کے لئے اتوار کے دن نیک سعادت میں ابتدا کرے اور روزانہ ۴۱ دن تک مقررہ ۴۱ مرتبہ پڑھے  
 اس کے بعد یہ دعا پڑھے: رَبِّسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ هَمِّیْ وَ كَسِّفْ غَمِّیْ يَا غَنِيَاثَ الْمُسْتَعِيْثِيْنَ يَا ذَا لِيْلِ  
 اَلْمُحْتَجِرِيْنَ يَا غَوْثَاہُ يَا غَوْثَاہُ وَا قْضِ لِيْ حَاجَتِيْ بِحَقِّ قُرْآنِ الْعَظِيْمِ  
 وَ بِحَقِّ نَبِيِّ الْكَرِيْمِ وَ وَ لِيْكَ وَ اِلٰهِ الْمُعْصُوْمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ  
 اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ یا ستر دن تک روزانہ ۱۲ مرتبہ یا دس دن تک روزانہ ایک ہزار مرتبہ  
 یا توسیع رزق و بلندی مرتبہ کے لئے روزانہ صبح کو دو مرتبہ پڑھے۔ یا ہر صبح کو اٹھارہ  
 مرتبہ جبکہ قرآن مجید میں یا جو زیا یا سنبہ یا اسد یا میزان یا قوس یا حوت میں ہو تو شروع کرے  
 ۵۲۔ برائے طلب اولاد کا سہ چینی پھر زعفران و گلاب سے نادعلی لکھ کر پانی میں ڈھک لیا  
 ۵۳۔ فتوح غیبی و سعادت دنیوی و آخری کیلئے اٹھارہ روز تک ۲۵ مرتبہ پڑھے

فوائد ناد علی بجوالہ علامہ کاشانی  
 وَعَمَّ سَيِّجَلِي بُولَايِيَّتْ يَا عَلِيَّ يَا عَلِيَّ يَا عَلِيَّ  
 نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ سَجْدَةٌ

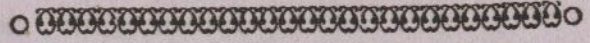
منفرد خواص ہیں۔ ۱۔ ایسی جگہ گرفتار ہو کہ عاجز ہو رہا ہے۔ تو اس مقصد کے لئے خاک پر سات بار پڑھ کر ان لوگوں کی جانب پھینکے جنہوں نے گرفتار کیا ہو۔ کوئی ضرر ان سے نہ پہنچے گا۔ ۲۔ جو شخص دشمنوں سے خائف ہو تو روزانہ ۲۷ مرتبہ پڑھا کر سہ سات مرتبہ ناد علی پانی پر جو سات کنوڑوں کا ہو پڑھ کر سحر زدہ کو غسل کرائیں اور قدرے پلائیں جادو باطل ہو گا۔ ۳۔ جس شخص کو زہر دیا گیا ہو تو ان کلمات کو مشک و زعفران سے چینی کے برتن پر لکھ کر الیس مرتبہ پڑھے اور دھو کر پلائے۔ ۴۔ لا علاج مرض کے لئے اٹھارہ مرتبہ پانی پر پڑھ کر مریض کو پلا یا جائے۔ ہر کسی بھی امراہم اور رنج و درد کرنے کے لئے ہزار مرتبہ پڑھے انشاء اللہ رنج دور اور ہم سر ہو۔ ۵۔ جس پر کوئی غضبناک ہو تو وہ شخص اکھتر بار پڑھ کر اس کے پاس جائے اور بین بار اپنے اوپر بھی پڑھے حکم خدا اس کا غصہ مہل بخوشی ہو۔ ۶۔ سونے پر چڑھائے جانے والے شخص کے لئے اس کے کان میں تین مرتبہ پڑھیں۔ اس کی شفاعت انشاء اللہ مقبول ہو۔ ۷۔ اول ساعت روز جمعہ ۱۲ مرتبہ یہ کلمات پڑھے جس سے ملے گا اس کا دوست ہو جائے گا۔ ۸۔ غلط طور پر مہتمم کیا جانے والا ان کلمات کو روزانہ ۴۰ مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکے حکم خدا تہمت اس سے دور ہو۔ ۹۔ بے خوابی کی شکایت ہو تو قبل نماز جمعہ ۲۵ مرتبہ پڑھے۔ ۱۰۔ برائے عناد و مالدار سی، صبح شام بارہ مرتبہ پڑھے۔ ۱۱۔ برائے زیادتی دولت و حشمت بزرگ ۲۱ مرتبہ ہم۔ دشمن پر کامیابی کے لئے روزانہ سترہ مرتبہ۔ ۱۲۔ وقت ضرورت چشم دشمنان سے پوشیدہ ہونے کے لئے اٹھارہ مرتبہ پڑھے۔ ۱۳۔ برائے زبان بزدلی اعداد دن روزانہ دس بار پڑھے۔ ۱۴۔ ہر مرد کو پہنچنے کے لئے روزانہ ۳۷ بار پڑھے۔ ۱۵۔ شفا کے امراض کے لئے سنائیس بار پڑھے۔ ۱۶۔ برائے چشم زخم و عقد اللسان روزانہ تین روز تک نیس نیس مرتبہ پڑھے۔ ۱۷۔ کشف کنوڑ کے لئے ۴۰ روز ہم بار روزانہ پڑھا کرے۔ اگر رات کو وقت خواب پڑھے تو خواب ہی میں خزانے کے مقامات کو دیکھے۔ ۱۸۔ آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھنے کے لئے روزانہ سات مرتبہ پڑھے۔

۱۹۔ دفع اعدا وقت دشمنان کے لئے آٹھ روز روزانہ سترہ مرتبہ پڑھے ۲۰۔ قیدی کی رہائی کے لئے سات روز روزانہ سولہ مرتبہ پڑھے خلاصی پائے۔ ۲۱۔ برائے حفاظت دشمنان۔ ۲۲۔ روز تک روزانہ ۱۸ مرتبہ پڑھا کر ان کے مقابل بھونکے۔ ۲۳۔ حصول علوم کے لئے۔ ۲۴۔ دن وقت نماز صبح پڑھ کر پڑھے۔ ۲۵۔ فتوح بلاد و امصار کے لئے پانچ روز تک ۴۰ بار پڑھے۔ ۲۶۔ رفعت درجات و قبول سلاطین چھ روز سوم مرتبہ پڑھے۔ ۲۷۔ حصول عزت و شوکت کے لئے روزانہ بیس مرتبہ پڑھے۔ دشمن کو مکان سے آوارہ کرنے کے لئے ۳۰ دن تک روزانہ ۳۰ مرتبہ پڑھے۔ ۳۰۔ دفع اختلاف و عداوت و مخالفت درمیان جماعت کے لئے روزانہ تیس بار بیس دن تک پڑھے۔ ۳۱۔ دشمن کو مقہور کرنے اور اس کی سنگتگی کاار کے لئے بھی پڑھے۔ ۳۲۔ برائے شجاعت روزانہ ۲۵ بار پڑھے ۳۳۔ واسطے دل نرمی اعدا کے چھ روز تک روزانہ سوم مرتبہ پڑھے۔ ۳۴۔ برائے قضائے حاجت باطہارت ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے ۳۵۔ جو کوئی واسطے مطلب شرعی کے مسجد میں جائے یا خلوت میں اور بارہ مرتبہ یا علی کہے۔ البتہ مطلب پر پہنچے ۳۶۔ نقش معظّم ناد علی کو با وضو ادب سے لکھ کر موسم حجامہ کر کے بازو پر یا گلے میں باندھیں۔ انشاء اللہ ہر مصیبت دور ہوگی

۱۱۲۸	۱۱۳۲	۱۱۳۵	۱۱۲۱
۱۱۳۴	۱۱۲۲	۱۱۳۷	۱۱۳۳
۱۱۲۳	۱۱۳۷	۱۱۳۰	۱۱۲۶
۱۱۳۱	۱۱۲۵	۱۱۲۴	۱۱۳۶

۳۷۔ زیادتی اقبال و حصول مقاصد کے لئے ۱۴ دن روزانہ ۵۰ مرتبہ پڑھے

## علیٰ اور حقوق انسانی



حضرت علی بن ابی طالب نے انسانوں کے حقوق اور انسانی معاشرہ کی خوشحالی اور عظمت انسانی کے لئے ایسے مستحکم و استوار اصول مقرر کئے اور ایسے نظریات پیش کئے جن کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں اور شاخیں آسمان پر پھیلی ہوئی ہیں۔ انسانی عظمت اور منزلت کے بارے میں یوں لایا کیا ارشاد فرماتے ہیں، سنیئے اور غور کیجئے۔

- ۱۔ اپنے غیر کے بندے نہ بنو درآں حالیکہ خداوند کریم نے تمہیں آزاد کر دیا ہے۔
- ۲۔ خبردار ایسی چیزوں سے ترجیحی حقوق نہ چاہو جس میں تمام لوگ برابر کے حقدار ہیں۔
- ۳۔ وہ گناہ جو ناقابل عفو ہے وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے۔
- ۴۔ میں منظوم کا انصاف اس کے ظالم سے کر کے رہوں گا۔
- ۵۔ بندگان خدا پر ظلم انتہائی برا ہے۔
- ۶۔ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور دوسروں کے لئے بھی وہ نہ چاہو جو اپنے لئے نہیں چاہتے۔
- ۷۔ بد بخت ترین راعی وہ ہے جس کی دہر سے رعیت مبتلائے بد بختی ہو۔
- ۸۔ بد خلق کسی افسری کا سر ادا نہیں اور جس کی ایذا رسانی کا تمہیں اندیشہ نہ ہو اسے بھائی بنانے کی کوشش کرو۔

یہ ہیں وہ اصول جو میرے بولنے حقوق انسانی کے لئے پیش کئے۔ آج کل جتنے، ایسی و اجتماعی علوم مردع ہیں سب ہی ان اصول و نظریات کے بڑی حد تک موئید ہیں۔ ان جدید اجتماعی علوم کے چاہے جتنے نام رکھے جائیں اور خود کتنی ہی مختلف شکلوں میں پیش کیا جائے سب کی غرض و غایت بس ایک اور فقط ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانوں کو ظلم و زیادتی سے محفوظ رکھا جائے اور ایسے سماج کی تشکیل کی جائے جو انسان کے حقوق کی بہتر طریقے سے حفاظت کرے اور جس میں انسانی شرافت پوری طرح ملحوظ رہے۔ گفتار کردہ کی آزادی اس حد تک محفوظ ہو کہ دوسرے کو نقصان نہ پہنچے۔

حالات و کیفیات روزگار سماجی و اجتماعی علوم کی ایجاد میں بہت بڑا اثر رکھتے ہیں۔ یہ حالات و کیفیات روزگار ہی ہیں جو ان اجتماعی علوم کو کبھی کسی صورت میں پیش کرتے ہیں کبھی کسی صورت میں۔ جب ہم گذشتہ زمانہ کی تاریخ پڑھتے ہیں اور گونا گوں واقعات پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی دو جماعتیں اور دو مختلف اذکار و نظریات ہیں ہمیشہ سے تضاد ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ایک جماعت استبداد مطلق انسانی حقوق کے غصب کرنے اور آزادی کو سلب کرنے کے ور ہے رہی۔ دوسری انصاف کی خواہاں جمہوریت کی دلدادہ اور عوام کے حقوق کی حفاظت اور آزادی کی طلب گار رہی۔ گذشتہ زمانے میں مفید انقلابی تحریکیں ہمیشہ ظالموں کی طرف سے انہیں اور مصلح ہمیشہ ان ہی میں سے پیدا ہوئے تاکہ ظلم و زیادتی کا خاتمہ کریں اور عدل و انصاف کی بنیادوں پر حکومت قائم کریں جو عقل کے بھی موافق ہو اور سماج کے حالات و کیفیات کے بھی مناسب۔

علی بن ابی طالب حقوق انسانی کی تاریخ میں بہت بڑی منزلت اور شان رکھتے ہیں ان کے نظریات و افکار اسلام سے دالینہ و پیوستہ تھے۔ ان کے نظریات و افکار کا لفظ مرکزی یہ تھا کہ استبداد کا خاتمہ ہو اور لوگوں کے درمیان طبقاتی تفاوت دور ہو۔ جس شخص نے بھی علی کو پہچانا اور انسانی برادری کے متعلق اپنے عقائد و نظریات کو سمجھا اور ان کے ارشادات سے بہن وہ جانتا ہے کہ علی جفا پیشہ افراد کی گردنوں پر کھینچی ہوئی تلوار تھے۔ ان کی تمام تر توجہ عدل و انصاف کے قواعد استوار کرنے پر مرکوز تھی۔ ان کے افکار ان کے آداب اور ان کی حکومت اور سیاست بھی چیزیں اسی کے لئے وقف تھیں، جہاں بھی کسی ظالم نے لوگوں کے حقوق پھرت و رازی کی کج رویہ دنا تو ان انسانوں کو خیر و دلیل سمجھا اور ان کے فلاح و بہبود کو نظر انداز کیا اور ان کے ناتوان کاغذوں پر اپنا بار ڈالا، علی نے اس کے ساتھ سخت جنگ کی۔ امام کے ذہن کی پرورش ہی اس فکر کے ساتھ ہوئی کہ عدل و انصاف کی اس طرح ترویج ہو کہ انسانوں کے حقوق محفوظ رہیں مساوات قائم ہو اور کسی طبقہ کے لوگوں کو دوسرے طبقہ کے افراد پر امتیاز حاصل نہ ہونے کا ہر شخص اپنا حق حاصل کر سکے۔ آپ کی آواز عدل عام کی ترویج کے لئے مسلسل بلند رہی اور آپ کا وہ اس کے لئے ہمیشہ سرگرم عمل رہا۔ آپ نے انسانوں کی قدر و قیمت اور کچی کی اور ان کے بچاؤ کے لئے ہر لمحہ کمر بستہ رہا۔ آپ کی حکومت اس زمانہ میں بہترین نمونہ رہی ایسی حکومت کا جو عدل و گسترہ حقوق فلائین کی محافظ اور اپنے ہر ممکن ہر وسیلہ سے اپنے مقاصد کی پابند تکمیل، تک پہنچانے والی ہو۔

# حضرت علی علیہ السلام کی مخصوص دعا

جس کو آپ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے !

اصل دعاء بی زبان میں ہے، اس کا اردو ترجمہ لکھ رہا ہوں تاکہ وہ مومنین جو عربی نہیں جانتے ہیں وہ مولائے کائنات کی طرح ہر روز ہر نماز کے بعد دعا کے طور پر اردو میں پڑھ لیا کریں۔ یہ ترجمہ جناب مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے اپنی کتاب صحیفہ علویہ میں صفحہ ۱۹۰ میں کیا ہے۔ اس کتاب میں اس دعا کا نمبر ۱۰۱۲ ہے۔

## اصلی دعا کا ترجمہ

شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو رحمن اور مسلسل رحم کرنے والا ہے۔ معبود میں (نے) جو نماز پڑھی ہے اس سے نہ کوئی غرض اور نہ اس کے ذریعہ سے کوئی خواہش پوری کرنا ہے۔ بس تیری تعظیم و فرمانبرداری، تیرے حکم کی تعمیل مقصود ہے۔ بارالہ اس میں اگر کوئی خلل یا کمی ہو خواہ نیت میں یہ قیام و قرأت رکوع یا سجدے میں تو میری گرفت نہ کرنا بلکہ اسے قبول کر کے احسان و مغفرت فرما۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے تجھے اپنی رحمت کا

صدقہ



# بندہ مرتضیٰ علی، مستم

حضرت لعل شہباز قلندر آستانہ سلطان فقروغنا

مولانا مشکل کشا علی پر

ترتیب و تحریر سید غلام حیدر

قارئین کرام اس سے پہلے کہ آپ اصل تصوف پڑھیں۔ میں آپ کی خدمت میں کچھ باتیں سید غلام حیدر صاحب کے ہاتھ بتا دوں۔ جناب سید غلام حیدر صاحب فرمادے ہیں کہ دنیا میں ہر روز ہر نماز کے بعد دعا کے طور پر اردو میں پڑھ لیا کریں۔ یہ ترجمہ جناب مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے اپنی کتاب صحیفہ علویہ میں صفحہ ۱۹۰ میں کیا ہے۔ اس کتاب میں اس دعا کا نمبر ۱۰۱۲ ہے۔

شجرہ جناب لعل شہباز قلندر  
سید عثمان لعل شہباز ابن سید ابی اسلم بوابی بن  
سید شمس الدین بن سید نور شاہ بن سید محمود شاہ  
بن سید احمد شاہ بن سید ہادی بن سید ہندی بن سید شخب بن سید عبدالحمید بن سید غالب الدین  
بن سید محمد منصور بن سید اسمعیل بن سید محمد علی بن سید اسمعیل عروج اکبر ابن امام سید جعفر  
صادق علیہ السلام۔

### حالات زندگی

آپ کا نام سید عثمان مروندی قلندر لعل شہباز شہور ہے آپ کا شجرہ مبارک پندرہویں پشت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ رجب ۳۸ھ ہجری میں ہوئی، آپ کا پہلا اسم مبارک شاہ حسین تھا۔ کبیر تک آپ کی پیدائش کی بشارت آپ کے والد ابو یوسف سے ہوئی جو نزار سید الشہداء میں ذہن میں امام نے دی تھی۔ حضرت لعل شہباز کے والد بزرگوار کربلائے معلیٰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا جو باغ ہے اس کے نکلان اعلیٰ تھے اسی نسبت سے آپ امام زادے ہیں۔

### حالات مزار مقدس

جو حضرات زیارات مقامات مقدسہ کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے یہ مقام زیارت گاہ ہے آپ کا مزار سہون شریف ضلع دادو میں ہے جو کوچی سے ۱۵۰ میل دور ہے۔ کونہ جانے والی ہر ریل گاڑی اس اسٹیشن پر رکتی ہے۔ اور کوچی سے براہ جہد یا باد بند لبس بھی جا سکتے ہیں سہون شریف میں مسجد اثنا عشری عقب مزار واقع ہے اور وہاں جناب مولانا اصغر علی نجفی تباہ پیش نماز کے فرائض انجام دیتے ہیں ایک امام باہ گاہ بھی ہے۔ سہون شریف میں بلا تفریق ہر گھر میں علم لگا ہوا ہے۔ مزار پر ہر وقت قرآن خوانی ہوتی رہتی ہے۔ متعاقب شیعہ حضرات بڑی عقیدت کے ساتھ دعا گاہ کو حوسم کہتے ہیں۔ تبرکے سرہانے ایک سفید پتھر سی میں لٹکا ہوا ہے جس کو امام زین العابدین کا گلوبند کہتے ہیں۔ اس کو دھو کر پینے سے پیٹ کے تمام امراض کو شفا ہوتی ہے۔ مزارات کے سامنے حضرت عباس کا علم نصب ہے قبر کے باہر دروازے پر بدعات کی جالی لگی ہے۔ اس میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ قطعہ

کنہ ہے۔ **علیٰ حیۃ الجنۃ** **قیم الناس والجنۃ**  
**وصی مصطفیٰ حقاً** **امام الانس والجنۃ**

اور تہذیب سے بارہ ائمہ اثنا عشری کے اسماء گرامی تحریر ہیں۔ اس پر قرآنی آیات کے علاوہ نادعلیٰ منقش ہے۔ مدح چارہ حصوں میں علیم السلام میں حضرت لال شہباز قلندر کی منقبت پیش نمود ہے۔ یہ مولائے کائنات امام شش جہات علی مرتضیٰ جیدر گل کشا بھی کے فیوض و برکات اور نگاہ لطف و کرم کا خوشگوار انجام ہے آج لعل شہباز قلندر کی عظمت و عزت و کامل ارادت و عقیدت کے ساتھ ہر جگہ دیکھنے میں آتی ہے۔ مسلم ممالک اور غیر مسلم ممالک میں ہر مقام پر اس کا نام بلند ہو رہا ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم کی جا رہی ہے اور

اس کی مدح و توصیف میں زبانیں تھرگی جا رہی ہیں۔

جام مہر علی زور دستم **۱** بعد از جام خرد ام مستم  
زندے پاک حیدری ہستم **۱** ازل پاک حیدری ہستم

حیدری ام قلندر مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

از مے عشق شاہ سرمستم **۲** بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم  
من بغیر از علی ندانستم **۲** علی اللہ ازل گفتم

حیدری ام قلندر مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

اسد اللہ است یا اللہ است **۳** ولی اللہ مستطہ اللہ است  
حجۃ اللہ است قدرت اللہ است **۳** بے نظرات اللہ است

حیدری ام قلندر مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

شاہ آئینہ ہل آتی" خوانم **۴** مالک تخت "قل کفی" خوانم  
صاحب سیف لافقی خوانم **۴** والے تاج و انما خوانم

حیدری ام قلندر مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

آنجید در وصف مرتضیٰ گفتم **۵** باز قول مصطفیٰ گفتم  
حرف حق است بر شما گفتم **۵** سرا سرد بمرسلا گفتم

حیدری ام قلندر مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

برائے مدح شاہ می بگویم **۶** جسز علی دیگرے نمی جویم  
من علی دائم علی گویم **۶** چوں نسیری کہ بندۂ اویم

حیدری ام قلندر مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

مصطفیٰ اعلیٰ است بگو  
 نبرد یاد لیا علی است بگو  
 بخدا بنی علی است بگو  
 نور ایمان ماعلی است بگو  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 آن علی است ساقی کوثر  
 آن علی حاکم قضا و قدر  
 آن علی قاسم نعیم و سقر  
 ۸) قنبرش راز جبال حیدر  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 سرورے پر کہ انبیاء باشد  
 پیروے دین مصطفیٰ باشد  
 بیشک اد شخص اولیاء باشد  
 ۹) درد او نام مرتضیٰ باشد  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 پیر من شاه من است من است  
 نور ایمان حب شاه من است  
 سایه لطف از پناه من است  
 ۱۰) صادق شاه من گواه من است  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 باده مہری نوری زده ام  
 تکر ضرب قنبری زده ام  
 کوس دین پیمبری زده ام  
 ۱۱) جام لیریز حیدری زده ام  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 غیر حیدر اگر فہمی دانی  
 کافر است بیہودی و نصرانی  
 ہند بودم رہ مسلمان  
 ۱۲) هست ایمان؟ علی غیرانی  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم

عاشق کاملان مستانم  
 ہادی سالکان عرفانم  
 سرگردہ تمام زندانم  
 ۱۳) چوں سنگ کوئے شیر یزدانم  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 یا علی من ز تو ترا خواہم  
 چون نصیری دگر کہرا خواہم  
 درد عالم بگو کہرا خواہم  
 ۱۴) جز تو کسیت تا اورا خواہم  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 چہار دہ تن شفیغ عصیانم  
 مہر ایشان بجان ایمانم  
 دم بدم نام ایشان ہی خوانم  
 ۱۵) غیر ازین چہار دہ نمی دانم  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 حضرت سیدنا زہرا  
 زیب او یافت عزت و تقویٰ  
 ہست منصور او بنزد خدا  
 ۱۶) می کنم لعن دشمن اورا  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 نورتا بان زہرہ شاہ نجف  
 حسن المجتہبی بود اشرف  
 دامن او بود مراد رکف  
 ۱۷) نیست باقی مرا خوف تلف  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم  
 مرتضیٰ شیر یزدان ہست علی  
 شاہ اعلیٰ دلایت ہست علی  
 حضرت حسن و حسین جان ہست علی  
 ۱۸) ہر دو عالم کہ نام دل نشان ہست علی  
 حیدری ام قلندر مستم  
 بنده مرتضیٰ علی هستم

گوهر جسد شاه بهار علی  
چون پدر علی حنی و جلی (۱۹) دشمنش مظالم را زخم زین علی  
شاه منظم حسین ابن علی

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

نور چشم شبید کرب و بلا  
آدم ابتدائی آل عبا (۲۰) عابدین باقر است بحد و سخا  
نفس خصمش کنم به صبح و مسا

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

آل نبی صورت علی انعال  
نطق او نطق ایزد منتال (۲۱) باقر دین پناه نیک خصال  
ولم از مهر اوست مالامال

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

وارث دین پاک پیغمبر  
واقع سیر خالق اکبر (۲۲) مذهب شرع صادق جعفر  
هست تشبیه شان پیغمبر

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

موی کاظم آن امام به حق  
دشمن است کافر مطلق (۲۳) بشنوائی خار جی سگ و احمق  
هست اسلام ز اورونق

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

شاه دین علی رضا است بگو  
بلکه خود عین مرتضیٰ است بگو (۲۴) دمی نفس مصطفیٰ است بگو  
خصم او دشمن خدا است بگو

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

انتقام از تقی امام کنم  
فیض او بهر خاص و عام کنم (۲۵) تقی متقی امام کنم  
لعن بر دشمنان مدام کنم

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

قبله دین من علی تقی  
مهر اوست مهر دین نبی (۲۶) پاک مقصوم است مثل علی  
گشت اعدای او لعین و شقی

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

حسن عسکری بعد او چون حسن  
خلق او بود چون نبی احسن (۲۷) انس و جان را امام شاه زمین  
حسادش را منم عیال دشمن

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

با صفات نبی شود غالب  
حب او ست بر همه واجب (۲۸) مهدی و هادی شده غالب  
بر ظهورش منم ز جبا طالب

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

قائم آل مصطفیٰ مهدی  
بخدا است امام مهدی (۲۹) قاتل خصم مرتضیٰ مهدی  
چون علی مظهر خدا مهدی

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

چون به اعدای دین کمر بستم  
قاتل آل جماعت هستم (۳۰) تبر حیدری به در دستم  
ضرب نفست زدم ز بر دستم

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم



چون مسلمانم علی دانم  
بر منافقان چون تیغ عسیرانم (۳۱) بر عدو ذوالفقار میرانم

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

مکترین شاه ذوالفقارم من  
چون نصیری که نام دارم من (۳۲) علی الله آشکارم من

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

من حینی به حلقه او کوشتم  
عشق شده بوده است از بوشتم (۳۳) چو نصیری که بنده مدبوشتم

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

به زخسد بوی ره نجف است  
چشمه کوشه آن شه نجف است (۳۴) جبان من عازم ره نجف است

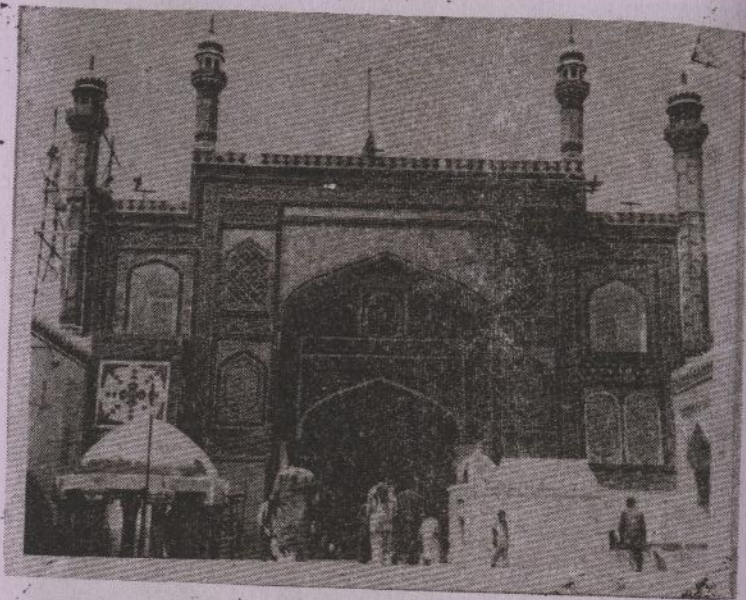
حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

به نجف میرسم یا شاه نجف  
سر مرچشمه گرد راه نجف (۳۵) در جبال یا نتم پناه نجف

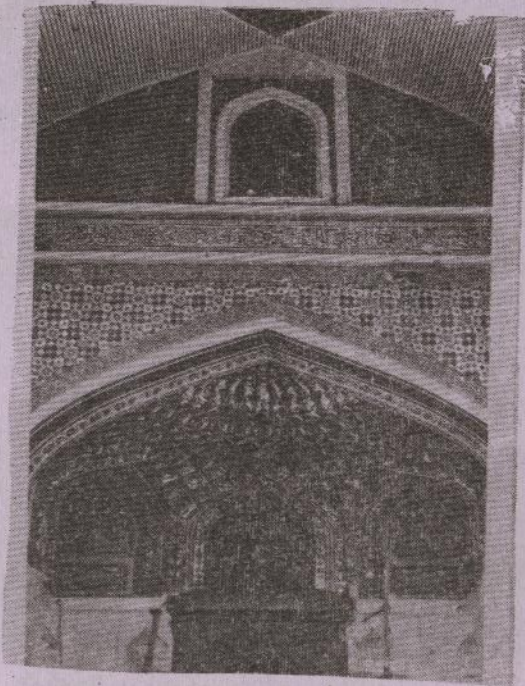
حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم

یا علی ولی شده مردان  
که بجانب بندی هندوتان (۳۶) بحق مصطفیٰ و عزت آن

حیدری ام قلندر مستم  
بنده مرتضیٰ علی هستم



بخارا لعل شهباز قلندر کا اندر کا دروازه

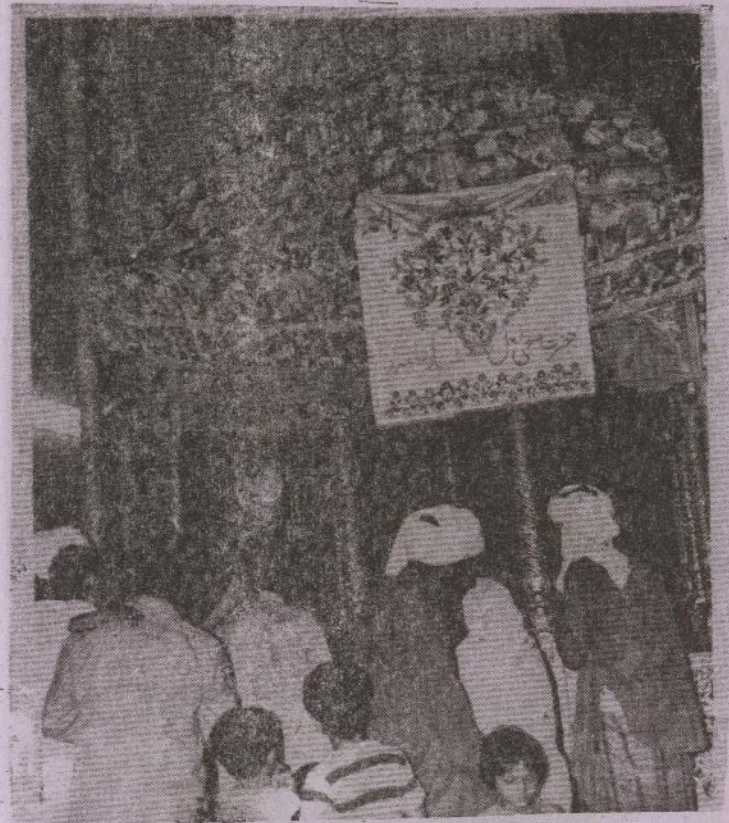


مزار لعل شهباز قلندر کا صدر دروازہ

## حیدری ملنگ یا صوفی درویش

کتاب دی نیشنل جیوگرافک میگزین (The National Geogra  
Phic Magazine) شائع کردہ نیشنل جیوگرافک سوسائٹی واشنگٹن، یو، ایس۔ اے۔  
تاریخ اشاعت جولائی ۱۹۵۶ء صفحہ ۸۶-۸۷، ۸۸، ۸۹ میں کالم نگار دہبی کا حال  
لکھے ہوئے مکتبہ ہے کہ

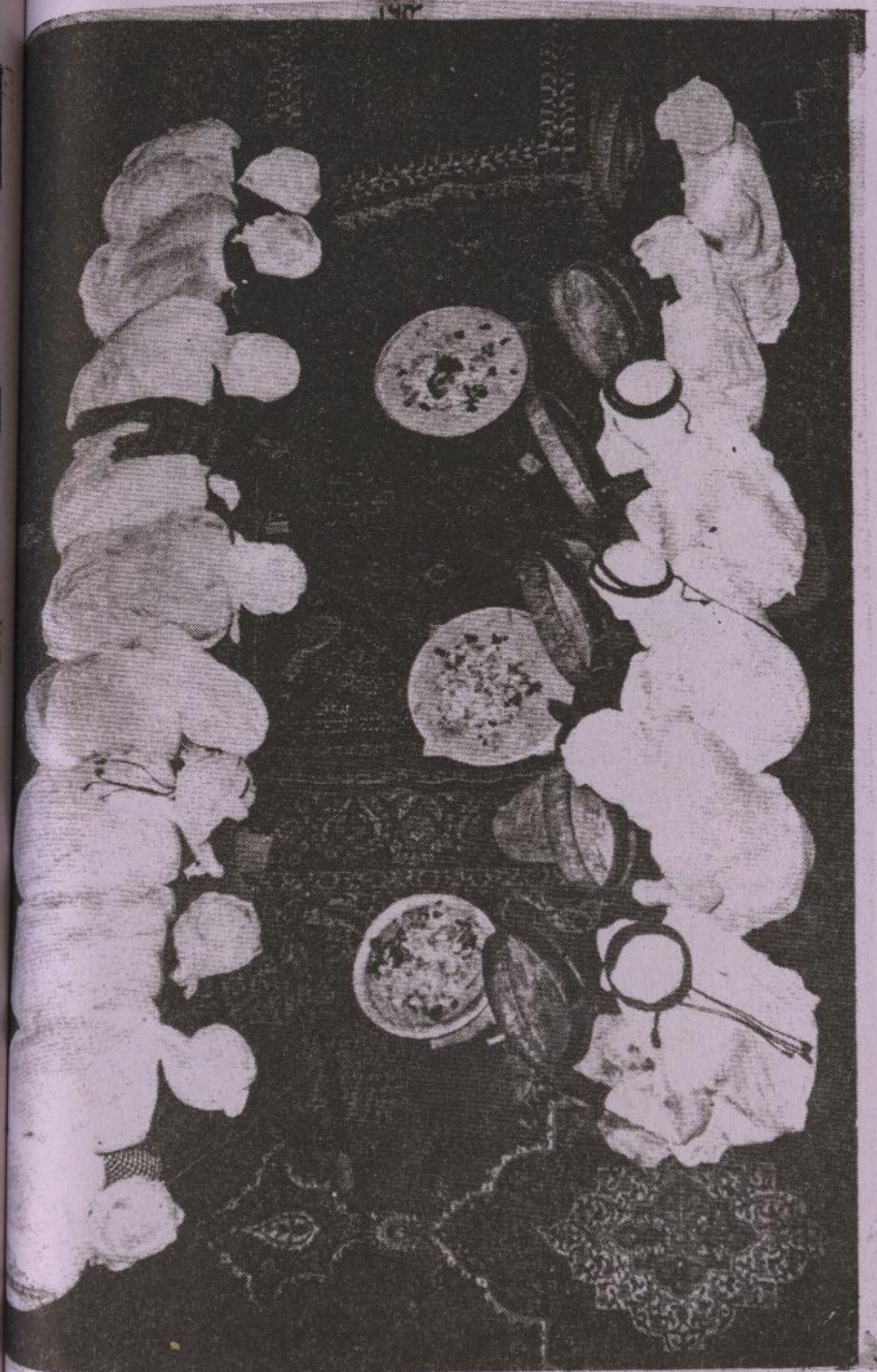
"میں ایک مقام پر پہنچا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ درویشوں کی  
ایک جماعت کچھور کے پیڑ کے نیچے قالین کے اوپر بیٹھی ہوئی ہے اور  
ہاتھوں میں اُن کے دَف ہے اس کو بجا رہے ہیں اور منہ سے ایک  
دل سوز انداز میں یہ لوگ، علیؑ علیؑ کہہ رہے ہیں۔ اس جماعت میں  
جو لوگ شریک ہیں وہ کچھ عربی، کچھ ایرانی، کچھ افریقی اور کچھ بلوچی  
افراد تھے۔ اس عبادت کے دوران یہ لوگ اتنے جوش میں آجاتے ہیں کہ  
تمام شکر کار اپنے اپنے ہاتھوں میں تلواریں لے لیتے ہیں اور پہلے اپنے  
پیٹ اور دوسرے کے پیٹ کو تلوار کی ضربوں سے زخمی کرنے لگتے ہیں  
ایک وقت آیا آیا کہ یہ لوگ اپنے جوشِ عقیدت کی انتہا پر پہنچ گئے  
پھر ایک دوسرے کے جسموں کے آریار تلواریں کر دیں۔ کالم نگار کہتا  
ہے مجھ کو اس وقت بڑا تعجب ہوا جب یہ لوگ اپنے اس عبادت کے کام سے  
قاریغ ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے جسموں پر کسی قسم کے زخم کا کوئی  
نشان نہ تھا۔ یہ تینوں تصویریں اگلے صفحہ پر دیکھ سکتے ہیں۔ چوتھی تصویر مجھ سے  
کہیں کھو گئی ہے جس کی وجہ سے اس کو کتاب میں نہ دے سکا۔ یہ میگزین مجھ کو جناب سید  
رضارضوی صاحب نے دی تھی۔ جن کا میں بذاتِ خود نیز تمام قارئین حضرات کی طرف  
سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (دہبی)



قبر کے تعویذ پر پتھر کا دل لٹکنا نظر آ رہا ہے



محمد دہبی حال اور ان کے صاحبزادگان مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں



# نوائے وقت لاہور

ہفتہ۔ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء

چودہ سو برس بعد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسید مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا، سات صحابہ کرام کے جسید مبارک بھی اصلی حالت میں تھے !

کراچی۔ ۲۰ جنوری (ج ک) یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد (حضرت علی علیہ السلام کے حقیقی چچا اور حضرت ابوطالب کے حقیقی بھائی) حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسید مبارک جس کو دفن کیے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائیؓ کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسید مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے۔ جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔

**ایک سوال :** ہم ان تنگ نظر مسلمانوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں جو ایمان ابوطالب پر کج سمجھی کرتے اور ان کے مسلمان نہ ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ کے ایمان کے متعلق ان کا کیا خیال ہے کہ جب ان کی رحلت تو اس وقت ہوئی تھی جب حضورؐ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی۔ نیز ان سے کوئی پوچھے کہ حضرت عبداللہؓ کا جسید مبارک دوبارہ مسلمانوں کی طرح جنت البقیع میں انھوں نے کیسے سپرد خاک کیا اور اسے اسلام کی حقانیت کا زندہ معجزہ قرار دیا۔ حضرت ابوطالب جو مہربانی و محافظ رسول اور عم گرامی تھے ان کو کافر کہنے والے تو بہ کس ہیں اور نارہم سے مفر کے طالب ہوں۔ (وصی)

# مومنین کرام کے لیے ایک انمول تحفہ

پنجن پاک کے نام کی تسبیح پڑھ کر اپنی عبادت کو چار چاند لگائیے، جس میں دینی اور دنیاوی دونوں فائدے ہیں۔

جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ خداوند عالم اس کے اہل میں برکت عنایت فرمائے اور اپنی نعمتوں سے بہرہ یاب کرے۔ مومنین حضرات! یہ ذلیفہ ادا کرنے سے دینی اور دنیاوی دونوں فائدے ہیں۔ جب آپ دن میں اپنی پنجگانہ نماز ادا کریں تو ہر نماز کو اس طرح ترتیب دے لیجئے کہ جب آپ فجر کی نماز ادا کریں تو جناب سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کی تسبیح یا تحنن ۹۲ مرتبہ پڑھیے۔ کیونکہ علم الاعداد کے لحاظ سے آپ کے اسم مبارک کے ۹۲ عدد بنتے ہیں۔

اسی طرح ظہر کی نماز میں بعد نماز "یا علیؑ" کو ۱۱۰ دفعہ پڑھیے۔ کیونکہ علیؑ کے عدد ۱۱۰ ہیں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد یا فاطمہؑ، ۳۰ بار پڑھیے کہ فاطمہؑ کے عدد ۱۳۵ ہیں۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد یا حسنؑ، ۱۱۸ دفعہ پڑھیے۔ کیونکہ حسنؑ کے عدد ۱۱۸ ہیں۔ پھر عشاء کی نماز کے بعد "یا حسینؑ" ۱۲۸ دفعہ پڑھیے کہ حسینؑ کے عدد ۱۲۸ ہیں۔

اس عمل کے اتنے فوائد ہیں کہ بیان نہیں کیے جاسکتے۔ اس دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو جب تک انسان خود استعمال میں نہیں لاتا اس وقت تک اس چیز کی اہمیت و فوائد کا پتا نہیں چل سکتا ہے۔ یہ عمل میرے دوست جناب موسیٰ رضوی صاحب مترجم کتاب شیخ المیصر نے بتایا ہے اور میں اس کو آپ حضرات تک پہنچا رہا ہوں۔ ان نیک اور پاک ناموں کی برکت اور روزانہ کے عمل سے آپ دیکھیں گے کہ ان کے صدقے میں آپ کی زندگی بدل جائے گی اور ہر قسم کے جائز اور نیک کام خداوند کریم ضرور پورے کرے گا۔ انشاء اللہ !

# تاریخ کے گمشدہ اوراق!

## علیٰ اور اولاد علیؑ کے زندہ معجزات

اس مضمون کے اندر میں نے مختلف کتابوں، رسالوں اور اخبارات سے سچے اور تاریخی واقعات کو حاصل کر کے یکجا کیا ہے تاکہ میری طرح قارئین کرام بھی ان واقعات سے پورا پورا فائدہ حاصل کر سکیں، وہ تمام کتابیں جن سے یہ واقعات حاصل کیے گئے ہیں تمام کی تمام جناب پتیدر رضا ضوی جو بہار کالونی حبشہ روڈ پر رہتے ہیں کہ پاس موجود ہیں۔

### پہلا واقعہ

امروہہ اور بجنور کا سفر: سفر نامہ ابن بطوطہ حصہ دوم مترجمہ رئیس احمد جعفری ندوی پیش کش نفیس اکیڈمی کراچی، چوتھا ایڈیشن صفحہ ۶۷... ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ جب میں امروہہ اور بجنور کے شہر میں پہنچا تو اس شہر میں میرے پاس جیگرری فقیروں کی ایک جماعت آئی۔ انھوں نے پہلے تو سماج سانی اور پھر آگ جلوائی اور آگ میں کود پڑے، ذرا جو نقصان پہنچا ہو یہ تھی عمرہ حیدری کی برکت اور حضرت علیؑ سے عقیدت کا نتیجہ جس کا تذکرہ ابن بطوطہ جیسے شخص نے بھی اپنے سفر نامہ میں کیا ہے۔

### دوسرا واقعہ

ابن بلجسم قاتل امیر المؤمنینؑ کی قبر اور اس کا انجام

سفر نامہ ابن بطوطہ حصہ اول مترجمہ رئیس احمد جعفری (ندوی) ناشر نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۸۰-۲۸۱۔ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں جب کوفہ کا حال لکھتا ہے تو

وہاں پر اس مقام کا بھی ذکر کرتا ہے جس مقام پر قاتل جناب امیر علیہ السلام کی قبر واقع ہے۔ میں نے کوفہ کے قبرستان کے مغربی جانب ایک مقام دیکھا جو سفید زمین پر نہایت سیاہ دھبہ کی طرح تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ الشقی ابن بلجسم (مرد و ملعون) کی قبر ہے، باشندگان کوفہ ہر سال بہت سی لکڑیاں لے کر آتے ہیں اور اس کی قبر کے مقام پر سات دن تک جلاتے ہیں۔“

یہ بھی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا زندہ معجزہ ہے کہ ابن بطوطہ جیسے صاحب انسان نے ان واقعات کو قلمبند کیا، جیسا کہ اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتا ہے کہ ”میں اس شہر سے باہر اتر اٹھا اندر جانا بہت برا معلوم ہوا کیونکہ یہاں کے باشندے شیہہ ہیں۔“

### تیسرا واقعہ

#### تیمور لنگ بادشاہ اور حبیب علیؑ

تیمور کو اہلبیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ بڑی عقیدت اور اخلاص تھا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اکثر یہ شعر اس کے در در زبان رہتا تھا۔

فردا کہ ہر کسی بہ شفیع زیند دست  
مائیم دوست رد امن آلِ عبد بدست

### چوتھا واقعہ

#### ہمایوں بادشاہ اور حبیب علیؑ

شیر شاہ سوری کے دربار میں ایک دن خلوت میں کچھ امیروں نے امیر تیمور اور اس کے خاندان کی علیؑ اور اولاد علیؑ سے محبت کے تذکرے کیے اور ثبوت میں ہمایوں بادشاہ کی طبع اور باہمی شیر شاہ سوری کو سنائی۔

مائیم زحجان بندہ اولاد علیؑ  
چوں سیر ولایت زعلیٰ ظاہر شد

ہستم ہمیشہ شاد با یاد علیؑ  
کردیم ہمیشہ درد خور ناد علیؑ

## پانچواں واقعہ

شیر خدا کے ماننے والوں کی شیر ہی مدد کرتے ہیں

کتاب الفخاری مولفہ علامہ سید نجم الحسن کراروی ناشر امامیہ کتب خانہ ص ۹۳  
تیمب ۹ میں اس طرح تحریر ہے :-

"تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ حضرت ابوذر خاصان خدا اور  
بزرگان اصحاب رسول خدا اور محب علیؑ تھے۔ ایک دن آپ رسول خدا  
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ میرے پاس ساٹھ گوسفند ہیں  
اور ان کی نگہداشت میرے ذمہ ہے، لیکن میرا دل اسے گوارا نہیں کرتا کہ  
میں آپ کی خدمت سے دور ہو جاؤں، اگرچہ اس کا بھی خیال آتا ہے کہ  
کہیں میری عدم موجودگی میں میرے گوسفندوں کی صحیح نگہداری نہ کی جائے  
اور ان کو تکلیف ہو۔"

حضرت نے ابوذرؓ کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

"اے ابوذرؓ! تم واپس اپنے مقام پر چلے جاؤ اور جا کر ان گوسفندوں کے  
انتظامات کی فکر کرو۔"

حکیم رسول پاتے ہی جناب ابوذرؓ روانہ ہو گئے، ابھی سات دن نہ گزرے تھے کہ  
واپس آگئے اور کہنے لگے کہ حضورؐ میں آپ کے ارشاد سے واپس چلا گیا اور اپنے گوسفندوں  
کی نگہداشت کر رہا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ میں نماز میں مشغول تھا کہ ناگاہ ایک بھیڑیہ  
گوسفندوں کی طرف آیا، میں سوچنے لگا کہ نماز توڑ کر گوسفندوں کی حفاظت کروں یا نماز  
تمام کروں۔ دریں اثناء نے فیصلہ کیا کہ گوسفند جائیں تو جائیں مجھے نماز نہیں توڑنی چاہیے۔  
میرے اس فیصلہ کے فوراً ابلیس شیطان نے دل میں وسوسہ ڈالا اور یہ خیال پیدا کر دیا کہ اگر بھیڑیہ  
نے سارے گوسفند ہلاک کر دیے تو پھر کیا بنے گا۔ لیکن بلا ناخیر میرے جذبہ ایمان نے یہ خیال پیدا  
کر دیا کہ اگر سارے گوسفند ہلاک ہو جائیں گے اور خدا کی توحید، رسولؐ پر ایمان لانا اور ان کے بھائی

علی بن ابی طالبؑ کی دوستی جیسی دولت میرے پاس ہے تو پھر ان چیزوں کی ہلاکت  
سے مجھے کیا نقصان پہنچے گا۔ بالآخر میں بدستور نماز میں مشغول رہا اور بھیڑیا آگے بڑھتے بڑھتے  
میرے گوسفندوں کے قریب آ پہنچا اور یہاں پہنچ کر اس نے حملہ کیا۔ پہلے حملہ میں وہ ایک  
بچہ گوسفند لے کر روانہ ہوا اور ابھی چند گام بھی نہ گیا تھا کہ ناگاہ ایک شیر نمودار ہوا، اور  
اس نے اس بھیڑیے پر حملہ کر کے ہلاک کر دیا اور میرے بچہ گوسفند کو میرے گلہ میں پہنچا دیا۔  
اور جبکہ خدا کہنے لگا کہ اے ابوذرؓ مشغول نماز غمزد باش کہ حق تعالیٰ امراموکل گردانیدہ است  
گو گوسفندان تو تا از نماز فارغ شوی۔ اے ابوذرؓ تم اپنی نماز میں مشغول رہو۔ حق تعالیٰ نے  
مجھے تمہارے گوسفندوں پر موکل کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک نماز سے فارغ نہ ہو  
میں گوسفندوں کی حفاظت کرتا رہوں۔ چنانچہ میں نے کمال حضور قلب اور مکمل آداب و  
شرائط کے ساتھ نماز قائم کی، اتمام نماز کے بعد وہ شیر میری طرف بڑھا اور قریب آ کر  
کہنے لگا کہ اے ابوذرؓ تم فوراً حضرت رسول کریمؐ کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ خدا نے  
ان کے ایک صحابی کے گوسفندوں کی حفاظت کے لیے شیر کو مقرر کیا ہے۔ اے مولا! میں اس  
شیر کے کہنے کی بنا پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت ابوذرؓ کے اس بیان کو  
سن کر وہ اصحاب جو اس وقت موجود تھے سخت تعجب ہوئے اور رسول کریمؐ ارشاد فرمایا  
کہ اے ابوذرؓ تم بالکل سچ کہتے ہو۔ تمہارے بیان کی میں، علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ تصدیق  
کرتے ہیں۔

## چھٹا واقعہ

ہمایوں بادشاہ کی بیماری اور اس کا علاج

کتاب اطباء عہد مغلیہ از حکیم سید علی کوثر چاند پوری، مشائخ کردہ سہر داکٹیٹمی  
کراچی۔ صفحہ ۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جب ہمایوں بادشاہ بہت سخت بیمار پڑ گیا اور  
تمام اطباء نے جواب دیدیا اس وقت حکیم امیر ابوبلقانے بابر بادشاہ کو جو رائے دی۔ "امیر  
ابوبلقانے کہا کہ ایسی بیماریوں کے متعلق جن کے علاج سے حاذق اطباء محبور ہو جائیں زمانہ سلف

کے ارباب عقل و دانش کی بیرائے ہے کہ بہترین اشیا، صدرتے کی جائیں اور بارگاہ ایزدی میں  
 صحت کے لیے ہاتھ پھیلائے جائیں۔ بابر یہ سنتے ہی بولا کہ ہالیوں کے مقابلے میں بہترین چیز  
 خود میں ہی ہو سکتا ہوں لہذا میں آپ ہی اس پر فدا ہوتا ہوں خداوند عالم قبول کرے ..  
 ... بابر نے خلوت میں جا کر کچھ پڑھا پھر تین بار ہالیوں کے چاروں طرف پھیرا  
 اس کا اثر یہ ہوا کہ بابر کی طبیعت کسل مند ہو گئی۔ اسی واقعہ کے تشنہ پہلو "کچھ پڑھا"  
 کو گلبدن بیگم بنت بابر بادشاہ اپنی تصنیف ہالیوں نامہ ترجمہ رشید اختر ندوی صفحہ ۳  
 شائع کردہ میری لائبریری لاہور ۱۹۶۶ء میں تحریر فرماتی ہیں "اس وقت جبکہ ہالیوں مرزا  
 بیمار تھے حضرت بابا نے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا خیال دل میں رکھ کر ہالیوں مرزا  
 کے پلنگ کے گرد طواف شروع کیا۔ ان کے یہ طواف چار شبہ سے شروع ہوا تھا، اور  
 طواف کے دوران دعا مانگتے جا رہے تھے کہ خدایا اگر جان کے بدلے جان دی جاسکتی ہے تو میں  
 کہ بابر ہوں اپنی عمرو جان ہالیوں کو بخشتا ہوں، اسی دن حضرت فردوس مکانی کو بیماری لگ گئی  
 اور ہالیوں مرزا اچھے ہونے لگے۔

### ساتواں واقعہ

شہزادہ محمد اعظم شاہ ابن اورنگ زیب بادشاہ کا بیماری سے شفا یاب ہونا  
 اطباء عہدِ خلیفہ مصنف حکیم سید علی کوثر چاند پوری، شائع کردہ ہمدرد ایکٹمی  
 صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ حالات حکیم الملک میر محمد ہمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ شہزادہ محمد اعظم شاہ  
 کو استسقا کا عارضہ لاحق ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ چودہ گروہ آستین بھی تنگ ہونے  
 لگی، پانسچ کی چوڑائی ایک گز چار گروہ تک پہنچ گئی۔ حکیم الملک کو شہزادہ کے علاج پر امور  
 کر کے روانہ کیا گیا اور شہزادے کے سفر کے لیے بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ ربیع الاول  
 ۱۱۰۵ھ میں جب شہزادہ بادشاہ کی خدمت میں آیا تو بادشاہ نے دفر محبت کے باعث اپنے  
 قریب ہی اس کے لیے خیمہ نصب کرایا اور روزانہ ایک بار بیٹے کو دیکھنے جاتا تھا۔ زیب النساء  
 یعنی شہزادہ کی حقیقی بہن جو شہزادے سے بہت محبت کرتی تھی اور ہر وقت اس کے ساتھ

رہتی تھی اور وہی غذا کھاتی تھی جو شہزادے کے لیے حکیموں نے تجویز کی تھی اس کے  
 ساتھ پرہیز کا کھانا کھاتی تھی اور اس کے علاوہ کوئی غذا تناول نہ کرتی تھی حکیم الملک  
 راستے میں شہزادے کا علاج کرتا رہا اور منزل مقصود پر پہنچ جانے کے بعد بھی وہی علاج  
 رہا۔ اس عرصہ میں حکیم کے منصب میں اضافہ کر کے اُسے چار ہزاری بنا دیا گیا۔ اثر عالمگیری  
 نے شہزادے کی تندرستی کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے جو اس نے اپنے باپ کی خدمت میں  
 عرض کیا تھا۔ مصنف مذکور لکھتا ہے۔ ایک دن جب مریض نے بہت زیادہ شدت اختیار  
 کر لی تھی اور لوگ مایوس ہو کر جسم کے سچٹ جانے کا اندیشہ کر رہے تھے۔ دفعۃً نیند اور  
 بیداری کے عالم میں ایک نورانی شخص آیا اور مجھ سے کہا تو ریلضوح کرو اچھے ہو جاؤ گے۔  
 چنانچہ میں نے توبہ کی غفلت رفع ہونے کے بعد پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس قدر پیشاب  
 آیا کہ دو بڑے طشت بھر گئے۔ اس کے بعد رات جیسے گرم اتر گیا، دوسرے دن آزاد دلی  
 شیخ عبدالرحمن درویش نے لکھا کہ جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رات کو ہم نے  
 توبہ کر لی ہے بہت جلد شفا ہو جائے گی۔ (ماثر الامرا جلد دوم صفحہ ۶۰۰ طبقات اکبری)  
 کتاب اطباء عہدِ خلیفہ میں صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ پر حکیم محمد شفیع تحریر فرماتے ہیں کہ شہزادہ  
 نے دورانِ مرض ایک خواب دیکھا تھا اور وہ اپنی صحت کو اس خواب ہی کا اثر سمجھتا تھا۔  
 (ادبِ روانی بات کی تصدیق خود بخود ہو گئی) شہزادے کا تندرست ہوجانے کے بعد اس کے  
 ملازمین میزبیکات نے بڑی بڑی رقمیں خیرات کیں، غسلِ صحت کے بعد ایک ہفتہ تک  
 جشن ہوا، اس جشن میں ۵ ہزار روپے دعوتوں پر صرفت کیے گئے۔ حکیم (زوجہ اورنگ زیب  
 بادشاہ) نے مبلغ سات ہزار روپے تحفہ اشرف اور کربلائے معلیٰ بھیجے "

### آٹھواں واقعہ

حضرت علیؑ کی منت کا دھاگہ جب پہنا ہے اُس وقت سے میری زندگی میں  
 ایک نئی روشنی پیدا ہو گئی ہے۔ بھارتی اداکارہ ہیلین کا انٹرویو :-  
 اخبار جہاں مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۷۳ء، اخباری رپورٹر کے سوالات اور ان کے

جوابت بہین کی زبانی :-

سوال ۷: ایک خبر اور سبھی آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ مسلمان ہو گئی ہیں، کیا یہ سچ ہے؟

جواب: یہ جھوٹ ہے کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں، یہ ضرور ہے کہ میرے گلے میں حضرت علیؑ علیہ السلام کا دھاگہ پڑا ہوا ہے۔ ایک بار میں نے ایک منت (حضرت علیؑ علیہ السلام) مانی تھی وہ پوری ہو گئی۔ کسی دوسرے مذہب کا احترام کرنا بری بات تو نہیں ہے۔ ہاں ایک خاص بات یہ کہ جب سے میں نے یہ دھاگہ پہنا ہے تب سے میری آنکھیں کھلی ہیں اور مجھے بے انتہا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میں یہاں پر ایک مثال دیتی ہوں۔ ڈی، ایف کرا کا کی زندگی پر حضرت علیؑ علیہ السلام کی شخصیت کا کتنا اثر پڑا ہے تو کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں؟ اروٹرا (سہلین کے شوہر) انتہائی متعصب آدمی ہیں اور خاص کر مسلمانوں کے غلات دل میں بڑی نفرت رکھتے ہیں۔ بہین نے جواب دیا "علیؑ ہمارے ہی مولا نہیں ہر انسان کے مولا ہیں جو ان کو دل سے یاد کرتا ہے آپ اس کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔"

## نواں واقعہ

سرزمین کربلا کی خاک کا زندہ معجزہ جہاں اولادِ علیؑ نے اسلام کی خاطر اپنی قربانی دی

یادگارِ غالب مصنفہ مولانا الطاف حسین حالی ص ۸۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بہادر شاہ ظفر (آخری مغلیہ بادشاہ) سخت بیمار ہوئے، اس زمانے میں مرزا حیدر شاہ شکوہ جو اکبر شاہ کے بھتیجے اور مرزا سلیمان شکوہ کے بیٹے تھے وہ بھی کھنوسے آئے ہوئے تھے اور بادشاہ کے ہاں جہاں تھے۔ ان کا مذہب اثنا عشری تھا۔ جب بادشاہ کو کسی طرح آرام نہ ہوا مرزا حیدر شکوہ کو صلاح سے خاکِ شفا (کربلا کے معنی کی خاک) دی گئی اور اس کے بعد بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کو صحت ہو گئی۔ مرزا حیدر شکوہ نے نذر

مانی تھی کہ بادشاہ کو صحت ہو جائے گی تو حضرت عباسؑ کی درگاہ میں جو کھنوسے ہیں علم چڑھاؤں گا۔

اے دنیا کے پریشان لوگو تم بھی علیؑ اور اولادِ علیؑ سے اپنی پریشانی کے دور ہونے کے لیے منت مانو، اللہ ضرور پوری ہوگی۔

## دسواں واقعہ

کتاب دستنبو مصنف مرزا اسد اللہ خاں غالب، مترجم مخدوم سعیدی، الکتاب آرام باغ روڈ کراچی، صفحہ ۹ میں مرزا غالب اپنے مذہب کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں "مشترک وہ ہیں جو وجود کو واجب و ممکن میں مشترک جانتے ہیں، مشترک وہ ہیں جو نولمسوں کو ابوالاۓ کا ہسرانتے ہیں دوزخ ان لوگوں کے واسطے ہے۔ میں موجدِ خالص اور مومنِ کامل ہوں۔ زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اور دل میں لاہو وجود الا اللہ لا صرتنی الوجود اللہ سمجھے ہوئے ہوں۔ انبیا سب واجب التعظیم اور اپنے اپنے وقت میں سب مفتر فی الوجود تھے، محمد علیہ السلام پر نبوت ختم ہوئی، یہ خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین ہیں منقطع نبوت کا مطلع امامت نہ اجماعی بلکہ من اللہ ہے اور امام من اللہ علیؑ علیہ السلام ہیں۔ تم حسن اسٹیج تاجہدی موعود علیہ السلام ہے۔"

بریں زیستم ہسم بریں بگذرم

ہاں اتنی بات اور ہے کہ اباعت اور زندقہ کو مردود اور شراب کو حرام اور اپنے کو عاصی سمجھتا ہوں، اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالیں گے تو میرا اعلان مقصود نہ ہوگا بلکہ دوزخ کی آگ کو تیز کروں گا تاکہ مشرکین و منکرین نبوت مصطفوی و امامت رفصوی اس میں جلیں۔"

## گیارہواں واقعہ

وہ گینہ جکے دیکھنے سے حاجی وارث علیؑ شاہ کی زندگی ہی بدل گئی،

کتاب "حیات وارث" تالیف جناب مرزا محمد ابراہیم بیگ شیدادوارتی کھنوسی ص ۹۹



اور صفحہ ۱۰۰۔ جب شوقِ زیارتِ نجفِ اشرف نے زیادہ بے چین کیا تو اپنے غم سفر فرمایا اور بعدِ قطعِ مسافتِ نجفِ اشرف پہنچے اور جدنا مدار کے مزار سے لپٹ کر زرار روٹے رہے اور اسی حالت میں عنایتِ حضرتِ مقدوسی سے آپ کا سینہ فیوض و برکات سے معمور ہو گیا اور جو دیکھنا تھا وہ دیکھا۔ چنانچہ مولائے کائنات کے فیوض و برکات سے آپ کا بلا واسطہ تسفیض ہونا اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس تھیر کو ۱۳۱۲ھ میں حضورِ ادرت علی شاہ نے) نے سفرِ عراق کی جب اشارت فرمائی تو یہ سچی حکم ہوا کہ نجفِ اشرف پہنچنا تو وادی السلام میں درِ نجف تلاش کرنا۔ اور باون گینے درِ نجف کے اور باون موئے نجف کے سہارے واسطے لانا۔ حسبِ ہدایت ایسا ہی کیا، اور بعدِ واپسی جب ہر دو قسم کے گینے پیش کیے تو حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ موئے نجف تولائے مگر تصویرِ نجف بھی دیکھی تھی۔ میں نے عرض کیا دیکھنا کیسا "تصویرِ نجف" کا نام بھی نہیں سنا اور نہ تصویرِ نجف کی حقیقت معلوم ہے۔ فرمایا جس طرح موئے نجف میں بال دکھائی دیتے ہیں اور اس کو موئے نجف کہتے ہیں، اسی طرح درِ نجف میں شیر خدا کی شبیہ دکھائی دیتی ہے کہ آپ کھڑے ہیں اور ہاتھ میں ذوالفقار ہے۔ اور اسی کو تصویرِ نجف کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور نے تصویرِ نجف دیکھی تھی۔ اس وقت جناب حضرتِ ادرت علی شاہ نے نیچے نظر کر کے آہ سرد کے ساتھ بے ساختہ فرمایا کہ "اسی کو تصویرِ نجف" گینے) کو دیکھ کر یہ حال ہوا ہے "جس نے دارت علی شاہ کو دارت علی شاہ بنا دیا۔

### بارہواں واقعہ

### قلعہ خیبر صرف علی نے فتح کیا

تاریخِ اسلام مصنف شاہ معین الدین احمد ندوی، ناشرانِ قرآنِ ملیطہ اردو بازار لاہور حصہ اول و دوم صفحہ ۵۲، واقعاتِ غزوہ خیبر ۳ھ میں تحریر فرماتے ہیں... سبکِ اہم قوموں کا قلعہ تھا۔ مرحب اسی میں رہتا تھا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے خاص اہتمام فرمایا اور پہلے یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر اور عثمان کو اس ہم پر مامور فرمایا، لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ دوسرے دن حضرت علیؑ کو علم مرحمت فرمایا۔ مرحب رجز پڑھتا ہوا مقابلہ

میں آیا، حضرت علیؑ نے اسے قتل کیا، اس کے قتل ہوتے ہی یہودیوں کی بہت چھوٹ گئی اور پین دن کے محاصرہ کے بعد قوموں کا قلعہ فتح ہو گیا۔ اس موقع میں ترانوے یہودی اور بیس مسلمان مقتول ہوئے۔"

### تیسرے ہواں واقعہ

### قلعہ خیبر کی تاریخی اہمیت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی زبانی

کتاب سفر نامہ ارض القرآن، تحریر محمد عاصم صفحہ ۲۵۲-۲۵۳۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء میں ممالکِ عربیہ کا جو سفر اختیار فرمایا تھا۔ اس سفر کی پوری روداد آپ کے رفیقِ سفر محمد عاصم صاحب نے مندرجہ بالا کتاب میں خوب ظہیر کی ہے۔

"حصین مرحب سے مراد شہرِ یہودی سردار مرحب کا وہ قلعہ ہے جسے حضرت علیؑ نے فتح کیا تھا، یہ قلعہ بہت ہی بلند پہاڑی پر واقع ہے اور اس پہاڑی کے دامن میں وہ جگہ ایک مسجد کی شکل میں موجود ہے جہاں حضرت علیؑ نے مرحب کو قتل کیا تھا، اس پہاڑی پر پڑھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ہم خود تو اس پر چڑھ گئے، لیکن سامان کا چڑھنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ خیبر کو دیکھنے کے بعد سب سے اہم بات جس کا ہمیں اندازہ ہوا وہ یہ کہ عہدِ نبوی کے بہت سے غزوات کو انسان اس وقت تک ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ جا کر ان کے مواقع کو چشمِ خود نہ دیکھ لے۔"

### چودھواں واقعہ

### "اگر علیؑ نہ ہوتے تو کیا ہوتا"

کتاب حیات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ راجہ محمد شریف۔ ناشر زاہد اکیڈمی جوہر آباد۔ تاریخِ اشاعت مارچ ۱۹۷۲ء صفحہ ۳۰۳۔ واقعاتِ غزوہ خیبر کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں "مورخین و سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ غزوہ خیبر محرم ۳ھ میں ہوا۔ حضور سرورِ دو عالم صلعم ذوالحجہ میں حدیبیہ سے لوٹ کر مدینہ منورہ قشرف لائے۔ بقیہ

ذوالحجہ اور چند روز محرم کے مدینہ میں رہے، پھر اسی ماہ میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ مسلمانوں نے چونکہ حدیبیہ سے واپسی کو اپنی پستی سمجھا تھا اس لیے یہودی اسے جو کچھ بھی سمجھتے اسپر تعجب نہ کرنا چاہیے۔ یہودی مسلمانوں کو کمزور خیال کر کے جنگِ احزاب کا داغ مٹانا چاہتے تھے، عرب میں خیبر یہودیوں کا گڑھ تسلیم ہوتا تھا، کیونکہ یہاں ان کو کافی قوت حاصل تھی۔ خیبر کی بستی متحدہ قلعوں پر مشتمل اور مدینہ منورہ سے تقریباً دو سو میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ خیبر کی زمین بڑی زرخیز تھی۔ خیبر کے یہودیوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے بنو غطفان کے چار ہزار لوگوں کو اس شرط پر آمادہ جنگ کر لیا تھا کہ فتحِ مدینہ کے بعد وہ خیبر کی نصف پیداوار ان کو دیں گے۔ غرضیکہ یہودیوں نے مسلمانوں سے معرکہ آرا ہونے کے لیے ان کے چاروں طرف سازشوں کا جال پھیلا دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل خیبر کی ان تیاریوں سے پوری طرح آگاہ تھے چنانچہ آپ نے مدینہ سے نکل کر یہودیوں سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ فرمایا۔ .. ایک قلعہ جس کا نام قموں تھا کسی طرح فتح نہیں ہو رہا تھا۔ صحابہؓ نے اسے فتح کرنے کے لیے بڑی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ محاصرہ کو بیس دن گذر گئے۔ بیسویں دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کل علم اس شخص کو دیا جائے گا جس سے اللہ اور اس کا نبی بہت کرتے ہیں" سب صحابہ منتظر تھے کہ قرعہ کس خوش قسمت کے نام نکلتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا وہ انکھیں دکھنے کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا تھے۔ آنحضرت صلعم نے اپنا لہجہ اپنی حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا جس سے انکھیں کھل گئیں اور فوری طور پر ٹیس میں جاتی رہیں۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "علیؓ جاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ پہلے اسلام کی دعوت دو اور پھر لڑو۔" علیؓ ایک آدمی بھی اس وقت تھا جسے ذریعہ ایمان لے آئے تو بے شمار مالِ غنیمت سے افضل ہے۔" قلعہ قموں کا سردار مرحب عرب میں ہزار باروں پر بھاری مانا جاتا تھا، وہ مقابلے کے لیے بڑھا، ادھر سے حضرت عائشہؓ نکلے، مرحب نے ان پر دار کھینچا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ علیہ السلام مقابلہ پر آئے اور تلوار کے ایک ہی وار سے مرحب کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

پندرہواں واقعہ

## اولیں قرنی کی شہادت

۱۔ جناب اولیں قرنیؓ عبد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے۔ آپ شامی کرام کے طبقہ میں ایک اہم شخصیت مانے جاتے ہیں۔ آپ نے سرور کائنات کا دیدار نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود حضرت رسالتؐ سے اس حد تک محبت کرتے تھے کہ جنگِ احد میں سرورِ عالم کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے تھے۔ اس کی اطلاع آپ کو ہوئی تو آپ نے جوشِ محبت میں اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔ سرکارِ دو عالم نے اپنا خرقہ (کالی کپڑا) اپنے انتقال کے بعد حضرت علیؓ علیہ السلام کے ذریعہ آپ کو دلوائی۔ تمام زندگی بعد رسالتؐ آپ جھگل میں رہے جب حضرت علیؓ علیہ السلام دنیاوی خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت آپ شہرِ کوفہ میں اشراف لے آئے۔ ان کی وفات کا حال داتا گنج بخش سید علی بن عثمان ہجویریؒ اپنی کتاب کشف المحجوب نامہ اسلامک بک فاؤنڈیشن صفحہ ۱۹۸ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں: حضرت اولیں قرنی رضی اللہ عنہ وہاں سے کوفہ آئے۔ اس کے بعد ہرم ابن حیان نے ایک روز انھیں دیکھا۔ اس کے بعد جنگِ وغزوات علیؓ کرم اللہ وجہہ تک کسی نے نہ دیکھا۔ پھر جبکہ حرب صفین ہوا اس میں حضرت اولیں قرنی رضی اللہ عنہ حضرت علیؓ علیہ السلام کی طرف راہی میں آئے (معاویہ کی مخالفت و مقابلہ میں) شریکِ حرب ہو کر شہید ہو گئے۔ زندہ رہے تو حضورؐ کی زبانِ مبارک سے تعریف ہوئی۔ انتقال فرمایا تو شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ۔"

حضرت اولیں قرنیؓ کی شہادت بھی حضرت علیؓ علیہ السلام کے حق اور امیر معاویہ کے باطل پر ایک مزید دلیل ہے۔

۲۔ اس کے علاوہ اسی واقعہ کو حضرت شہید ثالث نور اللہ شومستریؒ نے اپنی مشہور کتاب مجالس المؤمنین صفحہ ۳۱۲ میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ "پس ایک مرد آیا جو صوت کے پرانے کپڑے اوڑھے اور سر منڈائے ہوئے تھا۔ پس اس نے قتل ہونے کے لیے حضرت علیؓ علیہ السلام کے ہاتھ پر سمیت کی، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ اولیں قرنیؓ ہیں۔ (اس کے بعد آپ کی شہادت ہوئی)

۳۔ اسی واقعہ کو سیرت جناب ہسین یعنی المعروف خواجہ اولیسن قرنی مؤلفہ عبدالرحمن شوق امرتسری مصنف تاریخ اسلام۔ ناشر ملک دین محمد اینڈ سنز صفحہ ۹۷ میں اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ "ہرم بن جہان فرماتے ہیں کہ حضرت اولیسن قرنیؓ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ نے امیر المؤمنین کو سلام کیا، علی مرتضیٰؓ خواجہ اولیسن کے تشریف لانے سے نہایت خوش ہوئے اور جواب سلام کے بعد بڑی مسرت کے ساتھ آپ نے ان کو خوش آمدید کہا اور بہت اچھی طرح آپ کی خیریت مزاج اور دیگر حالات دریافت کیے۔ خواجہ اولیسن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب تھے۔ دونوں بزرگان اسلام میدان صفین کی طرف روانہ ہوئے، اور خواجہ نے اسی میدان جنگ میں شہادت حاصل کی۔"

### سولہواں واقعہ

### حضرت علیؓ دینی معاملات میں کسی کی رعایت نہ کرتے تھے

کتاب تاریخ الدولین مؤلفہ نیاز فتح پوری ناشر اظہر پبلیشنگ ہاؤس لاہور ص ۴۹-۴۸ میں تحریر کرتے ہیں "حضرت علی بن ابی طالب کے زہد و ورع، خلوص و تقویٰ کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ آپ نہایت پرجوش قلب رکھتے تھے، اور اپنے افعال و اقوال کے لحاظ سے نہایت متقی شخص تھے۔ جو کچھ آپ کے دل میں ہوتا تھا وہی زبان پر آتا تھا۔ آپ کبھی کسی صداقت کے مقابلہ میں مصلحت اندیشی یا ڈپلومسی کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ آپ کے تمام حرفتہ و افعال خالص مذہبی ہوتے تھے اور ان میں کسی اور خیال کا اثر شامل نہ ہوتا تھا۔ آپ کی زندگی اس قدر سادہ تھی کہ جب رسول اللہ کی محبوبہ صاحبزادی حضرت فاطمہ سے آپ کا نکاح ہوا تو سوائے ایک کھال کے آپ کے گھر میں اور کوئی چیز نہ تھی۔ جب خلیفہ ہوئے اور اصغیان سے خراج آیا تو آپ نے اس کے سات حصے کر کے برابر تقسیم کر دیئے۔ ایک روٹی باقی رہ گئی تھی اس کے بھی سات ٹکڑے کر کے دیئے۔ آپ کی عمرت کا یہ عالم تھا کہ صرت ایک کرتہ جسم پر ہوتا تھا۔ اور آپ سردی سے کانپنے لگتے تھے۔"

اسی کتاب میں آگے چل کر وہ کردار و اوصاف حضرت علی بن ابی طالب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ایک بار کا واقعہ ہے کہ مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی نے جو حضرت علیؓ کی طرف سے اردشیر کا گورنر تھا۔ ۵ سو قیدیوں کو ۵ لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔ جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس رسم مطالبہ کیا۔ مصقلہ نے نصف رقم ادا کر دی اور جب باقی نصف کا سمٹی کے ساتھ تقاضا کیا گیا تو اس نے کہا کہ اگر معاویہ ہوتے تو وہ کبھی مطالبہ نہ کرتے اور حضرت عثمان ہوتے تو ساری رقم خود ادا کر دیتے۔ لیکن چونکہ حضرت علیؓ کی طرف سے اسے کسی رعایت کی توقع نہ تھی اس لیے وہ اسی رات بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا گیا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امیر المؤمنین اصول، احکام شریعت مطہرہ کے معاملات میں کسی سے کسی رعایت کو گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آپ دین کے معاملہ میں مصلحت اندیشیوں کو گناہ تصور کرتے تھے، اور گناہ کا تصور بھی ان کے لیے گناہ ہے۔"

### سترہواں واقعہ

### ایمان مرتضوی

کتاب پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم مصنف مولانا شاہ محمد جعفر سہلواری۔ ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان، کلب روڈ لاہور صفحہ ۲۴۲ میں ایمان جناب امیر علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں: "ہجرت کی شب میں حضور نے جب علیؓ کو حکم دیا تھا کہ میری چادر اوڑھ کر بسترے پر سو رہو۔ اور ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی دیدی کہ تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گی۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ امانت والوں کو امانتیں واپس کر کے تم بھی چل کھڑے ہونا۔ ایسی بھی امانت میں کیسے نیند آسکتی ہے جب کہ جان و ایمان سے بڑھ کر محبوب جدا ہو رہا ہو اور باہر تلواریں خون کی پیاس سے بقیاب ہو رہی ہوں۔ بظاہر اوپر تلواروں کی نوکیں ہیں اور نیچے کانٹوں کا فرش ہے۔ لیکن تعمیل حکم کے آگے گردن جھکا دیتے ہیں اور صرف تعمیل ارشاد ہی نہیں۔ امن و نخبی پر اتنا یقین بھی ہے کہ آرام کی نیند سوجانے میں۔ ایسی بیٹھی اور خوش گوار نیند جو شاید اس سے

پہلے کبھی نہ آئی تھی۔ ایمان کی پختگی اور قلب کا یہ ایمان علی مرتضیٰ کے سوا اور کسے حاصل ہو سکتا تھا۔

صفحہ ۳ پر تحریر کرتے ہیں: "اول ایمان لانے والوں میں ایک شیر نر بھی ہے جو بے توابھی نودس کی عمر کا لیکن سختہ فہمی، فراست اور حقیقت رس میں بہتوں سے آگے ہے، جسائی طور پر مرحلہ بطوطہ نہ لے کیا ہو لیکن عقل بالغ کی پختگی رکھتا ہے۔ اپنے، پچھنے میں بھی اسی طرح سمجھ بوجھ کر اپنے عم زاد بھائی کی صداقت پر ایمان لاتا ہے جس طرح کوئی سن رسیدہ بچہ کار ایمان لاسکتا ہے، یہ تو اپنی کم سنی میں اسلام قبول کرنے پر یوں فخر کرتا ہے کہ میں نے تو اسلام قبول کرنے میں تم سب پر اس وقت شرف اولیت حاصل کیا ہے جبکہ میں کم سن تھا اور بالغ بھی تھا۔"

نوٹ، اس عبارت میں آخری جملہ امیر المؤمنین کا ہے جس میں آپ نے ان لوگوں پر جو خلافت کے دعویدار تھے اپنی افضلیت کی ایک اور دلیل سے زیر فرمایا ہے۔ حالانکہ دہل آپ سابق الایمان ان معنی میں ہیں کہ جب عالم انوار میں تھے اپنے رسول اکرم کی نبوت کی گواہی دی۔ اس وقت صرف دو ہی تھے، رسول اور علیؑ، چنانچہ سرکار رسالت پناہ نے فرمایا "میں اور علی ایک نور سے ہیں" ایک نور کے دو ٹکڑوں میں سے ایک مومن اور ایک کافر نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت محمد ازل سے مومن ہیں تو علیؑ بھی ازل سے مومن ہیں۔ جس طرح سرکار رسالت پناہ نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا حالانکہ آپ ازل سے نبی تھے، اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ نے بھی آپ کی آواز پر اس وقت لبیک کہا جب سب کی زبانیں گنگ تھیں حالانکہ آپ ازل سے مومن ہیں۔ حالانکہ کعبہ میں آپ کی ولادت ہوئی اور سب سے پہلے آغوش رسولؐ میں روئے انور حضور اکرمؐ کی زیارت فرمائی، نور کے دونوں ٹکڑے مل گئے اور علیؑ نے رسولؐ کی آغوش میں تورات، زبور، انجیل اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔ لہذا یہ گمان کرنا کہ آپ بھی دوسروں کی طرح نعوذ باللہ کافر تھے اور بعد میں ایمان لائے درست نہیں ہے۔ (دعی)

## اٹھارواں واقعہ

رسول اکرمؐ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں

### دو مختلف وقتوں میں ساتھ ساتھ پڑھیں

ہمارے اکثر سنی بھائی یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ شیخ ظہر اور عصر، اس کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرمؐ بھی اکثر اسی طرح نماز ادا فرماتے تھے۔ جیسا کہ کتاب پیغمبر انسانیت صفحہ ۷۰۵ پر مولانا محمد جعفر پھولپور وی نے تحریر فرمایا ہے: "غزیر جسم کے مقام پر آپؐ نے تمام مسلمانوں کو روک کر ایک خطبہ دیا، جس میں فرمایا: "من کنت مولاه فعلى مولاه" یعنی جو مجھے اپنا حاکم و افسر تسلیم کرتا ہے وہ علیؑ کو سبھی مانے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو مبارکباد دی۔ خطبے کے بعد حضورؐ کے حکم سے بلاش نے اذان دی اور ظہر و عصر ملا کر ادا کی، پھر موقوف میں دیر تک قبلہ رو ہو کر کھڑے کھڑے دعا مانگتے رہے، قریب مغرب اساتذہ بن زید کو اپنے سچے اونٹ پر بٹھا کر نذرانہ پہنچے، مغرب پڑھ کر فوراً عشاء پڑھی۔"

## انیسواں واقعہ

کتاب "تذکرہ خاصان خدا" از مصطفائی بیگم۔ ناشر الکتاب گنج سخن روڈ لاہور  
عہد شاہ پہلوی کے ایک مستند تذکرے کی تالیف و ترجمہ صفحہ ۴۵ اور ۵۰۔ حالات خاتمہ خلفائے راشدین وصی رسول رب العالمین مقرب بارگاہ احدیت واقف اسرار صمدیت، منظر العجاہ والغرائب بادشاہ والاجاہ سر شیعہ اولیاء اللہ امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میں تحریر ہے کہ "ایک مرتبہ جبکہ آپ مسجد کوفہ میں مقیم اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھے، ایک غریب نابینا مسافر بھی اسی مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ آپ اس کی غریبی و مصیبت کی وجہ سے بہت متاثر ہوئے اور جب رؤسائے کوفہ میں سے کسی کے یہاں دعوت ہوتی تو روزے کا عذر کر کے اپنا کھانا اس کے لیے لے آیا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز وہ

تابعی امام عالی مقام حسن ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہاں شرفاً و اکابرین شہر کے ساتھ مدعو تھا۔ امام حسینؑ نے پریشم خود دیکھا کہ وہ دسترخوان پر عمدہ اور لذیز کھانوں کو علیحدہ رکھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عزیز میں تم کھانا کھا لو۔ اگر لے جانا چاہتے ہو تو اور کھانا موجود ہے۔ اس نے کہا یہ کھانا میں اپنے شفق و ہرمان کے لیے لے جانا چاہتا ہوں۔ امام نے پوچھا تمہارا شفق کون ہے؛ کہا کہ میرا شفق و الم الصوم اور شب دار ہے۔ فرمایا کہ اور زیادہ واضح کرو تا کہ اچھی طرح معلوم ہو جائے۔ کہا کہ وہ سب کچھ کون کو آسودہ اور لوگوں کو پسند و نصیحت سے مستفید کرتا ہے۔ فرمایا کہ مزید وضاحت کرو تا کہ واضح تر ہو جائے۔ کہا کہ جب وہ بکیر کہتا ہے تو دیوار، درخت، پتھر اور ڈھیلے اس کے ہم زبان ہوتے ہیں، اور انظار کے وقت ایک مٹھی جو کے ستوا اور ایک چٹوپانی پر اکتفا کرتا ہے۔ چنانچہ میں اسی یار وفادار کے لیے یہ کھانا آپ کی محفل سے لے جانا چاہتا ہوں۔ اس واقعہ کو سنتے ہی امام حسینؑ بہت روئے اور فرمایا اے عزیز دوست جن کے اوصاف تم نے بیان کیے وہ میرے والد بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔“

(۲۶) صفحہ ۶۸: "فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور وہاں کے بتوں کو اپنے دست مبارک سے توڑا، ایک بت جو اونچائی پر زمین میں چھڑی ہوئی سلاخ میں پیوست تھا باقی رہ گیا۔ حضرت علیؑ نے کہا حضور میرے کانڈھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیں۔ حضور نے فرمایا "اے علیؑ تم نبوت کے بار کو نہیں اٹھا سکتے اس لیے حضرت علیؑ نے حضور کے شانوں پر کھڑے ہو کر اس بات کو پاش پاش کر دیا۔"

(۲۷) صفحہ ۱۶۸-۱۶۹: "حضرت علیؑ کو بچپن ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی سعادت حاصل رہی۔ حضور نے بنفس نفیس آپ کو قرآن و حکمت کی تعلیم دی قرآن کریم جو نبی علوم و معارف کا سرچشمہ ہے۔ اس سے آپ پوری طرح سیراب تھے۔ آپ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا تھا جنہوں نے حضور کی زندگی میں نہ صرف یہ کہ پورا قرآن زبانی یاد کر لیا تھا بلکہ اس کی ایک ایک آیت کے معنی اور شان نزول سے واقف تھے۔ آپ نے بچپن سے لیکر وفات نبویؐ تک تقریباً تیس سال حضور کی خدمت و رفاقت میں بسر کیے۔ اس سلسلہ رفاقت

و محبت کے سبب آپ نے اسلام کے احکام، فرائض اور ارشادات نبویؐ کے سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے بڑے عالم تھے، آپ کو فقہ و اجتہاد میں کامل دسترس اور غیر معمولی بصیرت حاصل تھی۔“

## بیشواں واقعہ

### شیخ بوعلی سینا اور حبیب علیؑ

کتاب سرگزشت از مولانا قاضی حیدری صاحب حیدری مرحوم، صفحہ ۳۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے علم اور فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص شیخ بوعلی سینا سے حضرت علیؑ کے علم اور فضیلت کے متعلق دریافت کرتے تھے تو وہ کہتے تھے: "اُس جناب کی فضیلت اور علم بیان کرنے کے واسطے صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ کائنات میں علیؑ ہر شے سے مستغنی تھے اور ہر شے کو ان کی احتیاج (ضرورت) تھی۔"

## اکیسواں واقعہ

کتاب مسن اعظم اور محسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم از فقیر سید وحید الدین۔ ناشر فقیر اسپنک ملز لمیٹڈ کراچی۔ صفحہ ۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹ میں مختلف جگہوں پر مختلف مضمون کے تحت فضائل و مناقب جناب امیر علیہ السلام کے اس طرح بیان کیے ہیں کہ جن کو پڑھ کر دیدہ دل روشن ہو جاتا ہے۔ اس میں سے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں:-

(۱) صفحہ ۱۶۶:- "تبوک کے علاوہ تمام جنگوں میں حضرت علیؑ نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے، اور اسد اللہ (یعنی اللہ کا شیر) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جنگ احد میں آپ کے جسم پر سوزن خرم آئے۔ فتح خیبر کے لیے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے اکابر صحابہؓ مامور ہوئے مگر خیبر فتح نہ ہو سکا، پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "کل میں اُس شخص کو علم دوں گا

جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو خدا اور خدا کے رسولؐ کو چاہتا ہے۔ اور خدا اور خدا کا رسولؐ بھی اس کو چاہتے ہیں۔ ہر صحابی اس شرف کا امیدوار تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے لیے یہ شرف مقدر فرمایا تھا۔ حضورؐ نے علم حضرت علیؑ کو عطا فرمایا اور شیر خدا کے ایک ہی حلقے میں خیمہ فتح ہو گیا۔“

### باب بیسواں واقعہ

## امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور حُبِ علیؑ

اس میں شک نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے محبت و مودت کا ذکر اور فیضان کا ذکر شاہ ہمدان نے جا بجا اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ ان کی اکثر تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کئی بار مولائے کائنات کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں جناب علی مرتضیٰ سے نہ صرف یہ کہ محبت کرتا ہوں بلکہ میں علیؑ شناس ہوں۔" وہ اپنی کتابِ وضۃ الفردوس میں تحریر کرتے ہیں کہ: "اگر لوگ حُبِ علیؑ پر جمع ہو جائے تو خلاقِ عالم و رزخ کو نہ بناتا۔"

کتاب امیر کبیر سید علی ہمدانی از ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر، ناشر ندوۃ المصنفین سمن آباد لاہور۔ صفحہ ۱۵ میں تحریر کرتی ہیں کہ "حضورؐ کا یہ ارشادِ گرامی دلیل ہے کہ اسرار و معارفِ توحید کا سرچشمہ انوارِ عالم تحقیق کا مطلع علی مرتضیٰ ہیں، کمال درجات کا حصول، اہل کشف و شہود کے اسرار کی عقدہ کشائی آپ سے ہوتی ہے ہر ولی کے انوارِ حقائق۔ ولایت علیؑ کی مشک سے منور ہوتے ہیں۔ امام ہادی کے ہوتے ہوئے کسی غیر کی متابعت بے بعید ہے۔ اسی کتاب میں آگے تحریر فرماتی ہیں کہ روزِ حشر علی ابن ابی طالب کی محبت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔"

(مجموعہ احادیثِ روئے الفردوس)

### تیسواں واقعہ

## شیخ سعدی اور حُبِ علیؑ

شیخ سعدی کے مندرجہ ذیل اشعار کلیاتِ سعدی صفحہ ۴۳۱ میں موجود ہیں۔  
 سعدی گر عاشقی کنی و جوانی عشقِ محمدؐ بس است و آلِ محمدؐ  
 کلیاتِ سعدی صفحہ ۴۲۹ :-  
 دیباچہ تروت و سلطانِ معرفت لشکرِ کشِ فتوت و سردارِ اقیانیا  
 مردمی جو نبی نداند کس راہ مردم علیؑ شناسد بس

### چوبیسواں واقعہ

## خواجہ جوی کرمانی اور حُبِ علیؑ

کتاب خلاصۃ المناقب برگ ۷ میں خواجہ جوی کرمانی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے :-  
 مہراو از آسماں لا فتیٰ إلا علیؑ  
 تیغِ او از گوہرِ لا سیف الا ذوالفقار

### پچیسواں واقعہ

## شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی اور حُبِ علیؑ

دیوانِ موصوف صفحہ ۷ پر شہرِ صوفی شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی ایک موقع پر جناب علیؑ کی مدح میں یوں رطب اللسان ہیں :-

ہر کہ را نام جو انمردی سزا است  
 پیشوای او علیؑ مرتضیٰ است

## چھبیسواں واقعہ

## مرتبہ سہراہ اسلام

کتاب اخبار الانبار صفحہ ۲۱ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ دکھاتے ہیں کہ وہ تمام صفات اور مراتب جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام میں موجود تھے اور ساری کائنات کو ان تمام فیوض سے مالا مال کرنے کے لیے وہی حضرت وسیلہ اور واسطہ ہیں۔ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ :-

”حضرت علی علیہ السلام جن سے شجرہ علم ولایت کا آغاز ہونا مشہور ہے اس شجرہ سے درخت طوبیٰ کی مانند بہت زیادہ شاخیں نکلی ہیں۔ جن کے کمالات ہر جانب سایہ فگن ہیں اور پوری دنیا حضرت علی کے نورِ جہاں ولایت کا پورا پورا حصہ اور مکمل فیض حاصل کیا، اور اپنی محسوسیت کی بنا پر ولایت معنوی کا پرچم بلند کرتے ہوئے ظاہری ریاست دوسروں کے لیے چھوڑ دی۔“

(مذہب شیعہ از سید محمد حسن زیدی)

## ستائیسواں واقعہ

## میلا دم رضوی اور سہرا

کتاب مذہب شیعہ از مولانا سید محمد حسن زیدی صفحہ ۱۲۲ :-

”حضرت شاہ دلدار علی (شاعر) مذاق تخلص بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۳ء مشہور تفسیلی بزرگ گزرے ہیں۔ انھوں نے روہیلکھنڈ میں سب سے پہلے علی کرم اللہ وجہہ کا میلا دشریف ”میلا دم رضوی و مرتضوی“ لکھا اور مروج کیا۔ اسی طرح حضرت علیؑ کا ایک سہرا لکھا جو اکثر شادی کے

موقع پر گایا جاتا ہے۔ اس سہرے کا پہلا شعر یہ ہے :-

علیٰ نوشہ بنا، سہرا بندھا مشکل کشائی کا  
ملا خلعت نبیؐ سے خلق کی حاجت روائی کا

## اٹھائیسواں واقعہ

## خطبہ جمعہ میں علیؑ ولی اللہ و وصی رسول اللہ پر چہنے کا حکم

اورنگ زیب عالمگیر یوں تو متعصب تھی مشہور ہیں۔ مگر ان کے مصاحبین و امراء میں اہل تشیع کی ممتاز تعداد نظر آتی ہے۔ اورنگ زیب کا فرزند مہارشاہ اول تخت نشین ہوا تو اس نے شیعہ مسلک اختیار کر لیا۔ مولف سید المتاخرین لکھتے ہیں :-

”چوں بہ تحقیق خود مذہب شیعہ امامیہ راجحی دانستہیں مسلک  
اختیار نمودہ“

اور اس کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہوا ”در ترویج و تقویت مذہب شیعہ می کو شید“ سید المتاخرین جلد دوم صفحہ ۳۸۱۔ پھر لکھتے ہیں :- ”پھر اس نے اپنے نام میں سید کا اضافہ کیا اور چوتھے سال جلوس ۱۷۱۰ء میں اپنے شیعہ وزیر نعم شاہ کے مشورے سے حکم دیا کہ حجہ کے خطبے میں خلفائے راشدین کے ذکر میں حضرت علی علیہ السلام کے نام کے ساتھ علیؑ کا ولی اللہ و وصی رسول اللہ داخل کیا جائے“

(کتاب مذہب شیعہ از مولانا سید محمد حسن زیدی صفحہ ۱۳۰)

## انستیسواں واقعہ

## بیرم خان سپہ سالار ہالیوں بادشاہ اور حجاب علیؑ

کتاب مذہب شیعہ از مولانا سید محمد حسن صفحہ ۱۰۶ میں حضرت علی علیہ السلام کی

کی تعریف میں بیرم خاں کا ایک پربوش قصیدہ جو ماثر رحیمی میں نقل ہوا ہے اس کا ایک مطلع اپنی مندرجہ بالا کتاب میں تحریر کرتے ہیں جس میں بیرم خاں کا حضرت علی علیہ السلام سے عشق ظاہر ہوتا ہے:-

شعبے کہ بگذرد از نہنہ شپہر اقسر او  
اگر غلامے علی نیست خاک بر مہر او

ترجمہ: "اگر وہ بادشاہ کہ جس کا افسر نوعدہ آسمانوں سے بلند تر ہو۔ اگر وہ علی کا غلام نہیں تو خاک اس کے سر اور چہرہ پر"

### تیسواں واقعہ

”ناصر انبیاء علیٰ حاصل اولیاء علیٰ“

حضرت شمس تبریز اور حبیب علی علیہ السلام

کتاب نور محمد اور ذرہ نور (ایٹم) مرتبہ ڈاکٹر کاظم علی رسا صفحہ ۱۱۶، ناشر ہیل صدر بازار حیدرآباد سندھ میں نور محمدی نور رضوی کی تعریف کرتے ہوئے حضرت شمس تبریز کے قصیدہ کے چند شعر نقل کرتے ہیں جن سے شمس تبریز کی حضرت علی علیہ السلام سے ان کی بے پناہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے:-

شاہِ دلائم علیٰ جامِ شہادتِ علیٰ عینِ ہدایتِ علیٰ، راہنمائے انبیاء  
ناصر انبیاء علیٰ، حاصل اولیاء علیٰ واصل کبریاء علیٰ، ناز کنی تو ماجرا  
نقطہ ہاڑ ہو علیٰ خازنِ لا وھو علیٰ درمہ شے ہو علیٰ، دان کہ علی است خدا

شمس علیٰ است در دلم نور علیٰ است حاصلم

من یہ علیٰ چہ واصلم یا فترام سر خدا

### اکیسواں واقعہ

امام احمد بن حنبل کی حق گوئی! -

کتاب "کربلا کا مسافر" مرتبہ علامہ مشتاق احمد نظامی مدیر پاسبان، ناشر مکتبہ نبویہ تنچ بخش روڈ لاہور، بعنوان "حضرت علی کی خلافت" پر اہل صل و عقد کا اجماع صفحہ ۱۲۵ پر تحریر کرتے ہیں:-

"حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مقابل (معاویہ) سے قتال میں حق پر تھے کیونکہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ حضرت علی کی خلافت کے حق ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ صحابہ میں اہل صل و عقد آپ کی خلافت پرتفق ہیں۔"

### بستیسواں واقعہ

امام عزائی کی راست گوئی

کتاب "کربلا کا مسافر" مرتبہ علامہ مشتاق احمد نظامی، مدیر پاسبان صفحہ ۱۲۵-۱۲۶ پر رقمطراز ہیں کہ:-

"حضرت علی اور ان کے مخالفین کے زمانے میں تو رسول اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر خلافت کی امید دوسرے لوگوں کے لیے منقطع کر دی کہ جب دو خلیفہ کے لیے بیعت کی جائے تو بعد والے کو قتل کر ڈالو اور کبھی عجیب بات ہے کہ ایک ہی حق دو آدمیوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے۔ خلافت نہ تو جسم ہے جو بٹے، نہ عرض کہ متفرق ہو، نہ جو ہر اس کی حد بندی ہو تو اسے کس طرح بیچا جائے گا، اور کس طرح ہبہ کیا جائے گا۔ اور اس باب میں ایک حدیث قاطعہ نزع ہے۔ سب سے پہلا فیصلہ جو قیامت کے



ایسی دشتناک چیخ کبھی نہیں سنی۔ ابلیس نے کہا "نبیؑ نے ایک ایسا کام کیا ہے کہ اگر یہ کام ہو گیا تو اللہ کی نافرمانی کبھی نہ ہوگی۔" انہوں نے کہا۔ اے ہمارے سردار آپ اس وقت آپ تھے جب منافقین نے کہا آپ نہیں دیکھتے کہ اس کی آنکھیں اس طرح گردش کر رہی ہیں جیسے جنون ہو گیا ہو۔ اس بات سے ان کا اشارہ رسولؐ کی طرف تھا۔ شیطان نے سینکر ایک چیخ لگائی اور وہ خوش ہوا، اور وہ اپنے دوستوں کو جھج کر کے کہنے لگا کہ تم نہیں جانتے کہ میں نے اس سے پہلے آدم کے ساتھ بھی ایک چال چلی تھی۔ اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ آدم نے صرف عہد اور وعدہ کو توڑ دیا تھا۔ اللہ کے ساتھ کفر نہیں کیا تھا ان لوگوں نے تو عہد کو بھی توڑا ہے اور رسول اللہ کے ساتھ کفر بھی کیا ہے۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو لوگوں نے علی علیہ السلام کے بجائے ایک اور آدمی کو کھڑا کر دیا تھا۔ شیطان نے بادشاہ کا تاج پہن کر اپنے گھوڑوں اور مردوں کو جمع کیا اور کہا خوش ہو جاؤ جب تک امام کھڑا نہ ہوگا اللہ کی اطاعت نہیں ہوگی۔"

ا کتاب اشبات الوصیۃ مؤلفہ علامہ حسن بن یوسف علامہ علیؒ ترجمہ مولانا ملک محمد شریف

ناشر مکتبہ الساجد - ۵ شمس آباد کالونی ملتان صفحہ ۱۶-۱۷

(۲) اسی سلسلہ میں امام غزالیؒ سر العالمین مطبوعہ ممبئی صفحہ ۹ پر تحریر کرتے ہیں:-

"رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کے حق میں خیم غدیر کے دن فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے۔ بعد میں لوگوں کو سرداری کی حرص اور شوق غالب ہو گیا اور ستونِ خلافت اٹھانے اور علم ہائے بزرگ کے ہار بنانے اور گارٹنے اور آواز ہائے حرکتِ علم کی حرص فراہم کرنے انہو گھوڑوں کے اور شہروں کی فتح ان سب امور نے ان لوگوں کو حرص کا ایسا کاسہ پلایا کہ وہ اپنی پہلی مخالفت کی طرف پلٹ گئے اور نبیؑ کے حکم صحت کنت مولاہ کو اپنی بیٹ کے پیچھے پھینک دیا۔ پس انہوں نے بہت برا کیا۔"

نوٹ: اس حدیث شریف کے متعلق اگر کوئی محقق کامل معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ الغزیر تصنیف کردہ علامہ عبدالحسین احمد الامینیؒ کی گیارہ جلدیں ملاحظہ کرے۔

دن ہوگا۔ حضرت علیؑ و محادیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوگا۔  
تو خدا حضرت علیؑ کے حق میں فیصلہ کرے گا اور بقیہ تحت شہادتِ الہی ہوں گے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے "عمارؓ تجھے باغی گردہ قتل کرے گا" تو امار باغی نہیں ہو سکتا۔ پس امامت دو آدمیوں کے لیے نہیں ہو سکتی۔ جس طرح رلوبیت دو کے لیے نہیں۔"

مندرجہ بالا عبادت میں کس وضاحت سے امام غزالیؒ فرماتے ہیں:-

"بیعتِ اولیٰ حضرت علیؑ کی تھی اور وہی حق ہے اس کے بعد دوسرے کی بیعت کا امکان ہی ختم ہے جیسا کہ حکم رسولؐ ہے۔ یونہی حدیثِ رسولؐ ہے کہ حضرت عمارؓ کو باغی گردہ قتل کرے گا، باغی کے جو معنی بھی ہوں، پس جن لوگوں نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا امام حق ہوں گے؟"

### تثبیہات و واقعات

## اگر یہ کام پورا ہو گیا تو اللہ کی نافرمانی کبھی نہ ہوگی

غدیر خم ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع ہے۔ غدیر خم جعفر سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آخری حج سے واپسی پر آنحضرتؐ نے پالان شتر کا منبر بنوایا اور اس پر کھڑے ہو کر تکمیلِ دین کی بشارت اس طرح دی کہ آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں جس کا مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے" اسی دوران جب کہ آپ صحابہ کے ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کی ولایت کی تاکید فرما رہے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے غدیر کے مقام پر علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا تو ابلیس کی ایسی چیخ نکلی جس کو دنیا کی ہر مخلوق نے سنا۔ ابلیس کے چیلوں نے کہا کہ اے ہمارے سردار و ہمارے آقا آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ ہم نے

بقول علامہ ذہبی جریر طبری نے جو اس حدیث کے متعلق ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اس حدیث کی کثرت طرق کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ آج اگر کوئی صاحبِ دل اور روشن ضمیر الغدیر کی گیارہ ضخیم جلدوں کا مطالعہ کرے تو خدا جانے اس کا کیا حشر ہو۔ کاش ہمارے علمائے کرام ان تمام جلدوں کا اردو ترجمہ بہ تعاون صاحبانِ ثروت شائع کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔ افسوس کہ ایک جلد کا ترجمہ مرحوم راجہ صاحب محمود آباد کی سرپرستی میں اسے تقریباً پندرہ سال قبل شائع کیا جا رہا تھا۔ ترجمہ ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جو ہر مظلومِ العالی نے فرمایا تھا۔ اور اس کی اشاعت کے لیے ایک کثیر رقم ایک افریقی تاجر نے دی تھی اور یہ رقم مرحوم مولانا آقا مرزا احمدی پویا صاحب کے پاس جمع تھی۔ لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر یہ جلد اب تک منظرِ عام پر نہ آسکی۔ اور قبلہ جوہر صاحب کی محنت بھی اکارت گئی۔ (وصی)

اس حدیث مستند کے ضمن میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

سعد یا شیرازی آخر چہ می پرسی بگو  
کیست بعد از مصطفیٰ مولائے محل مولیٰ علیؑ

عبث در معنی من کنت مولای رومی ہر سو  
علیؑ مولای باں معنی کہ پیغمبر بود مولیٰ

چونتیسواں واقعہ

سلام اس پر جس کا نام علیؑ ہے

کتاب ایمانی جو اہر ریزے مولفہ سید الطاف حسین شاہ سہانی حصہ اول صفحہ ۶۴ مطبوعہ دبیر پرنٹنگ پریس گاڑی کھاتہ حیدرآباد۔ اپنی اس کتاب میں علمِ اہلِ سجد کی روشنی میں فضائلِ مولائے کائنات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جیسے لفظ خود بخود کلام کرتے ہیں۔

مؤلف کی اپنی تحریر سے چند مثالیں:

(۱) علیؑ — ع = عین اللہ

ل = لسان اللہ

ی = ید اللہ

(۲) ع علی کا نام بھی نامِ خدا کیا راحتِ جاں ہے

عصائے پیر ہے تیغِ جوان ہے حرزِ طفلان ہے

اسم/حروف	عدد فی قیمت	حاصل
ع	۷۰	عصائے پیر (زمانہ پیری)
ل	۳۰	تیغِ جوان (زمانہ جوانی)
ی	۱۰	حرزِ طفلان (زمانہ طفلی)

چوں بسکم خالقِ بی چون کشودم (ل) و (ب)

لب نہ بنیم یک نفس از مدح (ع) دل و (و) ی

(ع) دل و (و) ی بدل دارم مگر گوید خلق

اس سعادت نیست بر (س)، (ع) و (د) و (د) و (ی)

(شیخ سعدی)

نوٹ: شاعر نے اس مصرع میں علیؑ کے نام کی برکتوں کا اظہار کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ علیؑ کا نام "عصائے پیر ہے" یعنی جس طرح بوڑھوں کو عصا سہارا دیتا ہے اسی طرح ان کے لیے نامِ علیؑ سہارا ہے۔ (۲) "تیغِ جوان ہے" علیؑ کا نام جوانوں کے لیے تیغ ہے کہ اس نام سے ان کو چہرے میں فتح حاصل ہوتی ہے اور دشمن مغلوب ہوتا ہے۔ (۳) "حرزِ طفلان ہے" نامِ علیؑ بچوں کے لیے تعویذ ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ کوئی جادو یا آسیب انہیں نہیں کر سکتا۔

پنہیستیسواں واقعہ

حافظ شیرازی اور حبیب علیؑ

مولائے کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل میں حافظ شیرازی کہتے ہیں:  
 آں را کہ دوستی علیؑ نیت کافر است      گوز اہر زمانہ و گوشخ راہ باش  
 حافظ طریق بندگی شاہ پیشہ کن      دان گاہ در طریق مروان راہ باش

### ۳۶ چھتیسواں واقعہ

## اعلیٰ حضرت میر عثمان علیخان نظام دکن اور حبیب علیؑ

اعلیٰ حضرت نظام دکن میر عثمان علی خان مرحوم ایک بلند مرتبہ عالم، عظیم منکر، اور شہور شاعر تھے۔ وہ محبت آل محمد میں سرشاری کے عالم میں فرماتے ہیں:-

علیؑ نبی سے نبیؑ ہیں علیؑ سے یہ حق ہے

ہم اس حدیث کو اتم القاب سمجھے ہیں

جو سچ کہو تو خدا فی میں بندہ کیتا

علیؑ کے بعد رسالت آج سمجھے ہیں

### ۳۷ سیستیسواں واقعہ

کتاب "احادیث نبوی در شان مولا علیؑ" از ڈاکٹر زاہد حیدری صفحہ ۱۱، مقدمہ  
 آقاسی علامہ مفتی سید طیب آغا اجڑائی۔ اس کتاب میں سرور کائنات کا ایک ارشاد و گرامی  
 اس طرح درج ہے:-

"اگر مجھ کو اپنی امت کے اس طرح بھیکے کا ڈرنہ ہوتا جس طرح نصاریٰ

عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بھیک گئے تو میں علی ابن ابی طالب کے بارے

میں ایک ایسی بات کہتا کہ وہ جہاں سے گذرتے لوگ ان کے پیروں کی

خاک اٹھا کر (آنکھوں سے لگاتے) یعنی تبرک حاصل کرتے۔"

### ۳۸ اڑتیسواں واقعہ

## گل ایمان کا مقابلہ گل کفر سے

سوانح عمری حضرت علیؑ (ارجح المطالب) مصنفہ مولانا عبدالشہید سبیل امرتسری۔  
 صفحہ ۲۱۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ:-

"فضل اللہ بن روز بہان کشف الغم سے ناقل ہیں کہ جمہور اہل سیر روایت  
 کرتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام عمرو بن عبدود کے مقابلے کے لیے  
 تشریف لے گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
 "پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے"

### ۳۹ انتالیسواں واقعہ

## نبی و علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے

کتاب احادیث نبوی در شان مولا علیؑ از ڈاکٹر زاہد حیدری صفحہ ۴۶، اور  
 کفایت الطالب تالیف گنجی شافعی صفحہ ۲۵۶ پر تفصیل کے ساتھ یہ حدیث درج ہے، وہ اپنے  
 اسناد کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو بکر نے یہ روایت کی  
 انھوں نے ابو ہریرہ سے سنا کہ وہ ایک روز سرور کائنات کی خدمت میں پہنچے اور سلام کیا  
 حضور نے جواب سلام دیا اور ایک مٹھی کھجور ان کو عطا فرمائی۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے  
 ان کھجوروں کو شمار کیا تو ان کی تعداد تہتر تھی۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچا،  
 ان کے سامنے کھجور رکھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا، آپ نے جواب سلام دیا اور تبسم  
 فرمایا۔ حضرت نے مجھے ایک مٹھی کھجور عطا فرمائی۔ جب میں نے ان کو شمار کیا تو ان کی تعداد  
 تعداد تہتر تھی۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، فوری میں سرور کائنات کی خدمت میں پلٹا اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے کھجور

عطا فرمائے، شمار کیا تو تہتر تھے، اور جب علیؑ کی خدمت میں گیا، ان کے آگے کھجور رکھے ہوئے تھے۔ انھوں نے ایک مٹھی کھجور عطا فرمائے۔ ان کی تعداد بھی تہتر تھی۔ مجھے اس امر پر تعجب ہوا، لہذا میں مکرراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ یہ عجیب بات ہے۔ حضرت نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: "اے ابو ہریرہ! کیا تم کو اس کا علم نہیں کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عداوت میں یکساں اور برابر ہے؟"

یہ حدیث خطیب خوارزمی مناقب صفحہ ۲۱۱ پر اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔

### چالیسواں واقعہ

## علیؑ تم کو راہ ہدایت سے بھٹکنے نہ دے گا

سرکارِ دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ کی اطاعت (فرمانبرداری) میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

شیخ سلیمان بنی حنفی نیا بیع المودۃ میں میں السید علیؑ سہدانی شافعی آخر مودت پنجم مودۃ القربی میں ایک تفصیلی حدیث انسؓ اور ابوالیوزبہؓ انصاری سے نقل کرتے ہیں اے عمارؓ! اگر عام لوگ ایک راہ پر چلتے ہوں اور علیؑ تنہا ایک راستے پر چل رہے ہوں، پس تم اس راہ کو اختیار کرو جس پر علیؑ چل رہے ہوں، دوسرے لوگوں کا خیال نہ کرو۔ اے عمارؓ! علیؑ تم کو راہ ہدایت سے بھٹکنے نہ دے گا، اور تجھے ہلاک نہ کرے گا۔ اے عمارؓ! علیؑ کی اطاعت و فرمانبرداری میری اطاعت ہے اور میری اطاعت و فرمانبرداری خدا کی اطاعت ہے۔

### اکتالیسواں واقعہ

## یا علیؑ کے نعرے

حملہ کی خبر سنتے ہی پورا شہر ہرپوش ہوا، نعرے لگا، اور لاہور کی سڑکوں پر نصف شب تک یا علیؑ کے نعروں سے دشمنوں کے دل دہکتے رہے۔ ملاحظہ ہو:-

جنگ کراچی، مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۱ء

"لاہور۔ ۶ دسمبر۔ شہر لاہور ایک مرتبہ پھر جوش و خروش کی وہی ایک لہر اٹھی ہے جس کا مظاہرہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ہوا تھا۔ جنگ کے پہلے روز صوبائی دار الحکومت سے تقریباً دس میل دور توپوں کی گھن گرج اور توپوں کے شعلوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ہمارے صف شکن دشمنوں کی پٹائی میں مصروف ہیں۔ نصف شب گزرنے کے باوجود لاہور سچی ٹی روڈ پر انجینیئرنگ یونیورسٹی سے شالامار باغ تک سید چل چل رہی تھی۔ انجینیئرنگ یونیورسٹی کے طلباء ہسپتال کے باہر کھڑے ہوئے اپنی بہادر فوج کے نعرہ حیدری یا علیؑ کی گونج میں رخصت کر رہے تھے۔ ہر طرف علیؑ علیؑ کی صدا تھی جس سے ایک عجیب جوش تھا۔"

### بیالیسواں واقعہ

## جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

محمود احمد عباسی مصنف کتاب "خلافتِ معاویہ ویزید" کا قیام لیاقت آباد میں تھا۔ یہ واقعہ اس کی زندگی کا ہے، اور یہ واقعہ اسلم صدیقی صاحب نے مجھ کو زبانی بتایا تھا۔ اسلم صدیقی صاحب حنفی العقیدہ ہیں اور محمود احمد عباسی کے پڑوسی بھی ہیں۔ میں نے ان سے یہ واقعہ سنا مگر کوئی اہمیت نہ دی، لیکن جب اس واقعہ کو اسی طرح جس طرح اسلم صاحب نے بتایا تھا۔ جناب سید زین العابدینؑ کی کتاب "ہدیہ تقصیرت" جو آپ نے جب ۱۹۶۲ء میں سیون۔ سی/۱۰ لیاقت آباد کراچی ۱۹ سے شائع کیا۔ اس میں پڑھ کر اس واقعہ کی صداقت کا یقین آیا، کتاب کی تحریر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ ہو:-

"در وضع برگردنِ راوی - عباسی کے مکان جو بد قسمتی سے ہمارے ہی پیسوں کی بدولت بنا ہے دو منزلہ ہے۔ اوپر کرایہ دار رہتے ہیں۔ کراچی میں اوپر منزل تک پانی پہنچانے کے لیے خاص انتہام کرنا پڑتا ہے۔ مٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ ان کے مکان کی وہ مٹین خراب ہو گئی۔ کرایہ دار نے برابر شکایت کی یہ بی بی گئی۔ ایک روز کرایہ دار کی بوڑھی ماں کو سخت تکلیف ہوئی وہ جلی بھنی دروازے کے باہر بیٹھی تھی کہ عباسی صاحب نظر آئے۔ بڑی بی بی بھڑک اٹھیں۔ بولیں تو یزید ہے ہم پر پانی بند رکھا ہے، چھوٹے بچوں پر بھی ترس نہیں آتا۔ یزید بول کیا ہم پیسے نہیں دیتے؟ یہ سننا تھا کہ عباسی صاحب چراغ پا ہوئے۔ آپ سے باہر بڑی بی بی زبان سنبھالیے مجھے یزید کہہ رہی ہیں۔ اتنے میں بڑی بی بی کے صاحبزادے چیخ پکار سن کر پہنچے۔ اب تو عباسی بولے۔ اپنی ماں کو سمجھائیے مجھے یزید کہہ رہی ہیں۔ ارے صاحب یزید ہوں وہ۔ ذرا سوچ کر بولے۔ .. آپ کیوں برامان رہا ہیں۔ یزید ہی تو کہا ہے آپ کو، خدا خواستہ حسین تو نہیں کہا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ یہ سن کر عباسی چپکے سے گھر میں گھس گئے۔"

### تبتا لیسواں واقعہ

## حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ولادت حضرت علیؑ کی دکنی برکت ہوتی

مولانا محمد شفیع صاحب اکاڑوی جو سواد اعظم کے مشہور عالم ہیں، اپنی کتاب سفینۃ نوح حصہ اول طبع کراچی صفحہ ۲۳ پر شاہ عبدالغزیز محدث دہلوی کی کتاب تحفۃ اثناعشریہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ "امام ابوحنیفہؒ کے والد حضرت ثابت اپنے باپ کے ساتھ کپن میں حضرت علیؑ کی زیارت کو گئے تھے تو حضرت امیر المؤمنین علیؑ کرم اللہ وجہہ نے ان کے حق میں دعا برکت اولاد فرمائی تھی، بموجب اس دعا کہ حضرت امام ابوحنیفہ پیدا ہوئے۔"

(۱) امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر دو سال جو حضرت امام جعفر صادقؑ کی شاگردی میں نہ گزرتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

(۲) در مختار میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہؒ صحیحی برس سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام اور سیدنا جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں رہے اور علم ظاہر اور علم باطن سے آراستہ ہوئے۔

(۳) علامہ ابوحنیفہ سلمی کتاب التہمید فی بیان التوحید احوال کتاب مولیٰ اور معاویہ " صفحہ ۴۱۳۔ ترجمہ حضرت ابوحنیفہؒ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اہل شام ہم سے دشمنی کیوں رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ اگر ہم حضور مولیٰ علیؑ کے لشکر میں ہوتے تو ہم معاویہ کے مقابلہ میں مولیٰ کی مدد کرتے اور مولیٰ کے واسطے معاویہ سے جنگ کرتے، یہی سبب ہے کہ اہل شام ہم سے دشمنی رکھتے ہیں۔

### چوالیسواں واقعہ

## حضرت امام شافعیؒ اور اولادِ علیؑ کے دربار میں

کتاب سفینۃ نوح " مصنف مولوی محمد شفیع صاحب اکاڑوی جلد اول، طبع کراچی صفحہ ۲۲ میں بعنوان سیرت الثانی میں امام شافعیؒ کا قصیدہ نقل کرتے ہیں جس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ "اے رسول اللہ کے اہلبیت آپ حضرات کی محبت کو اللہ پاک نے اپنے کلام قرآن کریم کے اندر تمام مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ آپ حضرات کی بزرگی کے لیے صرف یہی ایک بات کافی ہے کہ جو نماز کے اندر آپ حضرات پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اگر مولیٰ علیؑ سے محبت کرنے والے کو رافضی کہا جائے تو بندگانِ خدا میں سب سے بڑا رافضی میں ہوں۔"

### پبتا لیسواں واقعہ

## حضرت علیؑ سے تیمور لنگ بادشاہ کا ایک سوال اور اس کا جواب

کتاب تزکِ تیموری یعنی بانی سلطنتِ مغلیہ سلطان تیمور گورگانی خلد آشتیانی کے حیرت انگیز روج پرورد اور دہ آفرین خود نوشتہ واقعات و احوال - ترجمہ سید ابوالہاشم ندوی - ناشر سنگ میل سٹی کیشنز چوک اردو بازار لاہور - صفحہ ۲۴-۲۵ میں تحریر ہے۔

... چنانچہ جب چنگیز خاں کے پوتے تغلق تیمور نے ماوراء النہر کو تسخیر کے خیال سے دریائے خمد عبور کیا تو مجھے اور حاجی برلاس اور امیر یزید کو ایک فرمان کے ذریعے طلب کیا۔ ان دونوں نے مجھ سے رائے لی کہ اب کیا کیا جائے؟ آیا اپنی فوج و سپاہ کو ساتھ لے کر خراسان روانہ ہو جائیں یا حسبِ فرمان تغلق خاں تیمور کے حضور میں حاضر ہو جائیں؟ میں نے ان دونوں سے جواباً کہا کہ اگر تغلق کے پاس جاتے ہو تو اس میں نفع کے در پہلو میں اور ضرر کا ایک، اور اگر خراسان کا رخ کرتے ہو تو ضرر دو میں اور نفع ایک۔ ان دونوں نے میرے مشورے کو قبول نہیں کیا اور خراسان روانہ ہو گئے۔ سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کروں اور کدھر جاؤں؟ خراسان کا رخ کروں یا تغلق سے ہٹ جاؤں۔ آخر میں نے اپنے پیر و مرشد کی طرف رجوع کیا اور ان سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ انھوں نے میرے موضوع کے جواب میں تحریر فرمایا "خلیفہ چہارم حضرت علیؑ سے سوال کیا گیا کہ جب آسمان کمان بن جائیں اور زمین کمان کا چلہ حوادثِ تیر کی طرح برسے لگیں اور انسان ان تیروں کا نشہ اور تیر انداز ہو خلد کے خرد جل تو انسان بھاگ کر کہاں جائے؟" حضرت علیؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا "انسان کو چاہیے کہ بس خدا کی طرف بھاگے"۔ پس تجھے بھی چاہیے کہ بے تامل تغلق تیمور خاں کے سایہِ عاطفت میں پہنچ جا اور اس کے ہاتھ میں تیر و کمان نہ رہنے دے۔ اس جواب نے میرا حوصلہ بڑھا دیا اور میں نے اندیشہ تیمور خاں کے حضور میں حاضر ہو گیا۔

### چھبیسواں واقعہ

ساتویں صدی کا مجدد سلطان خدا بندہ اور حبیبِ علیؑ و اولادِ علیؑ

کتاب تزکِ تیموری صفحہ ۸۰-۸۱ میں اس طرح تحریر ہے کہ "ساتویں صدی کا

مجدد الجاتیوں بن ارغوان خان ہوا۔ وہ سلطان خدا بندہ کا لقب اختیار کر کے اپنے بھائی غازیخان کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں دین محمدی اس قدر ضعیف ہو چکا تھا۔ کہ لوگوں نے نماز میں تشہد کے بعد محمد اور ان کی آل پر درود بھیجنا چھوڑ دیا تھا۔ اُسے جب یہ خبر ملی تو اس نے علمائے اسلام کو جمع کیا اور ان سے درود بھیجنے کے فضائل دریافت کیے۔ علماء نے جواب دیا کہ جس نماز میں درود نہ پڑھا جائے وہ نماز مکروہ ہوتی ہے۔ سلطان نے علماء سے ایک دوسرا سوال کیا کہ درود صرف خاتم الانبیاء اور ان کی آل پر ہی بھیجا جاتا ہے، باقی انبیاء پر کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ علماء اس سوال کا جواب نہ دے سکے تب سلطان نے خود ہی کہا کہ میرے ذہن میں دو دلیل ہیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے "ابتن" (لا ولد) کہا۔ حالانکہ وہ خود گلا ولد ہوئے۔ ان کی نسل متقطع ہو گئی اور آپ کی ذریت اتنی بڑھی کہ خدا کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ادیان کے احکام کا اجر ہمیشگی کے لیے لازم نہیں ہوتا تھا۔ اس کے برعکس دین محمدی میں قیامت تک کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہ ہوگا۔ لہذا ان کے متبع ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ذاتِ بابرکات پر درود بھیجیں اور اس طرح لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب دین کا محافظ سمجھیں اور ان کی تابعداری اور عزت کریں۔ سلطان کی زبان سے یہ الفاظ سن کر تمام علماء نے درود پڑھنا شروع کر دیا۔ اور اس چیز کو نہ صرف تسلیم کر لیا بلکہ انھوں نے فتویٰ لکھ دیا کہ آنحضرت اور ان کی آل پر درود بھیجنے کا حکم خداوندِ کریم نے دیا ہے اور چونکہ آلِ محمد میں سے اولِ علیؑ اور آخری حضرت محمد ہدی موعود علیہ السلام ہیں۔ لہذا ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ اہل بیت کے نام کا ہی خطبہ پڑھیں اور سکتے بھی انھیں کے نام کا جاری کریں۔ علماء کے اس فتویٰ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ نماز میں درود دوبارہ پڑھا جانے لگا اور اسی وجہ سے الجاتیوں سلطان دین کا مجدد قرار پایا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ اور حب علیؑ

منافق کی پہچان (۱)

بحوالہ الغفاری - بحوالہ علامہ السید نجم الحسن صاحب کراچی صفحہ ۱۳۱، و  
ارجح المطالب صفحہ ۶۰۸ بحوالہ ابن شاذان حضرت ابوذر غفاریؓ ارشاد فرماتے  
ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کے عہد میں منافقوں کو تین باتوں سے پہچان کرتے تھے :-  
(۱) اول خدا اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کرنے سے۔

(۲) نماز سے باز رہنے سے۔

(۳) جناب امیرؑ کے ساتھ ان کے بغض رکھنے سے۔

عبادتیں محبت علیؑ کے بغیر بیکار ہیں (۲)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسولؐ کریم نے فرمایا کہ اے لوگو! کساری  
عمر روزے رکھو اور ساری عمر اسی طرح نماز پڑھو کہ تمہاری کمر خمیدہ ہو جائے  
اور اس طرح عبادت کرو کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ۔ اس کے باوجود علی بن ابیطالبؑ  
کو دشمن رکھو تو خدا تمہیں ضرور جہنم میں جھونک دے گا۔ (الغفاری صفحہ ۱۶۴)

حضرت رسولؐ خدا کی ایک پیشگوئی جناب امیرؑ کے متعلق (۳)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت رسولؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے ساتھ بقیع عز قد میں موجود تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم  
جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگوں میں ایک ایسے شخص ہیں جو  
میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جنگ کریں گے جس طرح میں نے مشرکین سے  
قسران کے نازل ہونے کے وقت کی تھی، حالانکہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ  
کہتے ہوں گے۔

کاٹھ کی مٹھیا مویج کے بان  
بندھ جا سچھو علیؑ کی آن

روزنامہ جنگ کراچی صفحہ ۴۴ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۷۲ء میں جناب سلطان خاں  
۱۹/۴ - II پی، ای، سی، ایچ سوسائٹی کراچی ۲۹ لکھتے ہیں کہ غالباً ۱۹۲۳ء یا ۱۹۲۵ء کا  
واقعہ ہے کہ میں اپنے مکان واقع رامپور (یو پی) کی مرمت کر رہا تھا۔ محلے کے جولاہے مزدوری  
پر کام کر رہے تھے۔ مکان کے ایک کونے میں قدیم زمانے سے چھوٹی اینٹوں کا ایک ڈھیر  
پڑا تھا۔ ایک مزدور لڑکا اینٹیں کلا کلا کر لارہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اینٹوں کے ڈھیر سے  
سینکڑوں بچھو نکل پڑے ہیں اور لڑکا بہت سے بچھو اپنے ہاتھ میں لیے کھیل رہا ہے۔  
میں نے پوچھا تمہیں بچھو کاٹتے نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے منتر پڑھ کر انہر  
چھونک دیا ہے۔ پھر خود ہی مجھے دو منتر بتلائے جن میں سے ایک یہ تھا۔

کاٹھ کی مٹھیا مویج کے بان بندھ جا سچھو علیؑ کی آن

دوسرا منتر میرے ذہن سے قطعی نکل گیا ہے۔ کوشش کے باوجود یاد نہیں آ رہا۔  
غرض میں نے اس مزدور لڑکے کی ہدایت پر ایک منتر پڑھ کر بچھو کے ڈنک پر پھونکا اور  
اُسے آسانی کے ساتھ پکڑ لیا، اس طرح بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بچھو نے نہ تپا  
نہ کاٹا، بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ میں بچھو کے ڈنک پر انگلی رکھ کر اُسے چھیڑتا اور اپنے  
آپ کو کٹوانے کی کوشش کرتا۔ مگر وہ اپنا ڈنک دوسری طرف سکیٹ لیتا۔  
نوٹ :- یہ برکت تھی علیؑ کے نام کی جو کسی نہ کسی عامل نے ان منٹروں کے الفاظ  
میں ایسا اثر سمجھ دیا کہ ایک دفعہ ان الفاظ کو ادا کر دیجئے، جادو کا سا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔  
اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ کائنات کی ہر چیز پر حضرت علیؑ

کا تصرف ہے۔ (دومی)

جناب فضۃؓ کا بذریعہ کیمیا لوہے کے ٹکڑے سونا بنا کر

خدمت امیر المومنین میں پیش کرنا

کتاب سوانح حیات حضرت فضۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مؤلفہ جناب راحت حسین نامری۔ ناشر جاوید منزل بلاک آئی نار تھ ناظم آباد صفحہ ۱۹-۲۰۔ آپ ایک وزیر بازار سے لوہے کا ایک ٹکڑا، اور کچھ ادویہ خرید کر لائیں اور ان دواؤں کے ذریعے لوہے کو سونے میں تبدیل کیا اور خدمت امیر المومنین میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے دواؤں کے ذریعہ یہ سونا بنایا ہے۔ اس کو بازار میں فروخت فرما کر بچوں کے لیے آزدقہ کا سامان فراہم فرمائیں۔ امیر المومنین مسکرائے اور فرمایا۔ اچھا جاؤ اور ایک پتھر اٹھا لاؤ۔ جب وہ پتھر لائیں تو حضرت نے پتھر کی طرف اشارہ فرمایا، وہ فوراً سونے میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے فضۃ کو زمین کی طرف دیکھنے کے لیے فرمایا اور زمین کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ زمین میں شگاف ہو گیا۔ فضۃ نے دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے۔ یہ دیکھ کر انھیں سخت تعجب ہوا تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا فقر وفاقہ رضائے الہی کے لیے ہے نہ کہ کسی مجبوری کے سبب۔ ہم کو پروردگار عالم نے ہر چیز پر اختیار عطا فرمایا ہے۔ ہم خود اس دنیا کی لذت کو ترک کر کے صوفیائی لذت حاصل کرتے ہیں۔ ہم اہلبیت رسول کا شیوہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ یہ تختی اور پتھر اسی سونے کی نہر میں ڈال دو۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ شگاف پھر بند ہو گیا۔ اس وقت جناب فضۃ کو محسوس ہوا کہ وہ جس گھر میں آئی ہیں اس گھر کے افراد کس مرتبہ پرفائز ہیں اور کردار کی کس منزل پر ہیں۔

اگر علیؑ اپنے اقتدار کے لیے جنگ سے کام لیتے تو کیا ہوتا؟

یہ ایک اہم سوال ہے جو اکثر ہماری طرح اور بھی بہت سے مورخین کے دلوں میں اٹھتا ہوگا۔ اس سلسلہ میں خواجہ محمد لطیف انصاری صاحب اپنی کتاب اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ جلد دوم صفحہ ۱۶۳ میں تحریر فرماتے ہیں: "علی علیہ السلام اس موقع پر دراندیشی اور مصلحت بینی کی وہی راہ اختیار کی جو سرکار رسالت صلح حدیبیہ میں اختیار کر چکے تھے۔ اگر حضرت علیؑ ابوسفیان کی حمایت قبول کر لیتے اور میدان میں اتر کر اعلان جنگ کرتے تو مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ کر اتنے کمزور ہو جاتے کہ کفار و یہود و نصاریٰ سب ٹوٹ پڑتے اور وہ لوگ جو اسلام سے شکست پر شکست کھا چکے تھے۔ انتقام پر کمر بستہ ہو جاتے۔ علیؑ نے اسلام کی بھلائی اس میں دیکھی کہ وہ خاموش رہ کر اسلام کے قدموں کو مضبوط ہونے دیں۔ علی علیہ السلام کو اپنے قیام حکومت سے اسلام زیادہ عزیز و محبوب تھا، ان وجوہات کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اقتدار کے لیے جنگ نہیں کی۔"

اکانواں واقعہ

تمام خلفاء راشدین حضرت علیؑ کو اسلام کا مفتی عظم کہتے تھے

کتاب "اسلامی جمہوریت" از مصطفیٰ حسین دہلوی، ناظم آباد، کراچی نمبر ۲۳ شائع ہوئی ہے۔ صفحہ ۱۶ اور ۱۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "خلافت راشدہ میں مجلس شوریٰ ان حضرات پر مشتمل تھی۔ حضرت علیؑ کو اللہ وجہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، ہاجرہ و انصار کے مقتدر لوگ اور قبائل عرب کے سردار شامل تھے۔ جب کوئی اہم معاملہ ہوتا تو آپ ان حضرات سے مشورہ کرنے کے لیے منادی کر دیا کرتے تھے۔ سب سجدہ نبوی



میں جمع ہو جاتے اور خلیفہ ان حضرات سے رائے لیتے اور مشورہ کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اسلام کا مفتی اعظم کہا کرتے تھے۔ آپ کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے اور اس پر عمل کرتے تھے۔ حضرت علی کو عوام کی فلاح و بہبود کا بہت زیادہ خیال رہتا تھا۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو، کوئی بھوکا نہ رہے۔ مذکی مخلوق کے ساتھ انصاف کیا جائے۔

## بادلوآن واقعہ

عقیدہ کی قوت نے بھارتی ٹیم کو کامیابی سے ہمکنار کر دیا

روزنامہ مشرق مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۸ء۔

"میونس - ۲۵ مارچ (ایس ایم نقی نمائندہ خصوصی) بھارتی ہاکی ٹیم نے عقیدہ کی قوت سے آسٹریلیا کے خلاف ورلڈ کپ کے پول میچ میں کامیابی حاصل کی ہے۔ بھارتی ٹیم جو اپنے سے کمزور ٹیم کنیڈا سے ہارنے کے بعد شکستہ دل ہو چکے تھے، آسٹریلیا کے خلاف میچ کے دوران نئے غزم اور حوصلے کے ساتھ اترے بھارتی کھلاڑیوں کو دنیا غزم اور حوصلہ اس کڑے سے حاصل ہوا جس پر یا اللہ، یا محمد اور یا علیؑ کے الفاظ کندہ ہیں۔ یہ کڑا بھارتی ٹیم کے ایک عہدیدار نے گذشتہ ماہ پاکستان کے دورے کے دوران لاہور میں داتا دربار سے خریدا تھا۔ مقامی پولو کلب گراؤنڈ پر جب بھارتی ٹیم آسٹریلیا کے خلاف میچ کے لیے اترنے لگی تو اس کے مینیجر مسٹر کرتار سنگھ نے اس مقصد سے کڑے (جس کے اوپر یا اللہ، یا محمد، یا علیؑ) کے نیچے سے گزرا۔ ہر کھلاڑی نے اسے بوسہ دیا۔ اس کڑے کی برکت سے بھارتی ٹیم نے آسٹریلیا کے خلاف میچ جیت لیا، اور ایک مرتبہ پھر سیمی فائنل کی دوڑ میں شامل ہوئی۔ اس معجزہ کے بعد اب بھارتی ٹیم کے زیادہ تر راکان اور مینیجر یہ کڑا پہنتے ہیں۔"

یہ تھی نام خدا، اس کے رسولؐ اور وصیؑ رسولؐ کے نام کی کرامت جن کو آج غیر مسلم بھی عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کی برکت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

کاش مسلمان بھی سچے دل سے ان کو پکاریں اور اپنی قسمت بدلیں۔

## تربیان واقعہ

واقعہ غدیر سے انکار کر نیوالے پر عذاب الہی

ارجح المطالب صفحہ ۵۶۵ اور گلہائے عقیدت از سید زین العابدین صفحہ ۱۰

میں "جناب عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیرت علیؑ کو بلندہ کر کے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔ اے میسر پروردگار دست رکھ اُسے جو اُن کو دست رکھے۔ چھوڑ دے اُسے جو انہیں چھوڑے" نصرت نے اُسے جو اُن کی نصرت کرے۔ اے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے۔

اس حدیث کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس پر یقین نہ کرنے والے نے خدا سے عذاب سوال کیا اور اُس پر آسمان سے پتھر نازل ہوا اور اسی وقت وہ مر گیا۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیت - (سورۃ المعارج)

ترجمہ: "مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونے والا ہے کافروں کے لیے نہیں کوئی اس کا دفع کرنے والا۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو بڑے درجوں والا ہے۔ ہم اس آیت کو ارجح المطالب صفحہ ۳۶ سے پیش کر رہے ہیں۔ ہم مختصراً اس کو بیان کرتے ہیں۔ امام ابواسحق روایت کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا تو نے مجھ سے وہ سوال کیا جو اس سے قبل کسی نے نہ پوچھا تھا۔ امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے حدیث "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فِهَذَا اَعْلَىٰ مَوْلَاَهُ" کو غدیر خم میں لوگوں کو جمع کر کے پیش فرمایا اور یہ حدیث سب جگہ پہنچ گئی۔ حادثہ بن نعمان النهسی یہ سنکر دوڑتا ہوا آیا اور اوٹنی کو بٹھا کر حضورؐ سے عرض کرنے لگا۔ یا محمدؐ! آپ نے لا الہ الا اللہ پر گواہی کا حکم دیا ہم نے مان لیا۔ پھر آپ نے ناز کا حکم دیا، وہ بھی ہم نے مان لیا، پھر آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کا حکم دیا، ہم نے اس کو بھی مان لیا۔ پھر آپ نے

حج کا حکم دیا ہم نے وہ بھی مان لیا۔ سپہر رمضان کے روزے کا حکم دیا وہ بھی قبول کر لیا۔ اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم (حضرت علیؓ) کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت دی اور من کنت مولاه فعلی مولاً ارشاد فرمایا۔ یہ آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے۔ حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف آیا "خدا جو کچھ محمدؐ فرماتے ہیں سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہم پر درذناک عذاب پہنچا! جب وہ اونٹنی کے پاس پہنچا تو خدائے تعالیٰ نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اُس کے سر پر پڑا اور دُبر کی راہ سے نکل گیا۔ پس خدائے تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ "مانکا ایک مانگنے والے نے .... .."

(گلابائے عقیدت از سعید زین العابدین صفحہ ۱۱-۱۲-۱۳)

### چونواں واقعہ

### حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حُبِ علیؓ

کتاب ریاض الفروض صفحہ ۱۴ طبع نو کشور پریس لکھنؤ۔ طبع ۱۸۶۶ء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز اجمیری المتوفی ۶۳۲ھ نے حضرت علیؓ کو اللہ وجہ کی ولادت خانہ کعبہ کا تذکرہ بڑے وجہ کے عالم میں فرمایا ہے۔ یہ ان کا مشہور قطعہ ہے جس کے ذریعہ آپ نے حضرت علیؓ کی ولادت کو خانہ کعبہ میں بتایا ہے۔ جو تمام انسانوں پر ان کی ایک بڑی انضلیت ہے۔

روزیکے بکعبہ مرتضیٰؑ پیدا شد سبحان اللہ  
در کون و مکان جلوہ نما پیدا شد صلوات اللہ  
بر سبیل ز آسمان فرو آمد و گفت انتم رسل  
فسرزد سبحانہ خدا پیدا شد واللہ باللہ

### پچھینواں واقعہ

میاں نور محمد کلہوڑہ ملقب بہ خدایا رخاں ۲۳ ۱۱ھ کا  
اپنے فرزندوں کو حُبِ آلِ محمدؐ کی وصیت کرنا

کتاب تاریخ سندھ، جلد دوم صفحہ ۴۵۰ مرتبہ اعجاز الحق قدوسی ناشر مرکزی  
اردو بورڈ لاہور۔

میاں نور محمد کا دور حکومت سندھ کی تاریخ کا درخشاں دور حکومت تھا۔ آپ کلہوڑہ خاندان کے مشہور فرمانروا گذرے ہیں۔ انھوں نے اپنے صاحبزادوں کے لیے منشور الوصیت کے نام سے ایک وصیت نامہ لکھا جس کو سندھی ادبی بورڈ نے شائع بھی کیا ہے۔ اس وصیت نامہ سے ان کے بلند و پاکیزہ اسلامی، سیاسی تجربات اور دانشوری کا پتہ چلتا ہے۔ اس وصیت نامے میں جہاں آپ اور چیزوں کا ذکر کرتے ہیں وہاں اپنے بیٹوں کو آلِ محمدؐ سے محبت کا بھی درس دیتے ہیں۔

### محبتِ اہلبیتؑ

"محبتِ اہلبیتؑ ہمیشہ و ہمہ وقت یکساں باشد و محبتِ ذوالقربیٰ

فرض عین و عین فرض" وصیت نمبر ۳

توجہ: اہلبیتؑ کی محبت ہمیشہ اور ہر وقت یکساں ہونا چاہیے اور ذوالقربیٰ کی محبت فرض عین اور عین فرض ہے۔

### پچھینواں واقعہ

خانوادہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ علیہ السلام اطاعتِ باریؑ  
او اطاعتِ رسولؐ میں ایمان کی بلندی پر —

یہ عالمگیر واقعات ہیں جن کو دنیا کا ہر تاریخ دان جانتا ہے۔ اسلام کی تمام سندھ کتابوں میں موجود ہیں۔ ان واقعات کو سلسلہ کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ یہ تمام کے تمام واقعات

ایک ہی کتاب میں موجود ہیں۔ کتاب "رسولِ عربی اور عصرِ جدید" از سید محمد اسماعیل ناشر مکتبہ طلوع سحر ڈرگ کالونی کراچی۔ یہ ایک تحقیقی کتاب ہے جس کو مولف ہزارے بغیر کسی تعصب کے ایک تاریخ دان کی حیثیت سے سچائی اور اصلیت کا لباس پہناتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

### (۱) حضرت علیؑ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی زندگی کا ایک اہم واقعہ

ابرمہ نے یہ خیال کیا کہ اگر مکہ کا بیت اللہ سمار کر دیا جائے تو اہل عرب کے دلوں سے کعبہ کی عظمت اٹھ جائے گی اور عیسائی مذہب کی تبلیغ میں آسانی ہو جائے گی۔ اس کام کو پورا کرنے کے لیے اہل جثہ کی مدد لے کر ساٹھ ہزار کی فوج کے ساتھ متجہ نسل کے افریقی ہاتھیوں پر سوار ہو کر یمن سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ابرمہ کے فوجیوں نے مکہ سے باہر پڑاؤ ڈالا اور وہ اہل مکہ کے اونٹ اور بکریاں کثیر تعداد میں پکڑ کر لے گئے۔ ان میں حضرت عبدالمطلب (یعنی حضرت علیؑ کے دادا) کے دو سواونٹ بھی تھے۔ عبدالمطلب اپنے اونٹوں کا تقاضہ کرنے کے لیے ابرمہ کے پاس گئے تو ابرمہ نے کہا تعجب ہے کہ میں تمہارا کعبہ ڈھانے آیا ہوں۔ تمہیں اس کی تو کچھ فکر نہیں صرف اپنے اونٹوں کی ہی فکر ہے۔

عبدالمطلب نے جواب دیا۔ میں فقط اونٹوں کا مالک ہوں۔ مجھے صرف اونٹوں ہی کی فکر ہے۔ اس گھر (یعنی کعبہ) کا مالک بھی ایک ہے وہ خود اس کی حفاظت کی فکر کرے گا۔ یہ سچی ایساں کی پختی۔

پھر ہوا یہ کہ جب ابرمہ نے ہاتھیوں پر بیٹھ کر کعبہ محترم پر چڑھائی کی تو خدا نے سب بڑے جانور ہاتھیوں کی سرکوبی کے لیے سب سے چھوٹے پرندے اباہیل کو حکم دیا اور ان کا لشکر اپنی چونچوں میں کنکریاں لے کر آگئیں اور فضا میں منڈلانے لگیں۔ ادھر ابرمہ کا لشکر خانہ کعبہ کی طرف بڑھا اور ادھر نٹھے پرندوں نے اپنے کنکریاں برسائیں۔ ہر کنکری سر کو توڑ کر نکل گئی اور پورا لشکر ہاتھیوں کے تباہ ہو گیا۔

### ۲۔ حضرت علیؑ کے چچا حضرت حمزہؓ کا کارنامہ

حضرت علیؑ کے دادا اور حضورؐ کے دادا ایک ہی تھے اور حضرت علیؑ کے چچا بھی الگ نہ تھے۔ ایک دن جناب حمزہؓ سید الشہداء شکار سے واپس لوٹ رہے تھے۔ کوہ صفا کے قریب عبداللہ بن جرعان کے گھر کے پاس سے گزرے تو عبداللہ کی ایک لڑکی سامنے آئی اور کہنے لگی۔ ابوعمارہ (حضرت حمزہؓ) تمہیں اپنے شکار سے فرصت ہی نہیں کچھ اپنے بھتیجے کی بھی خبر ہے؛ حمزہؓ نے اُس سے دریافت کیا، کیوں کیا بات ہے؛ کچھ دیر پہلے ابوالقاسم (رسالتاب) یہاں سہارے مکان کے پاس بیٹھے تھے، ادھر سے عمرو بن ہشام (ابوہبل) آیا اور ان سے سخت کلامی کرنے لگا۔ ابوالقاسم نے سمجھا ناچاہا۔ عمرو گالی گلوچ اور ہاتھ پائی پر اتر آیا۔ ابوالقاسم کو ایذا میں پہنچائیں اور ناگفتہ بہ باتوں کی انتہا کر دی۔ یہ سنتے ہی جناب حمزہؓ آگ بگولہ ہو گئے۔ اسی حالت میں تیرکان سنبھالے خانہ کعبہ پہنچے۔ دیکھا ابوہبل قریش کی مجلس جمائے انھیں اپنی کارستانیوں کی نرے لے لیکر سنا رہا ہے۔ حمزہؓ جو انزدہ بھی تھے اور عرصہ در سبھی طیش میں آ کر آگے بڑھے اور دونوں ہاتھوں سے کمان اٹھا کر ابوہبل کے سر پر دے ماری، اور کہنے لگے بددماغ مخردی کس نشہ میں ہے؛ کیا ابوالقاسم کو لادارت سمجھ رکھا ہے۔ میں ان کا پشت پناہ ہوں۔ اور سنو پشت پناہ ہی نہیں ان کے دین کا پیرو سبھی ہوں۔ اسلام کا علمبردار، آؤ میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔ میں بھی دیکھوں کہ تم اور تمہارے ساتھی کتنے پانی میں ہیں؛ یہ سچی رسالت پناہ کی پشت پناہی۔

### ۳۔ حضرت علیؑ کے والد حضرت ابوطالب اور خدات رسول اکرمؐ

بعض مخالفین اہلبیت علماء رسولؐ موضوع بحث بناتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ ہر شخص معاملہ خداتعالیٰ اور اس کی ذات کے مابین مخصوص ہے کسی تیسرے کا مطلق دخل نہیں۔ حفاظت رسولؐ اور جانشاری اسلام کیلئے، ان نامساعد حالات میں جن جن مواقع پر اور جو خدات ابوطالب نے انجام دیں وہ کسی دوسرے نے نہیں انجام دیں۔ اُس زمانے میں کسی بڑے سے بڑے سابق الاسلام نے سبھی حضورؐ

کاساتھ نہیں دیا۔ ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ اس مدبر الامرات اقدس نے حضورؐ کی حفاظت میں شدید تکالیف و خطرات کاسامنا کیا اور جب تک آپ زندہ رہے اسوقت تک حضورؐ پر آچھ نہ آنے دی۔ شوب ابی طالبؓ میں پناہ کا طویل عرصہ جن مصائب میں گذرا اس سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اور سچہ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند شہیدؑ نے اپنے عظیم المرتبت والد کی طرح حضورؐ کی حفاظت کافرہض انجام دیا۔

۳۔ حضرت علیؑ کی والدہ گرامی جناب فاطمہ بنت اسدؓ جنہوں نے اپنے فرزندوں سے بڑھ کر حضورؐ کی پرورش کی

یہ جناب فاطمہ بنت اسدؓ کی خدمت اور رسولؐ خود رسالتؐ آپ نے ان کو اپنی "ماں" کے خطاب سے نوازا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کی والدہ گرامی جناب فاطمہ بنت اسدؓ کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ ان کے جنازے پر تشریف لے گئے اور سرہانے بیٹھ کر فرمایا "لے میری ماں اللہ تجھ پر رحم کرے۔ تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی۔ تو خود سبھو کی رہتی تھی اور مجھے کھانا کھلاتی تھی۔ تو خود پٹھے ہوئے کپڑے پہنتی تھی اور مجھے اچھے کپڑے پہناتی تھی۔ تو خود اچھے کھانوں سے باز رہتی تھی اور مجھے لذیذ کھانے کھلاتی تھی۔ تو میرے ساتھ یہ سلوک خاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور آخرت کے گھر کے لیے کرتی تھی۔ آنحضرتؐ نے غسل کا حکم دیا۔ خود قبر کھودی اور اس کے اندر پہلے لیٹے۔ قبر میں اپنے ہاتھوں سے آمارا اور سپرد دعا پڑھی"

یہ تھی حضرت علیؑ کی والدہ گرامی کی عظمت و منزلت حضرت رسول اکرمؐ کی نظر میں۔ (کتاب حضرت علی ابن ابی طالبؓ مولفہ ارمان سرحدی ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ کراچی ۳۴)۔

۵۔ حضرت علیؑ اور قربت رسولؐ کتاب بالا صفحہ ۳۵۔ شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کہیں سے تشریف لائے۔ جب حضرت ابو بکر نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ جو شخص ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو جو رسولؐ اللہ کے نزدیک سب طرحوں سے زیادہ قربت والے اور سب لوگوں سے زیادہ

بڑے مرتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنے والے کو دیکھ۔

## واقعہ

### رسول اکرمؐ کی انگشتی اور نقش علیؑ ولی اللہ

کتاب "کشمہ قدرت" مولفہ ہالیوں مرزا کھنوی۔ مقام اشاعت گلزارِ فاطمہ ۱/۶ جی۔ ۲ ناظم آباد ۲۔ کراچی ۱۵۔ صفحہ ۱۵۱۔

۱۔ مولانا شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام روایت کی ہے کہ ایک دن رسالتؐ تک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک انگشتی حضرت امیر علیہ السلام کو مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ نگینہ ساز سے اس نگینہ پر "محمد ابن عبد اللہ کندہ کرا لائیں۔ نگینہ ساز نے کندہ کر کے انگشتی واپس کی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے جب ملاحظہ فرمایا تو بجائے محمد ابن عبد اللہ کے "محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔ حضرت نے نگینہ ساز سے ارشاد فرمایا کہ "محمد ابن عبد اللہ کے بجائے محمد رسول اللہ" کیوں کندہ کر دیا۔ نگینہ ساز نے عرض کیا۔ مولا! آپ درست فرماتے ہیں۔ لیکن عجیب واقعہ ہوا۔ میرے ہاتھ کا پینے لگے۔ بلا قصد "محمد رسول اللہ" نگینہ پر کندہ ہو گیا۔ جناب امیر علیہ السلام اس نگینہ کو لے کر خاتم الانبیاء کے پاس تشریف لائے اور کل کیفیت بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ محمد ابن عبد اللہ اور محمد رسول اللہ دونوں ہی نام میرے ہیں۔ انگشتی آپ نے اپنے دستِ حق پرست میں پہنی۔ دو سکر روز جب اس پر نظر پڑی تو زیر نگینہ "علیؑ ولی اللہ" سمجھی کندہ تھا۔ اسی اثنا حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ارشاد رب العالمین ہے کہ جو کچھ آپ نے چاہا کندہ کرایا اور جو میں نے چاہا اپنی قدرت کاملہ سے اس پر نقش کیا۔

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بوساطت اپنے آبا کے کوام علیہم السلام، ارشاد فرماتے ہیں کہ "جناب امیر علیہ السلام کی انگشتی چاندی کی تھی اور اس کے اندر

۳۔ رسالت اک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ انگشتی انگشت شہادت اور انگشت درمیان میں نہ پہنوں۔ یہ طریقہ قوم لوط کا ہے۔

## واقعہ

### سونے کی انگشتی اور ریشمی کپڑے جناب سالٹاب کو لپٹنے تھے

کتاب نذرا صفحہ ۱۳۷۔ روایت ہے کہ ایک روز بحرن کے چند عیسائی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی طرف خاص توجہ نہ کی۔ یہ عیسائی عثمان بن عفان اور عبد اللہ بن عوف کے پاس گئے جن سے پہلے شناسائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے توجہی کی شکایت کی۔ یہ دونوں اشخاص ان عیسائیوں کو لے کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ جناب امیر المؤمنین نے ان لوگوں کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطب نہ ہونے کی وجہ بتائی کہ تم لوگ سونے کی انگشتی اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر یہ لوگ واپس آئے۔ دوسری مرتبہ عیسائی بغیر ان چیزوں کے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سفر میں ان لوگوں سے گفتگو کی اور اسلام پیش کیا۔ ان عیسائیوں نے انکار کیا۔ پھر طے ہوا کہ مباہلہ کیا جائے۔ جو تاریخ اسلام کا بہت مشہور واقعہ ہے۔ اس مباہلہ میں جناب رسول خدا، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ، جناب امام حسنؑ، اور جناب امام حسین علیہ السلام نے شرکت کی تھی اور اسلام کو اپنی سچائی کے ذریعہ فتح دلوائی تھی۔

## واقعہ

### خاک پاک یا خاکِ شفاء

اس کو ”خاکِ شفاء“ مٹرہ، خاکپاک، خاک تربت اور زیورات امیر المؤمنین بھی کہتے ہیں۔ یہ خاک تربت حضرت امام حسین علیہ السلام نواسہ حضرت حتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو (کربلا) عراق میں واقع ہے۔ حضرت امام عالی مقام کی شہادت سے پہلے یہ سرزمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش تھی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی زمین پر شرف کلام حاصل ہوا تھا۔ واقعات کربلا سے قبل دوسوا بیچار اور دوسوا اوصیاء اسی مقام پر درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ یہ وہ زمین ہے جسے شہیدوں کے مدفن و مسکن کا شرف حاصل ہے یہاں کی خاک پاک پر سجدہ کرنے سے عبادت قبول ہوتی ہے۔ سامان تجارت میں یہ خاک شفاء کھی جائے تو تجارت میں برکت ہوتی ہے۔ بیمار کو بیماری کی حالت میں ذرا سی خاکِ شفاء کھلانے سے بیمار کو شفاء ہوتی ہے۔ یہ خاک انتہائی اہمیت و عظمت کی حامل ہے۔

زائرین جب زیارت سے مشرف ہو کر واپس آتے ہیں تو خاکپاک سے نبی ہوتی تسبیح اور سجدہ گاہیں اپنے ہمراہ لاتے ہیں۔ یہ تسبیح دن گزرنے کے بعد اپنی اہلی حالت میں آجاتی ہے۔ زمانہ قدیم کی خاک پاک جو جناب رسول خدا نے جناب ام سلمہؓ کو دی تھی جیسا کہ روایتوں اور کتابوں میں موجود ہے۔ جن حضرات کے پاس موجود ہے، وہ ارجمند الحرم یعنی یوم عاشورہ سرخ ہو جاتی ہے اور دن گزرنے کے بعد اصل ہے۔ یہی خاکپاک جناب سید علی اوسط صاحب جو ناظم آباد نمبر ۴ نزد محفل حیدری رہتے ہیں موجود ہے۔ جو لوگ اس کی زیارت کرنا چاہیں وہ زیارت کر سکتے ہیں۔

## واقعہ

اسٹریسبرگ (امریکہ) میں اسلامی مسائل سے متعلق مطالعاتی انجمن کا

قیام اور مذہبِ شیعہ امامیہ اثنا عشری پر ان کی تحقیق کتاب "مغز متفکر" جہانِ شیعہ" ترجمہ فارسی ذبیح اللہ منصوری۔ حاصل کردہ جناب موسیٰ رضوی جنہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔

"اسلامی مسائل سترھویں صدی عیسوی سے یورپ کے دانشوروں کی توجہ کا مرکز بنا اور جب امریکہ کی یونیورسٹیوں نے وسعت پائی تو امریکی صاحبانِ ہوش و خرد نے یہ طے کیا کہ اسلامی مسائل پر بھی تحقیق کی جائے۔ صاحبانِ فضل سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ سترھویں صدی عیسوی سے آج تک امریکی اور یورپی دانشوروں نے اسلامی مسائل اور ہر طبقہ سے متعلق بزرگانِ اسلام پر بے شمار تحقیقی کتابیں لکھیں ہیں۔ لیکن ان تمام دانشوروں نے دوسری جنگِ عظیم تک اہلِ شیعہ اور اس مذہب کی عظیم شخصیتوں کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی تحقیق پر توجہ نہیں دی۔ البتہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد انہوں نے مذہبِ شیعہ اور اس فرقہ کی بزرگ ہستیوں کے بارے میں دلچسپی اپنی شروع کی۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اسٹریسبرگ میں اسلامی مسائل سے متعلق مطالعاتی انجمن فقط اسلامی مطالعات کے لیے ہی مخصوص نہیں ہے، بلکہ اس انجمن کا کام تمام ادیانِ عالم کا مطالعہ ہے جس میں دینِ اسلام بھی شامل ہے۔

اسٹریسبرگ یونیورسٹی کے اساتذہ (اور ادیانِ عالم کا مطالعہ کرنے والے دیگر ارکانِ انجمن) کے علاوہ انجمن کے دیگر محققین دائمی طور پر اسٹریسبرگ میں مقیم نہیں بلکہ دیگر ممالک میں قیام پذیر ہیں اور اپنی ریسرچ کو مستقل طور پر اسٹریسبرگ میں انجمن کے دارالتحریر (سکریٹریٹ) کو بھیجے رہتے ہیں اور ہر دو سال بعد اس شہر میں جمع ہو کر تبادلہٴ خیال کرتے ہیں۔

اس انجمن کے ۲۵ دانشوروں نے شیعہ امامیہ اثنا عشری مذہب پر تحقیقات کے

کام میں حصہ لیا۔ اب تک جو تحقیقی کام ہوا ہے اس کا انگریزی سے فارسی زبان میں درحصول میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ پہلے حصہ کا نام "اصام حسین اور ایران" دوسرے حصے کا نام امام جعفر صادق علیہ السلام کے کمالات پر مشتمل ہے۔ "مغز متفکر جہانِ شیعہ" اس کا فارسی ترجمہ جناب ذبیح اللہ منصوری نے کیا ہے۔ اردو زبان میں اس کا ترجمہ جناب سید محمد موسیٰ رضوی کر رہے ہیں جو اس سے قبل "شیخ العقیہ" کا اردو ترجمہ کر چکے ہیں۔

اسٹریسبرگ کی تحقیقاتی انجمن کے جن دانشوروں نے مذہبِ شیعہ اثنا عشری اور امام جعفر صادق علیہ السلام پر تحقیقات کی ہیں ان کے نام یہ ہیں:-

- (۱) جناب ارمن بل — بلجیم کے بروکسل اور گان یونیورسٹی کے پروفیسر۔
- (۲) جناب جان من — گان یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۳) جناب رابرٹ براؤن شوک — پیرس یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۴) جناب کلاؤڈ کاہن — پیرس یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۵) جناب ہینری کوربون — ناظم شعبہ علوم دینی اور فرانس کے مشہور یونیورسٹی کے پروفیسر۔
- (۶) جناب انریکو جوڈی — اٹلی یونیورسٹی کے پروفیسر اور ثقافتی مرکز کے معاون۔
- (۷) جناب توفیق فعل — اسٹریسبرگ یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۸) جناب فرانسکو گابریلی — روم کی یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۹) جناب رچرڈ گرام لیچ — مغربی جرمنی کی یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۱۰) آنہ املٹن — لندن یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۱۱) جناب جزار کولنٹ — پیرس میں جامعہ السنہ مشرقی کے پروفیسر
- (۱۲) جناب بل فرڈینولونگ — امریکہ میں شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۱۳) جناب ایوون لینان ڈویل فونٹ — پیرس میں علمی تحقیقاتی یونیورسٹی کے ناظم (ڈین)

- (۱۳) جناب بہتری ماسہ — فرانس کی مشہور یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۱۵) جناب پروفیسر حسین نصر — جو فی الحال ان سطور کے ترجمہ کے وقت "انجمن شانہنشاہی فلسفہ ایران" کے ڈائریکٹر ہیں۔
- (۱۶) جناب شارل پلا — پیرس کی مشہور یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۱۷) جناب موسیٰ صدر — لبنان کے مطالعات اسلامی علی اکیڈمی کے ڈائریکٹر
- (۱۸) جناب جارج وزرا — فرانس میں بیون یونیورسٹی کے پروفیسر۔
- (۱۹) جناب ازملڈز — " " " " " " " " " "
- (۲۰) جناب الیاش — لاس انجلس میں واقع کیلیفورنیا یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۲۱) محترمہ ڈورن ہینچ کلف — لندن کی مشہور یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۲۲) جناب فرٹیس یسر — سولس میں بال یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۲۳) جناب جوزف مانور — مغربی جرمنی میں واقع فری برگ یونیورسٹی کے پروفیسر۔
- (۲۴) جناب سنہن مولر — فری برگ یونیورسٹی کے پروفیسر
- (۲۵) جناب سنہن رومر — مغربی جرمنی کے مشہور یونیورسٹی کے پروفیسر

## واقعہ

### جنگ نہروان اور قول رسول اکرمؐ

کتاب مشہور الاولیاء تالیف سیدہ العارفين السیدہ محمد نور بخش بہستانی الناصر  
شیخ ابوالباقر علی بن الحسن الگردیزی۔ محمد شمس الدین تاجر کتب مسلم مسجد چوک نارکی  
لاہور۔ صفحہ ۲۵۳۔

(۱) "جب دونوں حاکموں میں اختلاف ہو گیا تو شامی لوگ امیر معاویہ کے پاس گئے  
اور عاتق امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے پاس کوفہ میں چلے آئے۔ پھر امیر المؤمنین علی

کرم اللہ وجہ نے (خوارج جو بارہ ہزار آدمی تھے اور جنہوں نے نہروان میں ڈیرہ لگا  
رکھا تھا) کی طرف لکھ بھیجا، اور ان کو مصالحت کی رغبت دلائی اور مخالفت سے  
روکا، اور ان کو ڈرایا اور آپ نے فرمایا: "میں تمہیں ڈرانے والا ہوں اس لیے کہ تم  
اس شہر کے کناہے مقتول پڑے ہو" تو انہوں نے انکار کیا اور نافرمانی کی۔  
بلکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے قاصد کو بھی مار ڈالا، تو آپ ان سے جنگ کرنے  
کے لیے تیار ہوئے، اور خوارج کے مقابلہ پر لشکر لے کر نہروان کی طرف چلے گئے۔  
حضرت ابوالیوب انصاریؓ کو امان کا جھنڈا دیا، تو ابوالیوب رضی اللہ عنہ نے  
ان کو آواز دی۔

"جو اس جھنڈے کے نیچے آجائے اُسے امان ہے۔ اور جو تم میں سے  
کوہنے کی طرف چلا جائے اُسے بھی امان ہے یا جو مدائن کی طرف چلا  
جائے اُسے بھی امان ہے۔ تو ان میں سے پانچ سو سوار جھنڈے کے  
نیچے آگئے اور ایک جماعت کوہنے کی طرف واپس چلی گئی اور ایک  
جماعت مدائن کی طرف چلی گئی۔ تو ان بارہ ہزار افراد میں سے صرف  
چار ہزار باقی رہ گئے تو امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اپنی سواری  
ڈلدل پر اپنی تلوار (ذوالفقار) سے ان سے جنگ کی۔ حضرت علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر نے ان کا محاصرہ کیا اور ان پر حملہ کر دیا۔  
اور انہوں نے سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے صرف ۹ آدمی بچے اور  
وہ بھاگ نکلے۔ حضرت علی علیہ السلام کے لشکر کے صرف دو آدمی  
شہید ہوئے۔ یہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔"

انہوں نے جنگ شروع ہونے سے پہلے یہ الفاظ کہے تھے۔ "ہم ان سے لڑائی  
کریں گے۔ ہم میں سے دس آدمی بھی نہیں قتل ہوں گے اور ان میں سے دس آدمی بھی  
مہینیں بچیں گے۔ ان مقتولوں میں ایک آدمی یا بھی پایا گیا جس کا علیہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا تھا کہ ان میں سیاہ رنگ کا آدمی ہوگا۔ اس کا ایک بازو عورت

کے پستان کی طرح تھر تھراتا ہوگا، اور وہ لوگوں میں سے بہترین فرقہ پر خرچ کریں گے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی، اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا، تو اسے تلاش کر کے لایا گیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے حلیہ کے مطابق دیکھا۔

## واقعہ

### حضرت ابوطالب اور حفاظت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتاب "حضرت علی ابن ابی طالب" مؤلف ارمان سرحدی۔ ناشر شیخ علی اینڈ سنز کراچی صفحہ ۲۹۱۔

"حضرت ابوطالب ہرات رسول خدا کو اٹھا کر اپنے بیٹے علی کو آپ کے بستر پر اس خوف کے باعث سلا دیتے کہ ایسا نہ ہو وہ لوگ جو آپ (رسول خدا) کے ساتھ بُرائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ میری اولاد مر جائے لیکن رسول خدا کو کچھ نہ ہو۔ یہ تھی ابوطالب کی محبت۔ جب جناب ابوطالب کا انتقال ہوا تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا:-

"خدا ابوطالب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مجھے بچپن میں تربیت و

پرورش سے نوازا اور جوانی میں ہر طرح میری مدد فرمائی۔"

نوٹ:- ارے مسلمانو! ذرا تو غور کرو، ذرا تو ٹھنڈے دل سے سوچو کہ اللہ کے دین کے لیے اور محمد کی شریعت کے لیے جناب ابوطالب نے خود اور ان کی آل نے کیا کیا قربانیاں دیں۔ اور اللہ نے چاہا کہ اپنے رسول کی نسل کو نبی (ابوطالب) کی نسل سے جاری رکھے۔

## واقعہ

### سفر نامہ جمیل الدین عالی "دنیا مرے آگے"

کتاب "دنیا مرے آگے" سفر نامہ جناب جمیل الدین عالی۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ صفحہ ۶۸-۶۹۔

عالی صاحب حکومت عراق کی دعوت پر عبد الکریم قاسم کی حکومت کے زمانے میں عراق تشریف لے گئے۔ جب آپ عراق گئے تو وہاں آپ شہر نجف بھی تشریف لے گئے۔ اس شہر میں حضرت علی علیہ السلام کا مقبرہ اظہر بھی ہے۔ اور آپ کا یہ مقبرہ دارالخلافہ بھی رہا ہے۔ اس شہر کے حالات اس طرح تحریر فرماتے ہیں:-

"ہم نے نجف اشرف سے آدھے گھنٹے کا سفر طے کیا اور کوفہ پہنچ گئے جہاں ہمارے لیے ایک شان دار اور جدید ریسیٹ ہاؤس میں ٹہرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ہم نے کئی کوفہ کو جو ہمارے فیضان تھے، اردو کا محاورہ سمجھایا اور کہا کہ ہم کوفہ کا پانی نہیں پیئیں گے۔ وہ جمل ہو کر مسکرائے اور کہنے لگے۔ ہاں کوفہ تاریخی اعتبار سے ایک المناک جگہ ہے۔ لیکن پانی سے گریز نہ کیجئے۔ کوفہ کا پانی حضرت علی نے بھی پیا ہے۔ کیونکہ یہاں انہوں نے بہت دن خلافت کی ہے۔ صبح مسجد کوفہ کے تاثرات عجب مرتب ہوئے۔ اس منبر کے پاس حضرت علی پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ صحن کے باہر بائیں ہاتھ کے اونچے مینار پر ایک روایت کے مطابق بلالؓ بھی اذان دے چکے ہیں۔ دائیں ہاتھ کو مسلم بن عقیلؓ کا مزار ہے، اور وہیں قریب ہی ہانی بن عؤدہ کا مزار ہے۔ تربت زین العابدینؓ بھی یہیں ہے۔ دالان سے ذرا آگے ایک طرف ایک قبۃ ہے جس کا نام مقام آدم ہے۔ روایت ہے کہ حضرت آدم کے قدم اس مقام کو چھو گئے ہیں۔ مجھ ابن آدم نے ایک تصویر یہاں بھی کھینچوائی۔ مسجد کوفہ بہت وسیع اور خوبصورت ہے۔ لیکن اس کے حسن پر تاریخی عظمتیں غالب آگئی ہیں۔

یہاں حضرت علی علیہ السلام وہ خطبے ارشاد فرماتے ہوں گے جن کی دانش و



بلاغت کا جواب عالمی ادب میں بھی مشکل سے ملے گا۔ یہیں عبداللہ ابن زیاد نے شہادتِ حسین کے بعد ہزار ہا مسلمانوں کو ناز پڑھائی ہو گئی اور خطبوں میں بڑی کا نام لیا ہو گا۔ اور لوگوں نے اس تمام صورتِ حال کو قبول کیا ہو گا۔

فا اعتبار دیا اولی الابصار

میر خلیل الرحمن (مالک جنگ اخبار) تمہیں خدا کی قسم ایک تصویر اس مقام کی اور کھینچ لو۔ میں ہر مقام پر ان سے درخواست کرتا ہوں۔ مسجد کے سچے چھپڑے حضرت علی علیہ السلام کا مکان ہے۔ ایک چھوٹے سے ٹیڈ پر ایک چھوٹا سا گھر ہے۔ جو ہانی کے باپ یا ہانی نے حضرت علیؑ خلیفۃ المسلمین کو رہنے کے لیے دیا تھا۔ اس وقت حضرت کی حکومت سندھ سے افریقہ تک تھی۔ لیکن نہ ان کے پاس ذاتی گھر تھا، نہ انھوں نے تصورات بنوایا تھا۔ یعنی ان کے رہنے کے لیے کوئی دہاٹ یا سڑک یا کوئی کرملین یا کوئی گورنمنٹ ہاؤس نہیں تھا بلکہ وہ ایک دوست اور محقق شہری کے عاریتاً دیئے ہوئے مکان میں رہ کر مشرق و مغرب پر حکمرانی کرتے تھے۔ اس مکان کے بیچ میں ایک چھوٹا سا صحن ہے۔ بائیں ہاتھ کوچیچ میں ایک نیم دائرے میں ایک بے چھت قبة سلجے۔ گویا انتظار گاہ، جہاں مشیر سردار اور گورنران کا انتظار کرتے ہوں گے۔ دائیں ہاتھ کو صحن کے دوسری طرف ایک تاریک اور بہت مختصر سا کمرہ ہے جہاں وہ شہادت کے بعد نہلائے گئے تھے۔ شاید یہ ان کا پرائیوٹ بیڈ روم ہو۔ اسی سے ذرا آگے صحن کے دوسرے کونے میں ایک اور کمرہ جو ہمارے میارے کوٹھری جیسی جگہ ہے۔ یہ زاناخانہ تھا۔ ہم خاکدان ہندوپاک کے تہذیبی رشتوں کے پابند اس کمرے میں نہیں گئے۔ کیونکہ یہ حریمِ علیؑ تھا۔ عراقی زائرین حریم میں بے کلف آ جا رہے تھے۔ ان کمروں کے سامنے ایک مختصر سادیوان خانہ ہے۔ جس کے اوپر چھت ہے۔ یہ گویا ان کا دفتر ہے جہاں پورے عالم اسلام کے سیاسی، مالیاتی، مذہبی اور دفاعی مسائل کے حل تلاش کیے جاتے ہوں گے۔ جبکہ نہ پٹکھے تھے نہ کولر نہ ایرکنڈیشنرز۔ حضرت علیؑ کا منصب یعنی اسٹٹس STATUS اور اس وقت کا فوجی انتشار ضرور اس امر کا مطالبہ کرتا ہو گا

کہ وہ ایک بڑے محل میں قیام کریں۔ لیکن وہ اسی ڈوبیڈ روم اور ایک آفس روم دلے چھوٹے سے سخت گرم اور سخت سرد گھر میں رہے اور وہیں ان کی لاش نہلائی گئی۔

وہاں وہ چھوٹا سا گھر میری گنہگار آنکھوں اور مجرم روح میں سما گیا ہے۔ خواہ اس بات پر بیسویں صدی کے صحافیوں، ادیبوں، سیاسی مفکروں، دانشوروں اور کوکتنا ہی غصہ آئے۔ اور اسی چھوٹے سے گھر کے عین سامنے بنو امیہ کے طویل و بلند محلات کے کھنڈر ان کے عروج و زوال کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ محلات جن کے ذکر سے تاریخ کی آنکھیں چپکا چوند ہوتی رہتی ہیں، آج دیرانے کھلانے کے قابل نہیں۔ ان کی دیواریں جو بہت اونچی اونچ نقوش ہوں گی، اور اعلیٰ درجہ کے مسالوں سے بنائی گئی ہوں گی فرش میں پیوست ہو گئی ہیں اور فرش بنیادوں میں پیوست ہو گیا ہے اور بنیادیں ہیں کہ غاروں کی شکل میں روز بروز نیچے دھنسی جا رہی ہیں۔

فا اعتبار دیا اولی الابصار

ہاں بھائی اب ہم شہر کو فہ دیکھیں گے۔ یہ جذبہ ہندی مسلمانوں کی میراث ہو یا کچھ اور مگر ہمیں کونے میں گھومتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ تاریخ میں ایسا کم ہوا ہے کہ ایک پورے شہر کی ایک پوری نے اپنے محترم، شریف اور مقدس اکابر کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو جیسا کہ فیوں نے بار بار کیا۔ اس وقت ہمیں جدلیت اور فلسفہ سلطنت اور منطق و تجرید کے پیچاک میں مت الجھاؤ، تاریخی عوامل کے سبق نہ پڑھاؤ، جذبات حب امنڈتے ہیں تو علم اور صبر کے تودے اس طرح پھل کر رہ جاتے جاتے ہیں جیسے کوفہ کی گلیوں میں خود کو فیوں کے بلاتے ہوئے حسینی سفیر مسلم بن عقیلؑ کا خون بہ رہا تھا۔

یہ ہیں وہ دلی جذبات و احساسات جو انسان کو حق و باطل کے تجزیہ پر مجبور کرتے اور اظہارِ حق پر آمادہ کرتے ہیں۔ جناب جمیل الدین عالی نے اپنے سفر نامہ میں نہایت پُر اثر انداز میں تجزیہ کیا ہے۔

## مالگذاری سے متعلق حضرت علی کا حکم

اس واقعہ میں میں آپ کو ایک روایت بتاؤں گا جس سے معلوم ہوگا کہ دورِ خلافتِ حضرت علی علیہ السلام میں آپ اپنے ماتحتوں کے ذریعہ کس طرح جزیہ وصول کرتے تھے اور اس سلسلہ میں آپ کے کیا احکام تھے۔

کتاب تاریخ معاویہ از گویا جہان آبادی - پبلشر گویا جہان آبادی - ۳/۳  
ٹی وی کالونی کراچی - صفحہ ۶۲ - ۶۳۔

”بیہقی نے اپنے سنن میں نقل کیا ہے کہ ”بزرگ سالور جسے عرب بڑھ نابلور کہتے ہیں، ایک ضلع تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک صاحب کو وہاں کی مالگذاری وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ رخصت کرتے وقت ان سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ دیکھنا ایک درم کو وصول کرنے پر بھی کسی کو کوڑے نہ مارنا اور ہرگز ہرگز ذمی رعایا کی اُن چیزوں کو بقایا میں نیلام نہ کرنا جو اُن کی روزی روزی کا ذریعہ ہوں۔ گراما اور سرا کے لیاں اور ان کے مویشی جن سے وہ کاشت اور باربرداری کا کام لیتے ہوں۔ اُن کو بھی ہاتھ نہ لگانا۔ اس شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ ”امیر المؤمنین! پھر تو اسی طرح واپس ہو جاؤں گا جیسے جا رہا ہوں۔ یعنی کچھ وصول نہ ہوگا۔“ مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا ”خواہ تم اسی طرح واپس کیوں نہ ہو۔“ پھر فرمایا۔ ”تم پر افسوس ہے مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کی زندگی کی اصلی ضرورتوں سے جو بچ جائے اس سے مطالبہ جائز وصول کیا جائے۔“ (سنن بیہقی ۲۵۵)

## واقعہ

اے ابن ابیطالب شرافت کی تم نے حد کردی۔ حضرت عائشہ

کتاب تاریخ معاویہ از گویا جہان آبادی صفحہ ۶۸ اور ۶۹ میں تحریر ہے کہ

”جنگِ جمل کے اختتام پر حضرت علی علیہ السلام نے خود اپنی نگرانی میں

صدیقہ (حضرت عائشہ) کو بصرہ سے حجاز روانہ فرمایا۔ اس موقع پر ایک لطیفہ قابلِ ذکر ہے کہ عائشہ صدیقہ کو جب آپ روانہ کرنے لگے تو اُن کے ساتھ آپ نے اُن کے

حقیقی سہائے عبدالرحمن بن ابی بکر اور جو اس جنگ میں حضرت علیؑ کی طرف سے لڑے تھے) کو کر دیا۔ تیس تیس سپاہی اور بیس عورتیں بھی خدمت کے لیے ساتھ روانہ کی گئیں۔

لطیفہ یہ ہے کہ ان عورتوں کو حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ سر پر عمامہ باندھ لیں اور تلواریں حاصل کر لیں۔ بظاہر اُن کی شکل مردوں کی نظر آتی تھی، عورتوں پر قدغن

تھا کہ حضرت عائشہ پر یہ راز کھلنے نہ پائے کہ یہ عورتیں ہیں۔ حسبِ ہدایت سارے راستے یہ مردنا عورتیں آپ کی خدمت میں رہیں۔ جب حضرت عائشہ مدینہ پہنچ گئیں۔

لوگ ملنے آئے اور حالات دریافت کرنے لگے تو آپ نے حضرت علیؑ کے حسن سلوک کی بہت تعریف کی وہاں صرف یہ شکایت کی کہ انھوں نے رفاقت میں چند عورتوں

کو ساتھ نہ کیا۔ اس پر عورتوں نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ لکھا ہے کہ اُسی وقت عائشہ مسجد میں چلی گئیں اور سر اٹھا کر کہنے لگیں کہ اے ابن ابی طالب شرافت کی

تم نے حد کردی“ (مسودہ)

یاد رہے کہ حضرت عائشہ حضرت علی علیہ السلام کی اس حالت میں تعریف کر رہی ہیں جب وہ حضرت علیؑ سے جنگ کر کے جمل میں شکست پا چکی ہیں۔

## واقعہ

یمن میں اسلام کی روشنی حضرت علی مرتضیٰ کے فیض سے پھیلی

کتاب رحمتِ عالم تالیف سید سلیمان ندوی۔ ناشر لاہور اکیڈمی لاہور۔ ۳۳۴

میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۔

”یمن کے بعض قبیلوں میں اشاعتِ اسلام) کا کام کرنے کے لیے پہلے حضرت

خالد بھیجے گئے۔ وہ چھ مہینے تک اپنا کام کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ دیکھ کر

## واقعہ

### حسن اور حسین نام خدا کے پسندیدہ نام ہیں

کتاب **بجز** صفحہ ۹۲۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت جبریلؑ ایک دن حضور نبویؐ میں حاضر ہوئے اور بارگاہِ ایزدی سے صریح پر لکھے ہوئے یہ دونوں نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت جبریلؑ نے کہا کہ حسن اور حسینؑ بہشت کے مقدس ناموں میں سے ہیں۔ اس لیے ان شہزادوں کے نام ہی رکھے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے خداوندی کے مطابق دونوں شہزادوں کے نام حسن اور حسین رکھے۔

## واقعہ

### آسمانی بجلی نے راستہ کے اندھیرے کو روشن کر دیا

کتاب **بجز** صفحہ ۱۰۵۔ لطائفِ اشرفی میں یہ روایت منقول ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد آپ نے وضو کیا کہ امی کے پاس جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا جاؤ۔ امام حسن نے کسی قدر اضطراب کے ساتھ کہا کہ میں اندھیرے میں کس طرح جاؤں گا۔ ابھی الفاظ آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے کہ یکایک آسمان پر سے ایک بجلی نیچے آئی اور متواتر چمکتی رہی۔ حضرت امام حسن اس کی روشنی میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لے گئے، اور جب تک آپ گھر نہ پہنچ گئے اس وقت تک وہ بجلی آپ کا راستہ روشن کرتی رہی اس کے بعد آسمان کی طرف چلی گئی۔

آپ (رسول خدا) نے ان کو داپس بلایا اور ان کی جگہ حضرت علی بن ابی طالب کو بھیجا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے ان کے سب رئیسوں کو بلایا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا مبارک خط پڑھ کر سنایا۔ ساتھ ہی سارا کا سارا قبیلہ مسلمان بن گیا۔ چنانچہ سہدان، جذیمہ اور مدح کے قبیلوں میں اسلام کی روشنی حضرت علی مرتضیٰ ہی کے فیض سے پھیلی۔

## واقعہ

### یہ خاندان اہلبیت کی عصمت ہے کہ دوست اور دشمن ہر ایک ان حضرات کے آگے سر خم کرتے ہیں

(۱) کتاب سید الشہداء تالیف جناب عبدالاشرفی مدیر روزنامہ زمیندار۔ ناشر سیٹھ آدم جی عبداللہ ممبئی والے۔ نوکھا بازار لاہور صفحہ ۹۳۔ "لطائفِ اشرفی کی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت امام حسنؑ نے یہ خلافت کی سند اور سلطنتِ امیر معاویہ کے لیے چھوڑی تو امیر معاویہ نے حیرانی کے ساتھ کہا کہ یا ابو محمد آپ نے تو ایسی جوانمردی کا اظہار کیا ہے کہ بڑے بڑے جوانمردوں سے اس کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ یہ کر سکتے ہیں کہ اپنی سلطنت کسی دوسرے کے حوالے کر دیں۔ لیکن آپ نے ساری سلطنت اور خلافت اپنی خوشی سے چھوڑ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی شان و عظمت اپنی نظیر نہیں رکھتی اور آپ کے نزدیک اس دنیوی جاہ و جلال کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔" ناشر اللہ

(۲) کتاب ہذا ہی میں ایک روایت، امیر معاویہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن علیہ السلام کی زبان اور لب کو چوستے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ اس زبان اور ان ہونٹوں کو ہرگز عذاب نہ دے گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوسا۔

## واقعہ

### ان کی غدا زبان رسول خدا تھی

کتاب بندہ صفحہ ۱۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی جو اکثر کتابوں میں منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ امام حسنؑ کے دہن مبارک کو کھولتے تھے اور پھر اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں داخل فرماتے تھے۔ اور اُس کے ساتھ ہی فرماتے تھے کہ خدا ندا میں اسے دوست رکھتا ہوں، تو بھی اسے دوست رکھ اور اُس کو بھی دوست رکھ جو اسے دوست رکھے۔ آنحضرتؐ تین بار اسی طرح کہتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسنؑ کی زبان اور ہونٹوں کو چوستے تھے اور جب ہزارے بھوکے یا پیاسے ہوتے تو حضورؐ اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دیتے جسے وہ چوستے اور پھر دن بھر بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کرتے۔

## واقعہ

### جو ان ہے تو علیؑ ہے اور تلوار ہے تو ذوالفقار ہے

کتاب شجر الاولیاء تالیف سید العارفین السید محمد نور بخش قہستانی۔ ناشر شیخ ابوالباقر علی بن اکسین انگریزی۔ لٹن کاپتہ محمد شمس الدین تاجر کتب مسلم مسجد چوک اندکلی لاہور صفحہ ۲۳۰۔ میں حالات جنگ احد تحریر فرماتے ہوئے لکھے ہیں :-

”جب احد کی جنگ ہوئی تو مشرکین کی تعداد پانچ ہزار تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی اور تین سو دینہ کے منافق تھے۔ جب دونوں منافق آپس میں ٹکرائے اور گھمان کی جنگ شروع ہو گئی تو منافق بھاگ کر باہر نکل گئے اور ان کے ہمراہ کز و مسلمانوں کی ایک جماعت بھی چلی گئی۔ جبکہ انھوں نے شیطان کی یہ آواز سنی کہ محمد قتل ہو چکے ہیں۔ حالانکہ اس وقت صرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شہید ہوئے تھے۔ اور اس وقت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ آدمی رہ گئے جن میں سے سات ہاجر تھے ان میں حضرت علیؑ و ابو بکرؓ بھی تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ اور پانچ انصاری تھے۔ پھر جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی کہ اے اللہ کے بندوں میرے پاس جاؤ، اللہ کے بندوں میرے پاس جاؤ تو پھر وہ لڑائی کے لیے پلٹے۔ اور علی علیہ السلام مشرکوں کے ساتھ ذوالفقار کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور آپ نے اکیلے ہی سات مشرک نامور سرداروں کو قتل کر دیا۔ پھر عواتیز ہو گئی اور ہاتھ غیبی نے آوازی لے لیا۔

پھر مشرکین شکست کھا گئے۔ احد کی جنگ میں فتح حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے صبر اور ان کی بہادری کی وجہ سے ہوئی۔

نوٹ :- اس واقعہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں بھی کیا ہے۔ جن سات نامور مشرکوں کو علی علیہ السلام نے قتل کیا ان کے نام یہ ہیں :- (۱) طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ (۲) عبد اللہ بن جمیل بن عبدالدار (۳) ابوالاکرم بن الافنس (۴) سہاب بن عبد العزیٰ (۵) ابوامیہ بن المغیرہ (۶) ابوسعد بن ابوطلمہ (۷) بنی عبدالدار کا حبشی غلام۔

## واقعہ

حضرت علیؑ علیہ السلام کی عدیم المثال جسمانی قوت جس نے

دشمنوں کے دلوں میں ہیبت کا سکہ بٹھادیا

کتاب حضرت علی ابن ابی طالبؑ مؤلف ارمان سرحدی، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔ صفحہ ۲۷۴۔ ۲۷۵ میں تحریر ہے :-

”مطالب السؤل میں لکھا ہے کہ امیر المؤمنین جب جنگ صفین کی طوت متوجہ ہوئے تو ایک مقام پر آپ کے ساتھیوں کو پانی نہ ملا۔ دائیں بائیں ڈھونڈا کچھ سراخ نہ ملا۔ حضرت علیؑ ساتھیوں کو ایک جگہ لے گئے جہاں کچھ فاصلے پر میدان میں عیسائیوں کا ایک گرجا تھا۔ لوگ گرجا کے قریب گئے اور وہاں کے پادریوں سے پانی کے متعلق پوچھا۔

اس نے کہا یہاں سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ جس طرف میں اشارہ کرتا ہوں ،  
 اُدھر چلے جاؤ۔ حضرت علیؑ نے ساتھیوں سے فرمایا سنو، راہب کیا کہتا ہے۔ انہوں  
 نے عرض کیا کہ وہ کہتا ہے کہ پانی یہاں سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ مگر وہاں ہمیں  
 پہنچنے کی قوت نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، وہاں تک جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے چتر  
 کا منہ قبلہ کی طرف پھیر کر اس گرجے کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا کہ فلاں  
 جگہ کھودو۔ لوگوں نے کھودنا شروع کیا تو ایک بھاری پتھر نمودار ہوا۔ لوگوں نے  
 عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہاں پتھر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ پتھر پانی کے اوپر ہے۔ لوگوں  
 نے اسے مٹانے کی کوشش کی مگر وہ ہل نہ سکا۔ تمام آدمیوں نے مل کر زور لگایا مگر پتھر  
 نے جنبش نہ کی۔ یہ دیکھ کر جناب امیر المومنین سواری سے اترے اور استین چڑھا کر  
 پتھر کے نیچے انگلیاں رکھیں پھر اسے زور دیکر ہاتھ پراٹھا لیا۔ اس کے نیچے سے نہایت  
 شیریں پانی کا چشمہ نکلا، لوگ سیر ہو کر پانی پینے لگے۔ پورے سفر میں انہیں ایسا میٹھا  
 اور گھنٹھ پانی نہ ملا تھا۔ جب سب لوگ پانی پی چکے تو آپ نے پتھر کو اٹھا کر  
 اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ راہب اپنے گرجا کی چھت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں  
 سے کہنے لگا، مجھے نیچے اتار دو۔ لوگوں نے اسے چھت پر سے اتارا اور وہ حضرت علیؑ  
 کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبیِ مرسل ہیں۔ آپ نے جواب  
 دیا، "نہیں"۔ کہنے لگا، "پھر آپ فرشتہ مقرب ہیں"۔ آپ نے فرمایا، "نہیں، میں خدا کے  
 رسول محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین کا وحی ہوں"۔ راہب نے کہا، "اچھا پتھر اتار لیا  
 میں آپ کے ہاتھ پر اسلام لاتا ہوں"۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا راہب مسلمان ہو گیا۔

(۲۱) غزوہ خیبر میں بھی اسی طرح آپ نے قلعہ خیبر کا دروازہ اکھاڑا تھا۔ جسے چالیس  
 آدمی کھٹولنے اور بند کرتے تھے۔ روایت میں موجود ہے کہ آپ ایک ہاتھ پر اس دروازے  
 کو اٹھائے ہوئے خندق میں اتر گئے اور اس دروازے کو آپ نے اپنے ہاتھوں پر پل  
 بنا یا۔ اس کے بعد اسلام کو اس کے ذریعے قلعہ میں پہنچا دیا۔

اسلام بن گیا یہ لکھتے ہیں کہ پہل نامی بت جو کہ خانہ کعبہ میں نصب تھا اور اس قدر

دزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر بھی اُسے نہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر حضرت علیؑ نے  
 اسے ہسانی اٹھالیا اور دو رو پھینک دیا۔ یہ بت اس طرح ٹوٹ گیا جیسے کا پتھر  
 ٹوٹ جاتا ہے۔

## واقعہ

### بلوچستان میں آج بھی حضرت علیؑ کی معجز نائی موجود ہے!

بلوچستان میں قلات ضلع میں آج بھی حضرت علیؑ کی معجز نائی موجود  
 ہے۔ قلات ضلع میں لاہوت لامکاں ہے جو کراچی سے تقریباً ۲۵-۳۰ میل دور ہے۔  
 اس مقام پر سواری کے جانے کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ اس کے باوجود لوگ کافی  
 تعداد میں اس مقام پر جاتے ہیں۔ روایت کے مطابق اس جگہ پر حضرت علیؑ نے  
 خود تشریف لائے تھے۔ اور آپ نے یہاں پر کوکل نامی جادو گر یا دیو کو دو پہاڑیوں  
 کے درمیان لوہے کی زنجیروں سے جکڑ کر قید کیا ہے۔ ان پہاڑیوں کے  
 درمیان اوپر سے لے کر نیچے تک ایک سی دراڑ ہے اور نوچندی جمہرات کو ان پہاڑیوں  
 کے درمیان سے زنجیر ہٹانے کی آواز آتی ہے اور یہاں پر زمین سے ہر تین میل کے  
 فاصلے پر آپ نے دو مقام پر قیام کیا ہے اور عبادت بھی کی ہے جس کا یہاں پر نشان  
 موجود ہے۔ آپ کے قدموں کی برکت سے دو مقام پر چشمے پیدا ہو گئے ہیں۔ حیدری  
 ملنگ شعبان کے ہمینہ میں یہاں کافی تعداد میں پاکستان کے ہر گوشے سے آتے ہیں۔  
 جیسا کہ تاریخ سندھ کتاب اول شائع کردہ مرکزی اردو بورڈ لاہور۔ مرتبہ اعجاز اسحق  
 قدوسی صفحہ ۶۶ میں تحریر ہے کہ:-

"۳۵ھ میں حضرت علیؑ مسند آرائے خلافت راشدہ ہوئے۔ آپ نے ۳۵ھ  
 میں شاعر بن دعورا کو سپہ سالار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر مقرر کیا۔ یہ ایک بڑی فوج  
 لے کر جس میں حارث بن مرہ جیسے تجربہ کار بھی تھے۔ جنگی ساز و سامان کے ساتھ وہاں بھیجے  
 اور مختلف علاقوں کو فتح کرتے ہوئے کوہ قیقان تک پہنچے۔ قیقان کا موجودہ نام

ہے۔ قیقان میں بڑی سخت لڑائی ہوئی، کیونکہ پہلے ہی سے بیس ہزار قیقانی تمام دروں کی ناکہ بندی کیے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے لڑائی کے دوران نعرہ اللہ اکبر اس زور سے بلند کیا کہ قیقانی لشکر میں ہیبت سے بھگدڑ پڑ گئی۔ قیقان کے رہنے والوں نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے بڑی تعداد میں جنگی قیدی گرفتار کیے۔ یہاں تک تو اس کتاب کے حوالے سے ملتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا لشکر قلات میں آیا۔ اس جگہ پر اس وقت جس کی حکومت تھی اس کا نام کوکل جادوگر یا دیوتھا۔ اُس نے اس لشکر کو ٹھیکر لیا۔ پھر آپ نے اپنے اعجاز سے آکر اپنے لشکر کی اس جگہ مدد کی اور آج بھی آپ کی بہت سی نشانیاں یہاں موجود ہیں جن کو لکھا نہیں جاسکتا۔ خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد آپ کو یقین آئے گا۔ اس مقام پر جانے کے لیے ٹی آر کیٹ کراچی سے خاص طور پر گاڑیاں جاتی ہیں۔ یہاں پر لوگ کہتے ہیں کہ جب کبھی کوئی گاڑی یا مسافر راستہ بھول جاتا ہے تو وہ ایک خاص نعرہ لگاتا ہے "جیے شاہ" تو اس کو جواب ملتا ہے "جبل میں شاہ" اور اس طرح خود بخود اس کو راستہ معلوم ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اس مقام کی زیارت کر کے آتے ہیں وہ بڑے فخر سے اپنے کو لاهوتی کہتے ہیں۔ حیدری منگ حضرت لعل شہباز قلندر کے عرس کے بعد جب کے ہمیں میں پیدل پہاڑی پہاڑی سندھ کے اندرونی علاقے سے ہوتے ہوئے بلوچستان کے اس پہاڑی علاقہ تک ۲۰ دن کی مسافت کے بعد آتے ہیں۔ لوگ ان منگوں کی بڑی خاطر مدارت کرتے ہیں۔ اپنے پاس سے کھانا وغیرہ کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حیدری منگ ہیں ان کی وجہ سے ہمارے گھر میں برکت ہوگی۔ اس مقام پر پانی کے چشمے ہیں ان سے ضرورت کے مطابق پانی اُلتارتے ہیں اگر سو آدمی ہیں تو ان کی ضرورت پوری ہوگی اور اگر لاکھ آدمی ہیں تو ان کی ضرورت کے مطابق چشمے سے پانی نکلے گا۔ اس کے علاوہ زمین کے اندر سے گھڑی مسور کی دال کی طرح کے چھوٹے چھوٹے پتھر کافی تعداد میں نکلتے ہیں جو گیس اور پیٹ کی جملہ بیماریوں میں کام آتے ہیں۔ یہ تمام واقعات صوفی عشرت علی صاحب نے خود دیکھے اور مجھ سے بیان کیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بعض واقعات تو ایسے حیرت انگیز ہیں جن کو ان یقین

مہین کرے گا جب تک خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے۔

## واقعہ

### حسن مجتبیٰ کی عظمت و جرات

کتاب صلح امام حسن علیہ السلام از مولانا سید تقی حسین صاحب مطبوعہ ادبی پرنٹنگ پریس کراچی صفحہ ۲۰ بحوالہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۹ مطبوعہ جمیدی پریس کانپور یو پی انڈیا۔ تحریر کرتے ہیں کہ

(۱) " ایک دفعہ اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت ابوبکر منبر رسول پر بیٹھے تھے کہ امام حسن تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا "میرے باپ کے منبر سے اتر آؤ" اسفوں نے کہا "سچ ہے یہ آپ کے باپ ہی کی جگہ ہے" اور امام کو اپنے دوش پر بٹھالیا اور اُٹنے لگے۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے فرمایا "بھئی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نہیں بتلایا تھا" حضرت ابوبکر نے کہا "ہاں میں کب الزام لگاتا ہوں"

(۲) اسی کتاب میں ایک روایت اور موجود ہے "عقبہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر حضرت حسن مجتبیٰ کو گود میں لیے کمر رہے تھے۔ میرے باپ شاربج کی تصویر ہو علی کی نہیں، اور علی منہس رہے تھے"

## واقعہ

### معز الدولہ (آل بوسیمہ) نے عبید غدری منانے کی رسم جاری کی

کتاب عالمی تاریخ نامشر علی باب ڈپلو ۱۵۲۲ اردو بازار کراچی صفحہ ۳۲۳ میں تحریر ہے کہ "آل بوسیمہ تقریباً سو سال تک عراق و ایران پر حکومت کرتے رہے ہیں۔ اس خاندان کے ایک فرد جو کہ اپنے وقت کا زبردست حاکم شمار کیا جاتا تھا۔ جس کا نام معز الدولہ تھا۔ اس کتاب کے مطابق اس نے یعنی "معز الدولہ کے دور اقتدار میں

عید غدیر منانے کی رسم جاری ہوئی اور عاشور کے دن کاروبار بند کر کے ماتم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ پہلی مرتبہ بغداد میں عورتوں اور مردوں نے حضرت امام حسین کی شہادت کا غم منایا اور یوں تعزیر داری و عزاداری کی ابتداء ہوئی۔

## واقعہ

”حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصول سے“

کتاب عالمی تاریخ - ناشر علی بک ڈپو، ۵۳ اردو بازار کراچی صفحہ ۱۶۴۔

حجرو ابن عدی کا قتل - امیر معاویہ کے عہد کا ایک افسوسناک واقعہ حضرت حجرو ابن عدی (رسول) اور آپ کے ساتھیوں کا قتل ہے۔ آپ آنحضرت کے صحابی اور حضرت علیؑ کے جلیل شماروں میں تھے۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ یہاں آپ کے گرد حضرت علیؑ علیہ السلام کے حامیوں کا ایک حلقہ بن گیا تھا۔ امیر معاویہ نے برسرِ منبر حضرت علیؑ علیہ السلام پر جو سببِ شتم کی بُری رسم جاری کی تھی اُس کو تمام حکام ادا کیا کرتے تھے اُبری اور غیر شری (رسم سے قدرتی طور پر حضرت حجرو ابن عدی اور آپ کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچتی تھی۔ جب تک حضرت مغیرہ کوفہ کے والی رہے حضرت حجرو سببِ شتم کا جواب سببِ شتم سے دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیا کرتے تھے۔ مگر جب مغیرہ کا انتقال ہوا اور ان کی جگہ پر زیاد (مخون) کوفہ کا والی بنا تو وہ جوابی سببِ شتم کو برداشت نہ کر سکا اور حضرت حجرو (مرد مومن) اور آپ کے چھ ساتھیوں کو گرفتار کر کے امیر معاویہ کے پاس دمشق بھیج دیا۔ امیر معاویہ نے انھیں بغاوت کے جرم میں قتل کی سزا دیدی۔ ارے ذرا انصاف تو کرو کیا یہ بغاوت تھی۔ کیا تمہاری اس حرکت کا جواب تھا جو تم حضرت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ کر رہے تھے۔

## واقعہ

”حسین کی محبت نے لڑکے کے ماں باپ کو بخشوا دیا، جس کی

شفاعت رسول خدا نے فرمائی“ کتاب سید الشہداء مرتبہ عبداللہ شری مدیر روزنامہ زمیندار لاہور۔ ناشر سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشر نوکھا بازار لاہور صفحہ ۲۸ میں تحریر کرتے ہیں کہ ”ایک دن حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اصحاب کے ہمراہ منہ کے ایک کوچہ سے گزر رہے تھے۔ اس کوچہ میں چند لڑکے کھیل رہے تھے۔ حضور نے ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو گود میں اٹھالیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت پیار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں بڑا تعجب ہے کہ یہ کون لڑکا ہے جسے آپ نے اس قدر پیار کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس لڑکے کے ساتھ میرے زیادہ پیار کا وجہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اس لڑکے کو حسین کے ساتھ کھیلنے دیکھا تھا۔ اور یہ لڑکا حسین کے قدموں کی خاک لے کر اپنی آنکھوں سے ملتا تھا۔ میں اسی دن سے لڑکے کو درست رکھتا ہوں اور کل قیامت میں اس لڑکے کی شفاعت کروں گا اور اس کے ماں باپ کو بخشوا کر جنت میں داخل کروں گا۔“

حضرت رسول خدا اپنے علم کی وجہ سے حسین علیہ السلام کی عظمت جانتے تھے کہ میرے بعد خدا کے دین اور میری شریعت کے لیے اپنی اور اپنے خاندانہ کی قربانی دیکر قیامت تک کے لیے دینِ اسلام کو سر بلند کر جائے گا۔

## واقعہ

یہ حسین علیہم السلام ہیں جن کے کپڑے اللہ جل شانہ نے عیدی

کے طور پر جنت سے بھیجے تھے کتاب سید الشہداء مرتبہ جناب عبداللہ شری مدیر روزنامہ زمیندار صفحہ ۲۹ پر تحریر ہے کہ ”یہ روایت تو عام طور پر شہر ہے کہ ایک دن

عید کے دن صبح ہی صبح حضرت رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خاتونِ جنت کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ فاطمہ زہرا بیٹی رورہی ہیں اور غمِ اندوہ سے سخت بے قرار ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بیٹی آج عید ہے اور خوشی کا دن ہے مگر تم رورہی ہو کیا بات ہے، کس وجہ سے غمگین ہو۔ حضرت خاتونِ جنت نے جواب دیا کہ بابا جان حسن اور حسین کے کپڑے پڑانے میں، اور بچے نئے کپڑوں کے لیے ضد کر رہے ہیں۔ میں بہتیرا سمجھاتی ہوں مگر نہیں مانتے، انھیں میری تنگ دستی کا حال کیا معلوم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر متامل ہوئے تو اتنے میں حضرت جبریلؑ آئے اور دو ہبشتی جوڑے ان دونوں بھائیوں کے قدموں کے مطابق سلے ہوئے پیش کر کے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ لال نہ کیجئے اور صاحبزادوں کو یہ ہبشتی جوڑے پہنا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتونِ جنت سے فرمایا۔ اے مگر گوشہ رسول اپنے حجرہ میں جاؤ۔ وہاں جبریلؑ نے دو جوڑے ہبشتی رکھے ہیں، وہ بچوں کو پہنا دو۔ حضرت فاطمہ حجرہ کے اندر تشریف لے گئیں تو دیکھا کہ ایک چاندی کے طشت میں دو انمول جوڑے بڑے بڑے تکلف سے رکھے ہیں حضرت فاطمہ نے وہ طشت لاکر سرد رکھ دینے کے حوالے کیا اور دونوں جوڑے حسن اور حسین کو دیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری عید ہی آئی ہے۔

### واقعہ

#### معاویہ کے مقابلہ میں علیؑ خلیفہ برحق ہیں (ابوہریرہ)

(۱) خلفائے راشدین، از مولانا عبدالشکور (لکھنوی) ناشر کتاب دارالاشاعت، مولوی مسافر خانہ کراچی صفحہ ۲۲۳ میں اس طرح لکھتے ہیں :- "دورانِ جنگ میں حضرت ابوہریرہ جو حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں سے روزانہ حضرت معاویہ کے دسترخوان پر جا کر کھانا کھاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے کہا کہ اے ابوہریرہ آپ کی عجیب حالت ہے۔ نماز علیؑ کے پیچھے پڑھتے ہیں اور انھیں کے ساتھ ہو کر لڑتے ہیں اور کھانا یہاں آ کر کھاتے

ہیں۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا نماز انھیں کے پیچھے اچھی ہوتی ہے اور خلیفہ برحق وہی ہیں۔ لہذا جہاد انھیں کے ساتھ ہو کر اچھا ہے اس لیے نماز میں پڑھتا ہوں اور جہاد بھی انھیں کے ساتھ ہو کر کرتا ہوں۔ مگر کھانا تمہارے یہاں اچھا ہوتا ہے۔ لہذا کھانا تمہارے یہاں آ کر کھاتا ہوں۔"

(۲) اسی کتاب میں صفحہ ۲۴ پر امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے لیے لکھا ہے: "مسافروں کی، غریبوں کی، پردیسیوں کی خبر گیری، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا آپ کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔"

(۳) کتاب ہذا صفحہ ۲۴ پر تحریر ہے کہ "حضرت علیؑ کی عبادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو بدن میں کچھ آجاتی اور پھر زرد ہو جاتا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ فرمایا کہ اس امانت کا وقت آجاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر اتارا تو اس کے تحمل سے عاجز ہو گئے اور میں نے اس کا تحمل کیا۔"

### واقعہ

#### دین کے بادشاہ کی شادی

کتاب "سید الشہداء" از عبدالاشرفی مدیر روزنامہ زمیندار صفحہ ۱۰ میں تحریر کرتے ہیں کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جب عراق سے ایران کا بادشاہ یزدجرد مسلمانوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا تو اس کی بیٹی شہزادی (شہر بانو بھی مالِ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور وہ حضرت عمر کے سامنے پیش کی گئیں۔ ہر ایک شخص کی خواہش تھی کہ شہر بانو اسی کو مل جائیں۔ لیکن حضرت عمر نے لڑکی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تک تم دنیا کی شہزادی تھیں مگر آج میں تمہیں دین کے شہزادے کے حوالے کرتا ہوں۔ چنانچہ شہر بانو کا نکاح حضرت ام حسین علیہ السلام سے کر دیا گیا۔"



## جس کی سواری ہادی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنے

کتاب کشف المحجوب (اردو) نسخہ سمرقند، مصنف ابو الحسن سید علی بن عثمان ہجویری (داتا گنج بخش) مترجم ابوالحسنات سید احمد قادری ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱۔ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دربار رسالت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور نے سیدنا امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اپنی پشت پر سوار کر رکھا ہے اور ایک ڈوری اپنے دہن مبارک سے نکال کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں دے رکھی ہے اور امام حسین علیہ السلام ہانک رہے تھے، اور حضور اپنے گھٹنوں سے تشریف لے جا رہے تھے۔ توحب میں نے (حضرت عمر) یہ شان دیکھی تو عرض کیا، اے ابوعبید اللہ آپ نے سواری تو بہت عجیب پائی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عمر سواری تو ایسے ہی اچھے ہیں۔"

## واقعہ

کتاب اعجاز التنزیل از قلم خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر مرحوم ناشر امیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور، صفحہ ۱۳۵ میں اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ :-

"جناب مقدس مرتقوی کے فضائل و کمالات کا اعتراف نہ صرف ان کے کشف برداروں اور مسلمانوں کو ہی ہے بلکہ مخالفوں اور غیر مذہب والوں نے بھی بڑے شہود سے اس کا اعتراف نہ صرف کیا ہے۔ دیکھو ہائی کورٹ بمبئی کے فاضل جج مسٹر جسٹس آر نولڈ نے ایڈوکیٹ جنرل بنام محمد حسن خوجہ کے مشہور مقدمہ میں جو ایک نہایت عالمانہ فیصلہ لکھا تھا اس میں یہ لکھا ہے :-

"الفرض علی" کی شہادت سے سب مسلمانوں میں تمہلکہ عظیم پڑ گیا۔ علیؑ کو

سب لوگ دل سے عزیز رکھتے تھے اور وہ اسی قابل تھے۔ اس زمانے میں

بھی جبکہ شجاعان عرب شہرہ آفاق تھے اس ضرغام آل ابوطالب اس اللہ

الغالب، ان کا لقب تھا۔ اور شیخ العرب ان کو کہتے تھے، شجاعت، حکمت، سمیت، عدالت، سخاوت اور زہد و تقویٰ میں علیؑ کا عدیل و نظیر تاریخ عالم میں کمتر نظر آتا ہے۔"

(ماخوذ از لاررپورٹ بمبئی جلد دو از دہم)

## واقعہ

## "قبر عمل کا صندوق ہے" دنیا کیلئے ایک سبق

کتاب تبلیغ نصاب مرتبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا۔ ناشر عتیق اکیڈمی ملتان صفحہ ۵۸۔ ۵۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت علیؑ اپنے ساتھی کیلئے کے ساتھ ایک مرتبہ جا رہے تھے، وہ جنگل میں پہنچے پھر ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے مقبرہ والو! اے بوسیدگی والو! کیا خبر ہے، اے وحشت اور تنہائی والو! کیا خبر ہے، کیا حال ہے؛ پھر فرمایا کہ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے بعد اموال تقسیم ہو گئے، اولادیں یتیم ہو گئیں، بیویوں نے دوسرے خاوند کر لیے۔ یہ تو ہماری خبر ہے۔ کچھ اپنی تو کہو۔ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کیل! اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی اور یہ بول سکتے تو یہ لوگ جواب میں کہتے کہ بہترین گوشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرمایا اور رونے لگے۔ پھر فرمایا، اے کیل! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔"

## واقعہ

بوعلی شاہ قلندر اور حجت علیؑ

علیؑ اللہ از ازل گفتم

حضرت کا نام شرف الدین عرفیت بوعلی شاہ قلندر، آپ کا مزار پانی پت میں ہے۔

آپ مشہور صوفی اور قلندر تھے، قلندروں کی فہرست میں آپ کا پہلا نمبر ہے۔ آپ کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں۔ ایک روایت میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ دریا میں ایک ٹانگ سے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح چودہ چودہ سال گزر جاتے تھے۔ اس عبادت کے بعد آپ کا خداوند عالم سے ایک ہی سوال تھا اور وہ یہ کہ اے مجبورِ حقیقی مجھ کو علی علیہ السلام کی بوعطا فرمادے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو عبادت کرتے ہوئے چوبیس سال ہو گئے تو آپ کے پاس ایک سایہ آیا جو بالکل آپ کے جسم کے نزدیک ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ یہ سایہ حضرت علی علیہ السلام کا تھا۔ اس دن کے بعد سے جو مرتبہ حضرت ابو علی شاہ قلندر کو ملا، اس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی، اور پھر آپ عنق علیؑ میں اس طرح غرق ہوئے کہ پھر دنیا کی کوئی فکر نہ کی، آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ایک منقبت کہی جو یہاں لیس بند پر ہے۔ ایک بند پیش خدمت ہے:-

از مے حُب شاہِ سرمستم      بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم  
من بغیر از علیؑ ندانستم      علیؑ اللہ از ازل گفتستم

## واقعتہ

### قرب قیامت اور ظہور حضرت قائم آلِ عباس علیہ السلام

کتاب "معجزات حضرت مسیح علیہ السلام از مولانا حافظ محمد اسحاق دہلوی۔ ناشر دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ۔ ایم اے جناح روڈ کراچی صفحہ ۱۶۱۔ ۱۶۰ میں لکھے ہیں:-

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں پھر نازل ہوں گے مگر ان کے آنے سے قبل امام ہدی علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہوں گے اور امت محمدیہ کی پیشوائی کر رہے ہوں گے، تو ایک روز مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں نماز عصر کی تیاری و انتظاری کے لیے صفین درست ہو رہی ہوں گی کہ

یہ ایک آسمان سے ایک ندا آئے گی

هَذَا عَيْشِي ابْنُ مَرْكَبٍ

اب جو مسلمان آسمان کی طرف دیکھیں گے تو مسجد اکرام کے مشرقی مینارے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موجود پائیں گے۔ جہاں سے آپ امت محمدیہ کو یہ ندا فرمائیں گے۔ السلام اے امت خیر البشر۔ غرض کہ جب امام ہدی علیہ السلام اور جملہ نمازی مشرقی منارے سے حضرت مسیح علیہ السلام کا سلام سنیں گے تو نہایت مسرور ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زینے کے ذریعے بڑی شادمانی سے لیں گے۔ جب جناب مسیح علیہ السلام صفوں میں نہیں گئے تو نماز عصر کی تکبیر ہوگی۔ بعد تکبیر حضرت امام ہدی علیہ السلام جناب مسیح علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں۔ جن کے جواب میں مسیح علیہ السلام فرمائیں گے کہ اے ہدی آخر الزماں علیہ السلام آپ ہی نماز پڑھائیں، کیونکہ میں اس امت کا پیشوا بننے کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ میں تو صرف دجال کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں۔ لہذا اے ہدی علیہ السلام آپ ہی امامت فرمائیں کہ یہ منصب اور عہدہ آپ ہی کا ہے، چنانچہ حضرت ہدی علیہ السلام عصر کی نماز پڑھائیں گے اور تمام مسلمان مع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (حضرت) امام ہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھائیں گے۔"

## واقعتہ

### علی کی نماز مثل نماز پیغمبر ہے

کتاب ثقل اکبر (نفس رسول) جلد سوم مصنف حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید علی حیدر نقوی طاب ثراہ، ناشر کتب خانہ شاہ نعمت صفحہ ۱۹۰ حاصل کردہ روایت منتخب کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۷۷۔

"مطنت سے روایت ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی، آپ جب سجدے میں جاتے۔ تکبیر کہتے، جب سجدے

سے سمراتھاتے تکمیر کہتے۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو عمران نے کہا: "یہ آج کی ہماری نماز  
مثلاً پیغمبر کی نماز ہے۔"

## واقعہ ۸۹

### پیغمبروں کے یہی طرز عمل ہو کر تے ہیں

کتاب بڑا صفحہ ۱۸۷ "حضرت امیر المومنینؓ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے  
کہ ناگاہ آپ نے ایک نصرانی شخص کو دیکھا کہ وہ زرہ بیچ رہا ہے۔ آپ نے سچا پانا کہ وہ  
زرہ آپ ہی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان مسلمانوں کے  
قاضی فیصلہ کریں گے۔ اس زمانے میں مسلمانوں کے قاضی شترجک تھے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے  
آپ کو قاضی مقرر کیا تھا۔ مقدمہ شروع ہوا۔ شترجک نے پوچھا، یا امیر المومنینؓ آپ کا کیا دعویٰ  
ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ میری زرہ ہے جو کچھ عرصہ ہوا گم ہو گئی تھی۔ شترجک نے نصرانی سے  
پوچھا، تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا، میں امیر المومنینؓ کو جھٹلا نہیں سکتا لیکن یہ زرہ میری زرہ ہے  
شترجک نے کہا "یا امیر المومنینؓ اس نصرانی سے آپ کے لیے زرہ کا حاصل کرنا بہت مشکل ہے  
جب تک آپ ثبوت نہ پیش کریں۔" امیر المومنینؓ نے فرمایا "سچ کہتے ہو شترجک" یہ منظر دیکھا  
کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ پیغمبروں کے یہی طرز عمل ہوا کرتے ہیں۔" امیر المومنینؓ اپنا دست  
لے کر اپنے ہی مقرر کردہ قاضی کے پاس آتے ہیں، اور قاضی امیر المومنینؓ کے خلاف فیصلہ صادر  
کرتا ہے۔ یا امیر المومنینؓ یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ آپ کے اونٹ پر سے گر پڑی تھی اور میں نے  
اُسے لے لیا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند عالم وحدہ لا شریک ہے۔ اور حضرت محمد  
مصطفیٰؐ اس کے رسول ہیں۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب جبکہ تم اسلام قبول کرتے  
ہو تو یہ زرہ تمہاری ہی ہے۔"

## واقعہ ۹۰

### پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں سب سے زیادہ علیؓ علیہ السلام ہے

کتاب نقل اکبر از مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ صفحہ ۱۶۹۔ "جناب ام سلمہ زوجہ  
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں ہر اس چیز کی قسم کھا کر کہتی ہوں جس کی قسم کھانی جاتی ہے کہ علیؓ  
ان کی خدمت میں بار یاب رہے۔ ایک روز علیؓ صبح ہم لوگ پیغمبرؐ کی عیادت کو  
آئے، آپؐ فرماتے تھے "علیؓ آئے، علیؓ آئے" آپؐ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا۔ جناب فاطمہؓ نے  
کہا "مگر وہاں ہے آپؐ نے انہیں کسی کام سے بھیجا ہے۔" تھوڑی دیر کے بعد حضرت علیؓ علیہ  
سلام نے میں نے خیال کیا کہ پیغمبرؐ کو علیؓ سے کوئی کام ہے۔ ہم لوگ حجرے سے نکل کر  
پہنچے ہیں دروازے سے بالکل باہر بیٹھی ہوئی تھی۔ پیغمبرؐ علیؓ پر جھک پڑے اور ان سے  
پوچھا "کیا تم کوئی کام ہے؟" اسی عالم میں پیغمبرؐ کا اُس روز انتقال ہو گیا۔ لہذا پیغمبرؐ  
انہوں میں سب سے زیادہ آخر تک بار یاب رہنے والے علیؓ ہی ہیں۔"

## واقعہ ۹۱

کتاب شفاء المحبوب، اردو نسخہ سمرقند، از سید علی الجویری بمردود وانا محسن بخش۔ ترجمہ  
ابوالحسن محمد احمد قادری۔ ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور صفحہ ۱۸۳۔ حالات حضرت  
ابن ابی عمیرؓ علیہ السلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حاکم شام ہشام بن عبد الملک بن مروان  
سال ۶۰ کے لیے آیا، اور طواف بیت اللہ سے فارغ ہو کر استلام حجر اسود کو چلا گیا انہوں  
نے کہا کہ اے راستہ نہ ملا، خدام ادب نے اُس کے لیے کرسی لگا دی وہ بیٹھا اور خطبہ  
پڑھا، ایشیا میں حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو  
بکے اے انور سے چاند کی طرح روشنی پھیل رہی تھی اور رخسارہ مبارک سے نور تاباں  
نہا اور اس معطر عطر بیزی سے راستہ ہمک گیا۔ اول آپؐ نے طواف بیت فرمایا۔ پھر جبکہ  
پہنچے تو لوگوں نے آپؐ کو تشریف لاتے دیکھ کر علیؓ الفور تعظیماً راستہ صاف

کر دیا، اور آپ بہ آسانی حجرِ اسود کے بوسہ کو تشریف لے گئے۔ شام آپ کی یہ مہبت اور سطرت دیکھ رہا تھا۔ ایک شامی نے شام سے پوچھا۔ اے امیر المومنین یہ عزت اور عظمت والا کون ہے کہ تجھے حجرِ اسود تک لوگوں نے راستہ نہ دیا۔ حالانکہ امیر المومنین تو ہے، اور یہ جوانِ رعنا حسین و جمیل کون ہے کہ وہ جب آیا تمام لوگ حجرِ اسود سے ایک طرف ہٹ گئے اور صرف اس کے لیے حجرِ اسود خالی کر دیا۔ شام اگرچہ جانتا تھا مگر محض اس خیال سے کہ شامی لوگ انہیں پہچان کر ان کے ساتھ عقیدت نہ کریں اور اُس کی امارت و ریاست میں کہیں فرق آجائے۔ کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ اتفاقاً فرزدق شاعر وہاں کھڑا تھا۔ کہنے لگا شام تو نہ جانتا مہوگا، مگر میں خوب جانتا ہوں۔ شامیوں نے کہا۔ ابو الفراس! بتا یہ کون ہے، تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ اس شان و شکوہ والا جوان آخر کون ہے؟ فرزدق نے کہا سنو، میں اُن کے صفاتِ جمیلہ تم کو سناتا ہوں۔ پھر فرزدق نے یہ اشعار ہر جہتہ آپ کی مدح میں سنائے۔ اس قصیدے کا اردو ترجمہ نقل کر رہا ہوں جو فرزدق نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی مدح میں شام کے آگے سنایا تھا۔

۱- یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی عزت سر زمینِ بطحا جانتی ہے اور اُن کے منصبِ جلیلہ کو کعبہ جانتا ہے اور صل و حرم واقف ہے۔

۲- یہ نعمتِ بگڑ ہے اس ہستی پاک کا جو اللہ کے بندوں میں سب سے افضل ہے، یہ خود پر ہیزگار، پاکباز اور پاک باطن دنیا میں مشہور ہے۔

۳- اچھی طرح پہچان لے یہ نورِ نظرِ سیّدہ زہرا فاطمہ کا ہے، اگر تو ان سے بے خبر ہے اور وہ ہے جس کے جدِ امجد کی بخت پر اللہ کے تمام نبیوں کی تشریف آوری ختم ہے۔

قصیدہ کوئی ۲۸ بندوں کا ہے جو کافی طویل ہے۔ فرزدق نے اہلبیتِ اطہر کی تعریف اتنی زیادہ کی کہ شام غصبناک ہو گیا اور حکم دے دیا کہ اسے عسقلان میں قید کر دیا جائے۔ اس واقعہ کی خبر لوگوں نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپ نے بارہ ہزار دہم فرزدق کو بطور عطیہ بھیجے اور فرمایا، اُس سے کہنا ابو الفراس! ہمیں معاف

کرے کہ ہم لوگ اس وقت امتحانِ دانتلا میں ہیں۔ اس بہرہ سے زائد اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا جو کچھ زائد عطا فرماتے!"

## واقعہ ۹۲

### نام محمد و علی، خدا کے رکھے ہوئے ہیں

کتاب حیاتِ القلوب جلد ۲، مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مترجمہ مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری۔ "روایتِ معتبر میں ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا کہ خلاقِ عالم نے مجھ کو اعلیٰ کو ایک نور سے پیدا کیا اور سہارے واسطے اپنے ناموں میں سے دو نام اشتقاق کیے۔ خداوند صاحبِ عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں اور حق سبحانہ تعالیٰ علیٰ اعلیٰ ہے اور امیر المومنین علیؑ ہیں۔"

## واقعہ ۹۳

### خدا کی طرف سے امیر المومنین کو علمِ جفر کی تعلیم

کتاب حیاتِ القلوب جلد دوم صفحہ ۲۶۴ میں ایک روایت اس طرح سے منقول ہے کہ یمن سے ایک قافلہ آسکھرت کی خدمت میں آ رہا تھا، جب ایک پہاڑ پر پہنچا تو وہ پہاڑ پھٹ گیا، اور لوہے جو حضرت موسیٰ نے رکھی تھیں وہ برآمد ہوئیں، اور اسی طرح کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام نے رکھا تھا۔ قافلہ والوں نے ان کو اٹھالیا۔ خدا نے ان کے دلوں میں ڈال دیا کہ اس کو نہ کھولیں۔ وہ لوگ اُن لوگوں کو جناب رسالت آپ کی خدمت میں لائے۔ ادھر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آپ کو لوگوں کی خبر دیدی۔ جب وہ قافلہ حضرت کی خدمت میں پہنچا، حضرت نے لوگوں کا حال ان کو بتایا اور طلب کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کیوں نہ معلوم ہوا کہ ہم کو یہ لوہے ملی ہیں؟ فرمایا میرے

محبوب نے مجھے خبر دی ہے۔ یہ موٹسی کی لوصیں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں، اور لوصیں حضرت کے سپرد کر دیں۔ حضرت نے ان کو دیکھا اور پڑھا، وہ لوصیں عبرانی زبان میں تھیں۔ حضرت نے امیر المؤمنین کو بلا کر لوصیں دیں اور فرمایا، ان کو لے لو، ان میں علم اولین و آخرین درج ہے، یہ موٹسی کی لوصیں ہیں خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوصیں تمہارے سپرد کر دوں۔ جناب امیر نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں ان کو نہیں پڑھ سکتا۔ فرمایا کہ جبرئیل نے کہا ہے کہ آج رات اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوؤ۔ صبح کو سب کچھ پڑھ لو گے۔ حضرت امیر المؤمنین نے یونہی عمل کیا۔ دوسرے روز صبح کو بیدار ہوئے تو خدا نے ان کو لوجوں میں جو کچھ تھا تعلیم فرما دیا تھا۔ پیغمبر نے فرمایا کہ ان کو لکھ لو۔ حضرت نے ایک کوفہ مند کے چرٹے پر لکھ لیا۔ یہی جفر ہے جس میں علم اولین و آخرین ہے۔ امام نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس ہے۔ اور الواج و عصائے موٹسی بھی ہمارے پاس ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کو میراث میں حاصل ہوا ہے۔“

## واقعہ ۹۳

کتاب حضرت علی ابن ابی طالب مؤلف ارمان سرحدی، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز صفحہ ۲۷۹ میں ایک واقعہ البوارون العبدی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ البوارون العبدی، ابو سعید خدری سے ملنے گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں؛ وہ کہنے لگے ہاں شریک ہوا ہوں۔ میں نے کہا، آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے حضرت علی کی شان میں آنحضرت سے سنی ہو۔ وہ کہنے لگے۔ اے میرے پیٹے! میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جنگ بدر میں زخمی ہونے کے بعد (رسول خدا بہار ہوئے اور مرض نے آپ کو کمزور کر دیا۔ حضرت فاطمہ آنحضرت کی بیمار پرسی کو تشریف لائیں۔ میں حضور کی دائیں طرف بیٹھا تھا۔ جب حضرت فاطمہ نے آنحضرت پر ضعف کی شدت دیکھی تو رونے لگیں جس سے ان کا گلا گھٹ گیا، یہاں تک کہ آنسو رخسار مبارک پر نظر ہو گئے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے فاطمہ! تجھے کس بات نے رلایا ہے؛ حضرت فاطمہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ میں آپ کے بعد صالح ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ! خدا نے تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھ کر تیرے والد کو اول ان سے برگزیدہ کیا۔ پھر دوبارہ دیکھ کر ان میں سے تیرے شوہر کو چن لیا۔ پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا، اور میں نے اُسے اپنا وصی بنایا، آیا تم خدا کی ہر بانی کو نہیں جانتیں کہ تمہارا شوہر تمام اہل زمین سے زیادہ علم والا اور ان سب اسلام لانے میں مقدم ہے۔

## واقعہ ۹۴

### علی کا مولد خانہ کعبہ تھا

یہ خصوصیت جو علی علیہ السلام کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے وہ محل و مکان ولادت ہے۔ کیونکہ آدم سے لے کر خاتم تک سارے انبیائے عظام اور اصیائے کرام اور ان کی نیک امتوں میں سے ایک شخص بھی اس خصوصیت عظمیٰ سے سرفراز نہیں ہوا۔ آپ جس طرح سے نسل و نسب اور جنبہ نورانیت کی حیثیت سے ساری خلقت میں ممتاز تھے۔ اس طرح جائے ولادت کے لحاظ سے بھی ایک نمایاں خصوصیت رکھتے تھے کہ آپ خانہ کعبہ کے اندر متولد ہوئے اور اس امتیازی شان میں منفرد تھے۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا و آلہ وعلیہ السلام کی ولادت کے موقع پر آپ کی مادر گرامی حضرت مریم طاہرہ کو اس غیبی آواز نے بیت المقدس سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا کہ یہ عبادت کا گھر ہے زچہ خانہ نہیں ہے۔ لیکن جب علی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا وقت آیا تو آپ کی مادر گرامی فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے اندر بلائی گئیں۔ پھر یہ کوئی اتفاقی بات بھی نہیں تھی کہ جیسے کوئی عورت مسجد میں ہو اور دفعتاً وضع حمل ہو جائے بلکہ باقاعدہ دعوت کی صورت میں اس گھر کے اندر لے جاتی گئیں، جس کا دروازہ قفل تھا۔ بعض ناواقف لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت اسد مسجد کے اندر تھیں کہ اتنے میں ان کو دردِ زہ عارض ہوئے اور وہ باہر نہ جاسکیں۔ مجبوراً اسی مسجد میں وضع حمل ہوا۔ حالانکہ یہ صورت نہیں تھی، فاطمہ بنت اسد کے وضع حمل

کا ہینہ تھا۔ آپ مسجدِ احرام گئیں، وہاں دروزہ عارض ہوا، مستحار کعبہ میں مشغول دُعا ہوئیں اور درگاہِ الہی میں فریاد کی کہ خداوند! تجھ کو اپنے عورت و جلال کا واسطہ اس دروزہ کو مجھ پر آسان فرما۔ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کی دیوار شکافتہ ہوئی اور ایک آواز آئی، اے فاطمہ! گھر اندر داخل ہو جاؤ۔ بیت اللہ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے مجمع کے سامنے فاطمہ اندر گئیں اور در دیوار پھر سابق حالت پر آگئے۔ سب کو بہت تعجب ہوا۔ جناب عباس بھی موجود تھے۔ انھوں نے یہ ماجرا دیکھا تو فوراً اپنے بھائی جناب ابوطالب کو خبر دی، کیونکہ دروازے کی کھنجی انھیں کے پاس تھی۔ وہ اسی وقت آئے اور ہر چند کوشش کی لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ تین روز تک فاطمہ بظاہر بغیر کسی دوا اور غذا اور تیماردار کے خانہ کعبہ کے اندر رہیں۔ مگر کے ہر گھر میں اس غیر معمولی واقعہ کا چرچا مہور ہوا تھا۔ یہاں تک کہ تیسرے روز جہاں سے داخل ہوئی تھیں اسی جگہ پر راستہ بنا اور فاطمہ باہر آئیں۔ لوگوں نے ہجوم کیا تو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں پر ایک چاند سا بیٹا ہے جو آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے۔

اسد اللہ در وجود آمد

در پس پردہ ہر چہ بود آمد

(خورشیدِ خاوری - جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)

## واقعہ ۹۶

کتاب حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ اکیسواں معجزہ۔ آنحضرتؐ نے پستگونی فرمادی تھی کہ میری ایک زوجہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی، اس اونٹ کے جسم پر بال بہت ہوں گے۔ وہ میرے وصی سے جنگ کے ارادے سے جائے گی۔ جب منزلِ حوآب پر پہنچے گی اُس پر راستہ کے کتے بھونکیں گے۔ جب جناب عائشہؓ ایسے ہی اونٹ پر امیر المؤمنین سے (جنگِ جمل) کے لیے روانہ ہوئیں اور مقامِ حوآب پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے (جیسا کہ رسول خدا کا ارشاد تھا)

## واقعہ ۹۷

### تمزیلِ قرآن پر رسول خدا کی جنگ اور تاویلِ قرآن پر علی کی جنگ

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ معجزہ ۲۴ جناب رسالتماہ کا:

”سرور کائناتؐ نے امیر المؤمنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ، عنقریب تم تین گروہ

سے جنگ کرو گے۔ پہلا وہ گروہ ہے جو تم سے بیعت کرے گا اور توڑ ڈالے گا، یعنی طلحہ و زبیر، دوسرا گروہ جو رطلیم کے ساتھ تم پر خروج کرے گا یعنی معاویہ اور اس کے ساتھی۔ تیسرا گروہ خارجیوں کا ہے جو دین سے اس طرح نکل جائے گا جیسے تیر نشاۃ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور بار بار فرماتے تھے کہ اے علیؑ تم میرے بعد تاویلِ قرآن پر جنگ کرو گے جس طرح میں نے تمزیلِ قرآن پر جنگ کی ہے۔

## واقعہ ۹۸

### عورتیں علیؑ جیسا انسان پیدا کرنے سے عاجز نہیں تھیں

کتاب خورشیدِ خاوری صفحہ ۲ صفحہ ۲۴۸۔ محمد بن یوسف گنجی شافعی کفایت الطالب فی مناقب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب میں امام احمد بن حنبل سنہ میں۔ بخاری اپنی صحیح میں، حمید بن حجاج الصمیمین میں، شیخ سلیمان طنجی نیا بیع المودت باب ۱۳ میں۔ مناقب خوارزمی سے امام فخر الدین رازی ربیعین ۴۶۶ میں۔ محب الدین طبری ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ میں۔ خطیب خوارزمی مناقب ۴۳ میں۔ محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل ۱۱۱ میں اور امام احرم ذخائر العقبیٰ ۷۸ میں نقل کرتے ہیں کہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ پوچھے پر اس نے زنا کاری کا اقرار کیا تو انھوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ پس علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارا حکم اس عورت پر تو نافذ ہے لیکن جو بچہ اس کے شکم کے اندر ہے اس کے اوپر تم کو کوئی اختیار نہیں ہے، کیونکہ وہ

بے گناہ ہے اس کا قتل جائز نہیں۔ اس پر انھوں نے اس عورت کو چھوڑ دیا، اور کہا عورتیں علیؑ جیسا انسان پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر بھلاک ہو گیا ہوتا۔ پھر کہا۔ خداوند! مجھ کو کسی ایسے پچھیدہ اور مشکل امر کے لیے باقی نہ رکھ جس کو حل کرنے کے لیے علیؑ موجود نہ ہوں۔

## واقعہ

### خدا و رسولؐ نے علیؑ کو امام المتقین فرمایا

کتاب خورشید خاور جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ از مولانا سید محمد سلطان شیرازی مترجم مولانا سید محمد باقر صاحب۔ " ایک روایت ابن الحدید شرح منہج البلاغہ، جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ حافظ ابونعیم اصفہانی حلیۃ الاولیاء میں میر سید علی سہرانی مودۃ القرنی میں اور محمد بن یوسف کتبی شافعی کفایت الطالب باب ۵۳ میں انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے انس میرے واسطے وضو کا پانی لے آؤ۔ میں اٹھ کر پانی لایا تو آنحضرتؐ نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا اے انس پہلا شخص اس دروازے سے داخل ہو وہ اہل تقویٰ کا امام، مسلمانوں کا سردار، مومنین کا بادشاہ، اوصیاء کا خاتم اور روشن چہروں اور ہاتھوں والے چہروں کو حنبت کی طرت لے جانے والا ہے۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا خداوند! اس آنے والے کو انصاریں سے قرار دے۔ لیکن اپنی دعا کو پوشیدہ رکھا۔ اتنے میں دیکھا کہ علیؑ علیہ السلام دروازے سے دروازے سے داخل ہوئے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ پس آنحضرتؐ نے منہی خوشی کے ساتھ اٹھ کر علیؑ کا استقبال کیا۔ ان کے گلے میں باہمی ڈال دیں اور ان کے چہرے سے پسینہ پونچھا۔ علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج مجھ سے وہ برتاؤ کر رہے ہیں جو پہلے نہیں کرتے تھے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کیونکہ نہ کروں دراستا لیکہ تم میری جانب سے میری رسالت کو امت والوں تک

پہنچاؤ گے۔ میری آواز کو سناؤ گے، اور میرے بعد وہ چیز جس میں اختلاف رہیں گے ان کے سامنے اس کی وضاحت کر دو گے۔"

## واقعہ

### تمام علوم تہیسی کی طرح علیؑ کے سامنے تھے

کتاب خورشید خاور حصہ دوم صفحہ ۲۵۲ مصنف حضرت حجۃ الاسلام سید محمد سلطان اعظمی شیرازی مترجم جناب مولانا سید محمد باقر صاحب، ناشر کتب خانہ شاہ نجف لاہور۔ میں روایت ہے کہ " اخطب الخطبار ابوالمؤدب موفق بن احمد خوارزمی اپنے مناقب میں نقل کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ عمرؓ نے تعجب کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ سے چاہے جو بات یا مسئلہ دریافت کیا جائے آپ بلا تامل جواب دیتے ہیں؟ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کے جواب میں ان کے سامنے اپنا دست مبارک گھول دیا اور فرمایا، میرے ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فوراً کہا "پانچ"۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، تم نے غور و تامل کیوں نہیں کیا؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غور و تامل کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ پانچوں انگلیاں میری نظر کے سامنے تھیں۔ حضرت نے فرمایا، اسی طرح تمام مسائل و احکام اور علوم میری نظر کے سامنے ہیں، لہذا بغیر کسی غور و تامل کے فوراً سوالات کے جوابات دیا کرتا ہوں۔"

### انصاف سے فیصلہ ہونا چاہیے

حضرات! آپ کو خدا اور اس کے رسول پاکؐ کا واسطہ عادت اور تعصب کو چھوڑیے اور منصفانہ فیصلہ کیجئے۔ آپ نے کتاب کا حصہ اول پڑھ لیا ہو گا۔ جس کے اندر ناچیز نے فضائل امیر المومنین باب بدینۃ العلم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو حقیقی المقدور یکجا کرنے کی کوشش کی۔ یہ ایسے فضائل ہیں جناب امیر علیہ السلام کے جن کو مسلمانوں کے علاوہ

غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کیا یہ انصاف تھا کہ ایک ایسی بزرگ مہتی کو جس کا ہر شے کے ظاہری و باطنی حالات پر علمی عبور انہر من الشمس ہے، اور اس پر تمام علمائے امت بلکہ غیروں کا بھی اتفاق ہے اور جس کے لیے رسول خدا صلعم نے وصیتیں فرمائی تھیں کہ "جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ بھی مولا ہے۔" "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔" "علیؑ حق پر ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔" "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ دروازہ ہے۔" "علیؑ کل ایمان ہے۔" "علیؑ اور قرآن دونوں روزِ محشر حوضِ کوثر پر میرے پاس ساتھ ساتھ آئیں گے۔" اتنے فضائل کے باوجود بعد رسالت ان کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ جبکہ ابنِ مغازی شافعی مناقب میں اور حمیدی جمع بین الصحیحین میں لکھتے ہیں کہ خلفاء تمام مراحل میں حضرت علیؑ علیہ السلام سے مشورہ کرتے تھے اور دین و دنیا کے امور میں مرکزِ فتویٰ آپ ہی تھے۔ خلفاء آپ کے الفاظ و ہدایات کو توجہ سے سنتے تھے، ان پر عمل کرتے تھے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ بارہا خود حضرت عمر نے بہت پیچیدہ مسائل کے جوابات سننے کے بعد کہا کہ "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔" اسی طرح ایک دفعہ امیر معاویہ سے ایک شخص نے سوال کیا تو اسخوں نے کہا کہ اس کو علیؑ سے دریافت کرو کیونکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ عرب سوالی نے کہا کہ میں تمہارے جواب کو علیؑ کے جواب سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ امیر معاویہ نے کہا، تو نے بہت بری بات کہی۔ تو نے اُس شخص (حضرت علیؑ) سے کراہت کی جس کو رسول خداؐ نے علم کی پوری تعلیم دی تھی۔ اسی طرح آپ اسلام میں تصوف کے تمام سلسلوں کے مرجع ہیں۔ کیا جناب امیر علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو نظر انداز کرنے اور آپ سے کنارہ کشی کرنے میں سیاست اور شاہی کام نہیں کر رہی تھیں؟ کیا آپ امتِ رسول خداؐ اور صحابہ کبار میں سے کوئی فرد ایسا ڈھونڈ کر نکال سکتے ہیں جس کو پیغمبر نے اپنا بھائی، اپنا وصی، اپنا بابِ علم، اپنا نفس، امام المتقین، سید العرب اور سید المرسلین فرمایا ہو۔ تو امرِ خلافت میں ضرور اس کو مقدم کیجئے۔ اور اگر سوائے علیؑ ابن ابی طالب کو غیر فرآر کے ان بلند صفات کا حامل کوئی دوسرا نہ مل سکے جو بعد رسولؐ اُن سے بڑا عالم اور ساری امت سے زیادہ عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار ہو تو حکم عقل آپ کو تصدیق کرنا ہوگی کی علیؑ امام برحق، رسول اللہ کے وصی، خلیفہ

اور تمام امت سے زیادہ اس بزرگ منصب کے لائق تھے اور میں۔ اس وقت بھی جب آپ سچے دل کے ساتھ اپنی مشکلوں میں ان کا نام لیتے ہیں تو یہ آپ کی مدد کرتے ہیں اور آپ کی رہبری فرماتے ہیں۔ اب نتیجہ پر پہنچنا آپ کا کام ہے کہ علیؑ کا کیا مقام ہونا چاہیے تھا۔ ۷

حیدر میں نبوت ہی نہیں اور تو سب ہے  
اس پر سبھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

### نوٹ

کتاب کی جلد دوم میں اس سے بہت زیادہ اور تبلیغی واقعات دیئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے پڑھنے کے بعد آپ کی معلومات میں گراہنہا اضافہ ہوگا۔ علم و آگہی کے مزید چراغ روشن ہوں گے، اور آپ کے پیسے وصول ہو جائیں گے۔

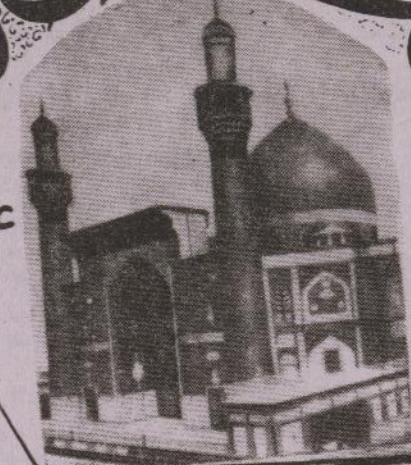
وصی خان



علیؑ

علیؑ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَنِعْمَ اللَّهُ وَخَلِيقَةً بِلَا فَضْلٍ



علیؑ

علیؑ

دوم

حصہ

حصہ دوم

کو علمائے کرام اور دانشوروں

کے مضامین سے مزین کیا گیا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَنِعْمَ اللَّهُ وَخَلِيقَةً بِلَا فَضْلٍ

حصہ دوم

علمائے کرام اور دانشوروں کا حصہ

کون علیؑ؟

- وہ علیؑ ————— جو عین اسلام تھا، عین ایمان تھا۔
- وہ علیؑ ————— جو پیدا ہوا تھا تو کعبہ میں اور شہید ہوا تو مسجد میں۔
- وہ علیؑ ————— جو پیدا ہوا تو پہلے مصحفِ ربّی محمدؐ کو دیکھا، اور پہلی غذا لعابِ دہنِ رسولؐ تھی۔
- وہ علیؑ ————— جس کا شرف یہ نہیں کہ صحابی تھا، بلکہ یہ کہ رسولؐ کا شریکِ ساتھی تھا، نور میں، خلق میں، تبلیغ میں، راحت میں، تکلیف میں، بزم میں، رزم میں، بزم میں، حتیٰ کہ رسولؐ کو قبر میں اتارنے والا بھی یہی تھا۔
- وہ علیؑ ————— جو کہ محمدؐ عربی کا بھائی تھا۔ ان کی دختر فاطمہؑ زہرا کا شوہر تھا، ان کے فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کا باپ تھا، ان کے خلفاءِ امہ اہلبیت کا جدِ امجد تھا۔
- وہ علیؑ ————— جو نہ صرف یہ کہ مومن آلِ محمدؐ تھا، بلکہ خدا کے ساتھ آخر النبیؐ اور خاتم المرسلین کا شاہد و گواہ بھی تھا۔ قبل کفّی باللہ شہیداً بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب۔ (قرآن مجید)

وہ علیؑ ————— جس کی عبادت کی یہ شان کہ نماز میں پاؤں سے تیز نکال لیا۔  
اور اُسے احساس تک نہ ہوا۔

وہ علیؑ ————— جس کے زہر وورط کی یہ شان کہ تمام عمر خوبی خشک رونی  
پر بسر کی۔

وہ علیؑ ————— جس کے علم کی شان کہ زبان وحی ترجمان سے باب مدنیۃ العلم  
کا لقب پایا اور منبر کوفہ پر سلوئی قبل ان تفتقدونی فرمایا۔

وہ علیؑ ————— جس کے عدل کی یہ شان کہ اپنے دورِ خلافت میں اپنی زلف کے  
دعویٰ کے مقدمہ میں قاضی کی عدالت میں ایک معمولی یہودی کے  
برابر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے خلاف قاضی کے فیصلہ کو جو شہی قبول  
فرمایا۔

وہ علیؑ ————— جس کی قوتِ فیصلہ کی یہ شان کہ رسولؐ نے صحابہ کو مخاطب  
کر کے فرمایا۔ اقصاکم علیؑ۔

وہ علیؑ ————— جس کی شجاعت کی یہ شان کہ احد میں ہاتھ غیبی نے پکارا۔  
لَا فَتْحَ إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ۔

وہ علیؑ ————— جس کے صبر کی یہ شان کہ حق بھی چھن گیا تو اُف نہ کی۔  
جس نے بدر و احد میں اسلام کی لاج رکھی، بلکہ ہر غزوہ و  
سرایہ میں علم کو بلند رکھا۔

وہ علیؑ ————— جس کی ولادت بھی خانہ خدا میں ہوئی اور جس نے شہادت  
بھی اللہ کے گھر میں پائی۔

وہ علیؑ ————— جس کی نماز کے لیے رحمتِ شمس واقع ہوئی۔  
جو آج بھی ہر شکل میں کام آتا ہے، اور میدانِ جنگ میں  
فتح کی ایک علامت ہے۔

وہ علیؑ ————— جس کی ہیج البلاغہ کا قرآن مجید کے بعد سب بلند مقام ہے۔

## يَا عَلِيُّ مَدَا

إِدَارِيهِ

# خطیب منبر سلوئی کی بارگاہِ اقدس میں!

آقائے دو جہاں! ادارہ محفلِ حیدری، ناطق آباد، کراچی اپنے اس خصوصی شمارے  
کو آپ کی عرشِ منزلت بارگاہِ مین پیش کر کے قبولیت کی سعادت کا متمنی ہے، اور اس  
تمنا کو اپنا حقِ غلامی تصور کرتے ہیں۔

باب مدنیۃ العلم! آپ کے درسے کوئی جن و بشر ناکام و نامراد نہیں واپس ہوا، ہم بھی  
دامنِ آرزو پھیلانے اور اعزاز گدائی کی امتحانی منزل پر پہنچ کر تقدیر ساز نگاہِ کرم کے  
آرزومند ہیں۔

مولائے کائنات! آپ کے غلام، آپ کے نام کا کلمہ پڑھنے والے تباہی کے جس ہولناک  
سحران سے آج گذر رہے ہیں آپ اس سے کلیتاً باخبر ہیں، ملتِ اسلامیہ کو جن عالمگیر مصائب  
اور جس بین الاقوامی تذلیل کا سامنا ہے اس سے آپ پوری طرح واقف ہیں۔

آقائے نامدار! اسلام کے فلدِ پاکستان میں بدکردار دشمنوں کی سازشیں ایک حد  
تک اپنی زہریلی جڑیں پھیلا چکی ہیں کہ عظیم اسلامی ملک پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو کر  
رہ گیا ہے اور باقی ماندہ ملک انتشار کا شکار ہے۔

مشکل کشائے جہاں! آج ہم ہر طرف سے خون کے پیاسے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں،  
صورتِ حال یہ ہے کہ کہیں صوبائی عصبیت کا اثر دھامنا پھاڑنے لگا ہے کہیں ہری پوری  
کا عفریت رقص کناں ہے۔ کہیں منافرت و خود غرضی کا الادشغلہ زن ہے کہیں عوام دشمن  
عناصر کا گٹھ جوڑ اپنی طاغوتی طاقتوں کا مظاہرہ کر رہا ہے تو کہیں چارپاچ تو میتوں کا مقروض  
سرسنڈری بن رہا ہے۔

امیر المؤمنین! اسلامی گہوارے پاکستان نے اپنے ملک کے سب سے بڑے اعزاز کو آپ کے  
جلیل القدر نام سے منسوب کر کے اپنی نیاز مندانہ عقیدت کا ثبوت دیا ہے، اور پاکستان کے  
جیلے، سرفروش، جانباز مجاہد کے عظیم کارناموں کے صلے میں "نشانِ حیدر" دے کر  
یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلامی ملک پاکستان کو اسلام کے نامور سردار حیدر کرار سے کتنی  
لہانہ عقیدت ہے۔

کام آیا پھر وہی جب سخت آیا امتحان  
نام سے جن کے لرزے ہیں زمین و آسمان  
لاکھ جلتا ہو علیؑ کے کارناموں سے جہاں  
سب سے افضل آج ہے دنیا میں حیدر کا نشان

آج بھی سینوں پہ سجتی ہے یہی اک یادگار  
لَا فِتْنَةَ إِلَّا عَلَىٰ لَأَسِيفَ الْأَذَىٰ وَالْفَقَارَ

ابوالاعلیٰ! ہم اپنے تمام قساموں کے اعتراف کے بعد بارگاہ عالیہ میں دل کی انتہائی  
گہرائیوں سے استدعا کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کی منافرت نیز تاریکیوں کو اخوت اسلامی  
کی روشنی سے تبدیل کر دے۔ مسلمانوں کے تمام طبقوں کو باہمی اتحاد، رواداری اور نہ  
مٹنے والی محبت کی توفیق عطا کر اور جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی بنیادوں کو مستحکم فرما کر  
پاک سرزمین کو دشمن عناصر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاک کر دے۔

## امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

تحریر: حجۃ الاسلام سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلۃ العالی

— \* —

### نام و نسب

حضرت علیؑ آل ابراہیم میں قریش کی نسل سے بنی ہاشم کے نواسے اور عبدالمطلب کے  
فرزند ابوطالب کے چچم و چچا تھے، صرف ایک واسطے سے آپ کا نسب از محمد مصطفیٰ  
سے جا ملتا ہے، محمد ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب اور علیؑ ابن ابی طالب عبدالمطلب،  
آپ کے والد ابوطالب ہی نے رسول اللہؐ کی پرورش بھی کی تھی، اور آپ کے والد ابوطالب نے حضرت  
بھی ہاشمی خاندان ہی کی معزز خاتون تھیں جنہیں حضرت پیغمبر خداؐ نے ہی بچتے تھے۔

### ولادت

پیغمبر خداؐ کی عمر تیس برس تھی جب خانہ کعبہ ایسے مقدس مقام پر اور ایسے عظیم عالم الفیل  
میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کے والد ابوطالب اور ابی فاطمہ زینبؑ سرخوش ہوئے اور چاہتے تھے  
وہ تو ہوئی ہی مگر سب سے زیادہ رسول اللہؐ اس بچہ کو دیکھ کر خوش ہوئے، نہایت بچہ کے خدخال  
سے اسی وقت یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ آگے چل کر رسول کا قوت بازو اور امت میں تیرے بنے گا۔

### تربیت

علیؑ کی پرورش براہ راست حضرت محمد مصطفیٰ کے ذمہ ہوئی، آپ انہیں تربیت اور توجہ  
سے پورا وقت اس چھوٹے بھائی کی علمی اور اخلاقی تربیت میں دیا، آپ نے ہر روز صبح اور پھر  
رسول اللہؐ کے بلندہ مرتبہ میں کافی تربیت، چنانچہ علیؑ دس ہی برس کی عمر میں ہی ایسے تھے کہ  
پیغمبر کے دعوائے رسالت کرنے پر ان کے سب سے پہلے پیرو بلکہ ان کے سربراہ قرار پائے۔

### بعثت

علیؑ کا دس برس کا سن تھا جب حضرت محمد مصطفیٰؐ اعلیٰ طور پر ہجرت کرنے پر آمادہ  
ہوئے۔ اسی کو بعثت کہتے ہیں۔ زمانہ، ماحول، شہر، اپنی قوم اور وطن سب ان کے ملاقات ایک ہی

## باب بیئۃ العلم کے ارشاد اگرمی

- \* عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ اور شیطان برابر ہے۔
- \* سلطان جو رعایا میں عدل نہ کرے وہ اور فرعون برابر ہیں۔
- \* فقیر جو دولت مند کی دولت کے لیے عاجزی کرے وہ اور گھٹا برابر ہے۔
- \* دولت مند جو اپنے مال سے نفع حاصل نہ کرے وہ اور مزدور برابر ہے۔
- \* عورت جو بے پردہ گھر سے نکلے وہ اور لونڈی برابر ہے۔

ہم شہر کی جارہی تھی جس میں رسولؐ کا ساتھ دینے والا کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا، بس ایک علیؑ تھے کہ جب پیغمبرؐ نے رسالت کا دعویٰ کیا تو علیؑ نے سب پہلے اس کی تصدیق کی اور ایمان کا اقرار کیا، دوسری ذات جناب خدیجہ الکبریٰؓ کی تھی جنھوں نے خواتین کے طبقہ میں سبقت اسلام کے اس شرف کو حاصل کیا۔

### دورانِ ابتلا

پیغمبرؐ کا دعویٰ رسالت کرنا تھا کہ ہر ہرزہ رسولؐ کا دشمن نظر آئے لگا۔ وہی لوگ جو کل تک آپؐ کی سچائی اور امانت داری کا دم بھرتے رہتے تھے آج آپؐ کو (معاذ اللہ) دیوانہ، جاوگڑ، اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگے، راستے میں کانٹے بکھائے جاتے، پتھر مارے جاتے اور سر پر کوڑا کوڑ پھینکا جاتا تھا، اس سخت وقت میں رسولؐ کا ہر مصیبت میں شریک صرف ایک بچہ تھا، وہی علیؑ جن نے بھائی کا ساتھ دینے میں کبھی ہمت نہ ہاری، برابر محبت و وفاداری کا دم بھرتے رہے، ہر بہارت میں رسولؐ کے سینہ سپر رہے، یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا جب مخالف گروہ نے انتہائی سختی کے ساتھ یہ طے کر لیا کہ پیغمبرؐ کا اور ان کے تمام گھرانے کا بائیکاٹ کیا جائے۔ حالات اتنے خراب تھے کہ جانوں کے لالے پڑ گئے تھے، ابو طالبؓ نے اپنے تمام ساتھیوں کو حضرت محمد مصطفیٰؐ سمیت ایک پہاڑ کے دامن میں محفوظ جگہ میں بند کر دیا۔ تین برس تک یہ قید و بند کی زندگی بسر کرنا پڑی، اس میں ہر شب یہ اندیشہ تھا کہ کہیں دشمن شب خون نہ مارے اس لیے ابو طالبؓ نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ وہ رات بھر رسولؐ کو ایک بستر پر نہیں رہنے دیتے تھے بلکہ کبھی جعفرؓ کو رسولؐ کے بستر پر لٹا دیتے تھے، کبھی عقیلؓ کو رسولؐ کے بستر پر اور رسولؐ کو عقیلؓ کے بستر پر اور اسی طرح کبھی رسولؐ کو علیؑ کے بستر پر لٹاتے تھے اور کبھی رسولؐ کو علیؑ کے بستر پر، مطلب یہ تھا کہ اگر دشمن رسولؐ کے بستر کا پتہ لگا کر حملہ کرنا چاہے تو میرا جو بھی بیٹا چاہے قتل ہو جائے مگر رسولؐ کا بال بیکا نہ ہو۔ اس طرح علیؑ جینے ہی سے فدا کاری اور جانثاری کے سبق کو عملی طور پر دہراتے رہے۔

### ہجرت

اس کے بعد وہ وقت آیا کہ ابو طالبؓ کی وفات ہو گئی اور اس جانثار چچا کی وفات سے پیغمبرؐ کا دل ٹوٹ گیا اور اپنے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کر لیا جس پر دشمنوں نے ایک ایک کو ایک بات جمع ہو کر پیغمبرؐ کے گھر کو گھیر لیا اور حضرتؓ کو شہید کر ڈالیں، حضرتؓ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے لگنے اسی جانثار بھائی علیؑ کو بلا کر اس واقعہ کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میری جان کی رکھوالیوں جی ہے کہ تم آج کی رات میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو اور میں مخفی طور پر مکہ سے

روانہ ہو جاؤں، کوئی دوسرا ہو تو یہ پیغام سننے ہی اسکا دل دہل جائے مگر علیؑ نے یہ سہلکار میرے ذریعے رسولؐ کی جان کی حفاظت ہو گئی خدا کا شکر ادا کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مجھے رسولؐ کا فخر رسرار دیا جا رہا ہے، یہی ہوا کہ رسالتِ نبیؐ شب کے وقت مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور علیؑ ابن ابی طالبؓ رسولؐ کے بستر پر سو رہے، چاروں طرف خون کے پیاسے دشمن تلواریں کھینچے نیزے لے لے ہوئے مکان کو گھیرے ہوئے تھے بس اس بات کی دیر تھی کہ ذرا صبح ہوا اور سب گھر میں گھس گھس کر رسالتِ نبیؐ کو شہید کر ڈالیں، علیؑ الطیّان کے ساتھ بستر پر آرام کرتے رہے اور ذرا بھی اپنی جان کا خیال نہ کیا، دشمنوں کو صبح کے وقت یہ معلوم ہوا کہ محمدؐ نہ تھے علیؑ تھے، انھوں نے آپؐ پر دباؤ ڈالنا چاہا کہ آپؐ بتلا دیں کہ رسولؐ کہاں گئے ہیں؛ مگر علیؑ نے بڑے بہادرانہ تیور سے یہ بتلانے سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت رسولؐ خدا کے سے کافی دور تک بچ کر پشیمانی اور کاوٹ کے تشریف لے چکے۔ علیؑ یقین روز تک مکہ میں رہے۔ جن جن کی امانتیں رسول اللہؐ کے پاس تھیں ان تک ان کی امانتوں کو بچا کر خواتین بیت رسالتؐ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کئی روز تک آپؐ رات دن سپید چل کر اس طرح کرباؤں سے خون بہ رہا تھا مدینہ میں رسولؐ کے پاس پہنچے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ پر رسولؐ کو سب سے زیادہ اعتماد تھا جس وفاداری، محبت اور دلیری سے علیؑ نے اس ذمہ داری کو چورا کیا وہ کبھی اپنی مثال آپ ہے۔

### شادی

رسول اللہؐ نے مدینہ میں آکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہراؓ کا عقد علیؑ کے ساتھ کر دیا۔ رسولؐ نے اپنی بیٹی کو انتہائی عزیز رکھتے تھے کہ جب فاطمہ زہراؓ آتی تھیں تو رسولؐ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، ہر شخص اس بات کا طلبگار تھا کہ رسولؐ کی اس معزز بیٹی کے ساتھ منسوب ہونے کا شرف اسے حاصل ہو۔ دو ایک دن ہمت بھی کی کہ وہ رسولؐ کو پیغام دین میں مگر حضرتؓ نے سب کی خواہشوں کو رد کر دیا۔ اور یہ کہا کہ فاطمہؓ کی شادی بغیر حکم خدا کے نہیں ہو سکتی۔ ہجرت کا پہلا سال تھا جب رسولؐ نے علیؑ کو اس عزت کے لئے منتخب کیا۔ یہ شادی نہایت سادگی کے ساتھ انجام دی گئی۔ شہنشاہِ دین و دنیا حضرتؓ پیغمبرؐ کی بیٹی کو پیغمبرؐ کی طرف سے ہمہنہ بھی نہیں دیا گیا۔ خود فاطمہؓ کا ہر گھنا جو علیؑ سے لے کر کچھ سامان خانہ داری فاطمہؓ کے لئے خرید کر ساتھ کر دیا گیا۔ وہ بھی کیا؛ مٹی کے کچھ برتن، خرے کی چھال کے تکیے، چمڑے کا بستر اور چرہ، بیچی اور پانی بھرنے کی مشک۔ اس طرح کا سامان دیا گیا۔ علیؑ

نے ہرادا کرنے کے لئے اپنی زرہ فروخت کی اور اس سے فاطمہ زہرا کا ہرادا کیا جو ایک سو سترہ تونے چاندی سے زیادہ نہ تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے واسطے ہمیشہ کے لئے ایک مثال قائم کر دی گئی کہ وہ اپنی تقریبات کے سلسلے میں فضول خرچی سے کام نہ لیں۔

خانہ داری

فاطمہ اور علیؑ کی زندگی گھر میں زندگی کا ایک بمثل نمونہ تھی، مرد اور عورت آپس میں کس طرح ایک دوسرے کے شریک حیات ثابت ہو سکتے ہیں، آپس میں کس طرح تقسیم عمل ہونا چاہیے۔ اور کیونکر دونوں کی زندگی ایک دوسرے کے لئے مددگار ہو سکتی ہے۔ وہ گھر دنیا کی آرائش کے دور، راحت طلبی اور تن آسانی سے بالکل علیحدہ تھا، محنت اور شقت کے ساتھ دینی اطمینان اور آپس کی محبت و اعتماد کے لحاظ سے ایک جنت بنا ہوا تھا۔ جہاں سے علیؑ صبح کو مشکیزہ لے کر جاتے تھے اور یہودیوں کے باغ میں پانی دیتے تھے اور جو کچھ مزدوری ملتی تھی اُسے لے کر گھر پر آتے تھے۔ بازار سے جو خرید کر فاطمہ کو دیتے تھے اور فاطمہ چکی پیستی تھیں، کھانا پکاتیں اور گھر میں جھاڑ دیتی تھیں اور خود اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے لباس اور کبھی مزدوری کے طور پر سوت کا تھی تھیں اور اس طرح گھر میں رہ کر زندگی کی ہم میں اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔

جہاد

مکہ میں آکر رسولؐ کو مخالف گروہ نے آرام سے بیٹھے نہ دیا، آپ کے وہ پیرو جو مکہ میں تھے انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جانے لگیں، بعض کو قتل کیا، بعض کو قید کیا اور بعض کو زور و کوب کیا اور تکلیفیں پہنچائیں۔ یہی نہیں بلکہ اسلحہ اور فوج جمع کر کے خود رسولؐ کے خلاف مدینہ پر چڑھائی شروع کر دی، اس موقع پر رسولؐ کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ مدینہ والوں کے گھروں کی حفاظت کرتے جنھوں نے آپ کو انتہائی ناخوشگوار حالات میں پناہ دی تھی اور آپ کی نصرت و امداد کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے کسی طرح بھی پسند نہ کیا کہ آپ شہر کے اندر گھر کو مقابلہ کریں اور دشمن کو یہ موقع دیں کہ وہ مدینہ کی پُرامن آبادی اور عورتوں اور بچوں کو بھی پریشان کریں۔ گو آپ کے ساتھ تعداد بہت کم تھی صرف تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ہتھیار بھی نہ تھے مگر آپ نے یہ طے کر لیا کہ آپ باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ چنانچہ پہلی لڑائی اسلام کی ہوئی جو بدر کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی میں رسولؐ نے زیادہ سے زیادہ عزیزوں کو خطرہ میں ڈالا، چنانچہ آپ کے چچا زاد بھائی عبیدہ ابن حارث ابن عبد المطلب اس جنگ میں شہید ہوئے۔ علی ابن ابی طالب کو جنگ کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ چھپیں برس کی عمر تھی مگر جنگ کی فتح کا سہرا علیؑ کے سر رہا۔ جتنے مشرکین قتل ہوئے تھے

ان میں سے آڑھے صرف علیؑ کے مقتول تھے اور آڑھے تمام مجاہدین کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ اس کے بعد اہل ہند، خندق، خیبر اور آخر میں حنین یہ وہ لڑائیاں ہیں جن میں علیؑ نے رسولؐ کے ساتھ رہ کر اپنی بے نظیر بہادری کے جوہر دکھائے۔ تقریباً ان تمام لڑائیوں میں علیؑ کو علمداری کا عہدہ بھی حاصل رہا۔ اس کے علاوہ بہت سی لڑائیاں ایسی تھیں جن میں رسولؐ نے علیؑ کو تنہا بھیجا اور انھوں نے فتح بھی حاصل کی۔ ان تمام لڑائیوں میں حضرت علیؑ نے بڑی بہادری اور ثابت قدمی دکھائی اور انتہائی استقلال، تحمل اور شہادت نفس سے کام لیا جس کا اقرار خود ان کے دشمن بھی کرتے تھے۔ خندق کی لڑائی میں دشمن کے سب سے بڑے سورما عمرو بن عبد ر کوحب آپ نے مغلوب کر لیا اور اس کا سر کاٹنے کے لئے اس کے سینے پر بیٹھے تو اس نے آپ کے چہرے پر لہاب دہن پھینک دیا، آپ کو غصہ آ گیا اور آپ اس کے سینے پر سے اتر آئے۔ صرف اس خیال سے کہ اگر غصے میں اس کو قتل کیا تو یہ فعل محض خدا کی راہ میں نہ ہوگا بلکہ اپنی خواہش نفس کے مطابق ہوگا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے اس کو قتل کیا۔ اس زمانے میں دشمن کو ذلیل کرنے کے لئے اس کی لاش کو برہنہ کر دیتے تھے مگر حضرت علیؑ نے اس کی زرہ نہیں اتاری، اگرچہ وہ بہت قیمتی تھی، چنانچہ اس کی بہن حب اپنے بھائی کی لاش پر کئی تو اس نے کہا کہ کسی اور نے میرے بھائی کو قتل کیا ہوتا تو میں عمر بھر روتی، مگر مجھے یہ دیکھ کر صبر آ گیا کہ اس کا قاتل علیؑ کا شریف انسان ہے جس نے اپنے دشمن کی لاش کی توہین گوارا نہیں کی۔ آپ نے کبھی دشمن کی عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور کبھی مالِ غنیمت کی طرف سنج نہیں کیا۔

خدمات

علاوہ جہاد کے اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے کسی کام کے کرنے میں آپ کو انکار نہ تھا۔ یہ کام مختلف طرح کے تھے، رسولؐ کی طرف سے عہد ناموں کا لکھنا، خطوط تحریر کرنا آپ کے ذمہ تھا، اور لکھے ہوئے اجزلے قرآن کے امانت دار بھی تھے۔ اس کے علاوہ عین کی جانب تبلیغ اسلام کے لئے پیغمبر نے آپ کو روانہ کیا جس میں آپ کی کامیاب تبلیغ کا اثر یہ تھا کہ سارا عین مسلمان ہو گیا جب سورہ برأت نازل ہوا تو اس کی تبلیغ کے لئے بکرم خدا آپ ہی مقرر ہوئے اور آپ نے جاہل مشرکین کو سورہ برأت کی آیتیں سنائیں اس کے علاوہ رسالتِ نبیؐ کی ہر خدمت انجام دینے پر تیار رہتے تھے، یہاں تک کہ یہ بھی دیکھا گیا کہ رسولؐ کی جوتیاں اپنے ہاتھ سے سسی رہے ہیں۔ علیؑ اپنے لئے اسے باعثِ عزت سمجھتے تھے۔

اعزاز

حقیقت علیؑ کے امتیازی صفات اور فضیلت کی بناء پر رسولؐ ان کی بہت عزت کرتے تھے اور اپنے قول اور فعل سے ان کی خوبیوں کو ظاہر کرتے رہتے تھے، کبھی یہ کہتے تھے کہ "میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ مجھ سے ہیں۔" کبھی کہا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔" کبھی یہ کہا کہ "تم سب میں بہترین فیصلہ کرنے والا علیؑ ہے۔" کبھی یہ کہا کہ "علیؑ مجھ سے وہ تعلق رکھتے ہیں جو روح کو جسم سے یا بدن کو سر سے ہوتا ہے۔" کبھی یہ کہا کہ "علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔" کبھی یہ کہ "وہ خدا اور رسول کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔" یہاں تک کہ مبارکہ کے واقعہ میں علیؑ کو نفس رسول کا خطاب ملا، علیؑ اعزاز یہ تھا کہ مسجد میں سب کے دروازے بند ہوئے تو علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا گیا، جب ہاجرین و انصار میں بھائی چارہ کیا تو علیؑ کو پیغمبر نے اپنا دینا و آخرت میں بھائی قرار دیا اور سب آخر میں غدیر خم کے میدان میں ہزاروں مسلمانوں کے کبج میں علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے یہ اعلان فرمایا کہ جس طرح میں مسلمانوں کا سر پرست اور حاکم ہوں اسی طرح علیؑ سب کے سر پرست اور حاکم ہیں۔ یہ اتنا بڑا اعزاز تھا کہ تمام مسلمانوں نے علیؑ کو مبارکباد دی اور سب نے سمجھ لیا کہ پیغمبر نے علیؑ کی ولی عہدی اور جانشینی کا اعلان کر دیا ہے۔

### رسولؐ کی وفات

ہجرت کے دس برس پورے ہوئے تھے جب پیغمبرؐ خدا اس بیماری میں مبتلا ہوئے جو مرض الموت ثابت ہوئی، یہ خاندان رسولؐ کے لیے ایک قیامت خیز مصیبت کا وقت تھا۔ علیؑ رسولؐ کی بیماری میں برابر پاس موجود رہتے اور تیمارداری میں مصروف رہتے تھے، اور رسولؐ بھی علیؑ کا اپنے پاس سے ٹھننا ایک لمحہ کے لیے گوارا نہ کرتے تھے، آپ نے علیؑ کو اپنے پاس بلا یا اور سینے سے لگا کر بہت دیر تک آسپتہ آسپتہ باتیں کرتے رہے اور ضروری وصیتیں فرمائیں۔ اس گفتگو کے بعد بھی علیؑ کو اپنے سے جہاز نہ ہونے دیا اور ان کا سر اپنے سینے پر رکھ دیا جس وقت رسولؐ کی ریح جسم سے جدا ہوئی اس وقت بھی علیؑ کا ہاتھ رسولؐ کے سینے پر رکھا ہوا تھا۔

### بعد رسولؐ

جس نے زندگی بھر رسولؐ کا ساتھ دیا وہ بعد رسولؐ آپ کی لاش کو کس طرح چھوڑتا۔ چنانچہ رسولؐ کی تجزیہ و تکفین اور غسل و کفن کا تمام کام علیؑ ہی کے ہاتھوں ہوا اور قبور میں آپ ہی نے رسولؐ کو اتارا، رسولؐ کے دفن سے فرصت ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اتنی دیر میں پیغمبرؐ کی جانشینی کا انتظام ہو گیا ہے، اگر کوئی دوسرا انسان ہوتا تو جنگ آزادی پر تیار ہو جاتا

مگر علیؑ کو اسلامی مفاد و امتیاز نہ تھا کہ آپ نے اپنے حقوق کے اعلان کے باوجود انچ طرف سے مسلمانوں میں خانہ جنگی پیدا نہیں ہونے دی، نہ صرف یہ کہ آپ نے محرک آرائی نہیں چاہی بلکہ جس وقت ضرورت پڑی اس وقت اسلامی مفاد کی خاطر آپ نے امداد دینے سے دریغ بھی نہیں کیا۔ مشکل مسائل کے فیصلے اور ضروری مشورہ لیے جانے پر اپنی مفید رائے کے انہار سے کبھی پہلو نہیں بچایا، اس کے علاوہ بطور خود خاموشی کے ساتھ اسلام کی روحانی اور علمی خدمت میں مصروف رہے۔ قرآن کو ترتیب نزل کے مطابق ناسخ و منسوخ اور حکم و تشبیہ کی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا، مسلمانوں کے علمی طبقے میں تصنیف و تالیف اور علمی تحقیق کا ذوق پیدا کیا اور تصدیق و کلام اور فقہ و احکام کے بابے میں ایک مفید علمی ذخیرہ فراہم کیا۔ بہت سے ایسے شاعر و دہانتیاریے جو مسلمانوں کی آئندہ علمی زندگی کے لیے معمار کا کام انجام دے سکیں۔ عربی زبان کی حفاظت کے لیے علم نحو کی داغ بیل ڈالی اور صرف اور معانی و بیان کے اصول بھی بیان کیے، اس طرح یہ سبق دیا کہ اگر مولے زمانہ مخالف سمجھ ہو اور اقتدار بھی تسلیم کیا جائے تو انسان کو گوشہ نشینی اور کسمپرسی میں بھی اپنے فرائض کو فراموش نہ کرنا چاہیے۔ ذاتی اعزاز اور منصب کی خاطر مفاد ملی کو نقصان نہ پہنچا جائے اور جہاں تک ممکن ہو انسان اپنی ملت، قوم اور مذہب کی خدمت ہر حال میں کرتا رہے۔

### خلافت

پچیس برس تک رسولؐ کے بعد علیؑ نے خانہ نشینی میں زندگی بسر کی۔ ۳۵ھ میں مسلمانوں نے خلافت ظاہری کا منصب علیؑ کے سامنے پیش کیا، آپ نے پہلے انکار کیا لیکن جب مسلمانوں کا اصرار بہت بڑھ گیا تو آپ نے اس شرط سے منظور کیا کہ میں بالکل قرآن اور سنت پیغمبرؐ کے مطابق حکومت کروں گا اور کسی رو رعایت سے کام نہ لوں گا۔ مسلمانوں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور آپ نے خلافت کی ذمہ داری قبول کی، مگر زمانہ آپ کی خالص مذہبی سلطنت کو برداشت نہ کر سکا۔ آپ کے خلاف بنی امیہ اور بہت سے دہ لوگ کھڑے ہوئے جنہیں آپ کی مذہبی حکومت میں اقتدار کے زائل ہونے کا خطرہ تھا۔ آپ نے ان سب کا مقابلہ کرنا اپنا فرض سمجھا اور جمل، صفین اور نہروان کی خونریز لڑائیاں ہوئیں جن میں علیؑ ابن ابی طالب نے اسی شجاعت اور بہادری سے جنگ کی جو بدر و احد اور خندق وغیرہ میں کسی وقت دیکھی جا چکی تھی اور زمانہ کو یاد تھی، ان لڑائی جھگڑائی کی وجہ سے آپ کو موقع نہ مل سکا کہ آپ کا حیا دل چاہتا تھا اس طرح اصلاح فرمائیں۔ پھر بھی آپ نے اس حقہ موت اور اسلام کی سادہ زندگی، مسادات اور نیک لمائی کے لیے محنت جو

مردوری کی تعلیم کے نقش تازہ کر دیے، آپ نے ہنشاہ اسلام ہونے کے باوجود مجھوں کی دکان پر بیٹھنا اور اپنے ہاتھ سے کھجوریں بیچنے کو برا نہیں سمجھتے تھے، بیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے، غریبوں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے، جو روپیہ بہت المال میں آتا تھا اسے تمام مستحقین میں برابر سے تقسیم کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے سگے بھائی عقیل نے چاہا کہ کچھ انھیں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ مل جائے مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میرا ذاتی مال ہوتا تو خیر یہ بھی ہو سکتا تھا مگر یہ تمام مسلمانوں کا مال ہے مجھے حق نہیں ہے کہ میں اس میں کسی اپنے عزیز کو دوسروں سے زیادہ دوں۔ اتنا ہے کہ اگر بیت المال میں کبھی شب کے شب حساب کتاب میں مصروف ہوتے اور کوئی ملاقات کے لیے آکر غیر متعلق باتیں کرنے لگا تو اپنے چراغ بڑھا دیا کہ بیت المال کے چراغ کو میرے ذاتی کام میں صرف نہ ہونا چاہیے۔ آپ کی کوشش یہ رہتی تھی کہ جو کچھ بیت المال میں آئے وہ جلد سے جلد تقاضا تک پہنچ جائے۔ آپ اسلامی خزانے میں مال کا حج رکھنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

### شہادت

افسوس ہے کہ یہ امن، مساوات اور اسلامی تمدن کا علمبردار دنیا طلب لوگوں کی عداوت سے نہ بچا اور ۱۹ ماہ رمضان ۴۰ھ کی صبح کے وقت خدا کے گھر یعنی مسجد میں عین حالت نہار میں ایک زہر سے سبھی ہوئی تلوار سے زخمی کیا گیا۔ آپ کے رحم و کرم اور مساوات پسندی کی انتہا یہ تھی کہ جب آپ کے قاتل کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے لائے اور آپ نے دیکھا کہ اس کا جسم لرز رہا ہے، اور اس کا چہرہ زرد ہے تو آپ کو اس پر بھی رحم آگیا اور اپنے دو لڑن فرزندوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو مدایت فرمائی کہ یہ بھٹا اقدی ہے اس کے ساتھ کوئی سختی نہ کرنا، جو خود کھانا وہ اس کو کھلانا۔ اگر میں اچھا ہو گیا تو مجھے اختیار ہے، میں چاہوں گا تو سزا دوں گا اور چاہوں گا تو معاف کر دوں گا، اور اگر میں ذرا تو اور تم نے اس سے انتقام لینا چاہا تو اسے ایک ہی ضربت لگانا کیونکہ اس نے مجھے ایک ہی ضربت لگائی ہے اور ہرگز اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ قطع نہ کرنا، اس لیے کہ یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔ درودزنگ علیؑ بستر بیماری پر انتہائی کرب اور تکلیف کے ساتھ رہے، آخر زہر کا اثر جسم میں پھیل گیا اور ۱۹ رمضان کو مبارک صبح کے وقت آپ کی وفات ہوئی۔ حسنؑ اور حسینؑ نے تجہیز و تکفین کی اور لپٹ کو ذرہ پر بھج کی سرزمین میں وہ انسانیت کا تاجدار ہمیشہ کے لیے آرام کی نیند سونے کے لیے دفن ہو گیا۔

## ”علیؑ علیؑ“

تحریر: جناب تاثیر نقوی مدیر عظیم کراچی

جو لوگ تاریخ کو محض حالات و واقعات اور حقائق و نتائج کے اعتبار سے دیکھتے اور جائزہ لیتے ہیں، وہ کسی کے ساتھ جانبداری نہیں برتتے نہ اس کو حاصل مطالعہ سے پہلے اپنی پسندیدہ دنیا پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ اسی سبب پر حجب وہ عرب کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو مکہ کی سرزمین ان کے سامنے ابھر کے آجاتی ہے۔ جہاں ابراہیم خلیل اللہ کا تعمیر کردہ ایک گھر ہے جس کو بیت اللہ کہتے ہیں۔ اس گھر کو عرب بڑے احترام کی نظر دیکھتے ہیں، اس کی تولیت اولاد ابراہیمؑ کو حاصل ہے، اس خاندان کو کبھی سوز و محرم سمجھا جاتا ہے۔ اسی خانہ خد میں ایک بچہ کی ولادت ہوتی ہے۔ اس کا نام علیؑ رکھا جاتا ہے۔ علیؑ کون تھا؟ علیؑ عبدالمطلب سردار مکہ کا پوتا، ابوطالب سردار مکہ کا بیٹا تھا۔ اس خاندان کو خاندان بنی ہاشم کہتے ہیں۔ رسول اسلام کا سلسلہ نسب بھی وہی ہے جو علیؑ کا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ دونوں حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ رسول اکرم کے اعلان نبوت سے پہلے حالات انتہائی سازگار تھے، عرب میں ان کی کوئی مخالفت نہ تھی۔ اگر حضرت محمد مصطفیٰ اعلان نبوت نہ فرماتے تو حالات جوں کے توں رہتے۔ بلکہ حالات اور خوشگوار ہوجاتے۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا سے حضرت رسول اکرم کی شادی ہو چکی تھی جو انتہائی دولت مند خاتون تھیں، حضور نے علیؑ کو کچھ ہی میں اپنے چچا جناب ابوطالب سے لے لیا تھا۔ اور ان کے آپ خاص محبت فرماتے تھے۔ حضرت علیؑ کو آپ نے جس طرح اپنی دامادی کا شرف عطا کیا، اعلان نبوت نہ کرنے کی صورت میں بھی اگر یہ شرف حاصل ہوتا اور یقیناً ہوتا تو جناب خدیجہ کی تمام دولت کی وارث خاتون جنت ہی ہوتیں۔ اور کبھی نہایت سکون و اطمینان کی زندگی ہوتی، کوئی انقلاب نہ آتا، کوئی مخالفت نہ ہوتی، کبھی مصیبت کا سامنا

نہ کرنا پڑتا، نہ جنگ بدر ہوتی، نہ معرکہ حنین و خندق، نہ اُحد نہ کوئی اور معرکہ آرائی، بلکہ معاشرہ جس طرح صدیوں سے چل رہا تھا چلتا رہتا۔ امیر امیر رہتا، بزاز کپڑا بیچتے رہتے، کھجور فروش کھجوریں بیچتے رہتے، قصائی گوشت کے پارچے بناتے رہتے، گڈڑیے بھیڑیں چراتے رہتے اور بدلوٹ مار کرتے رہتے۔ غرض ہر ایک اپنی حیثیت و حالت میں رہتا۔ نہیں سے کسی کو وہ دنیاوی منزلت و مرتبہ اور اقتدار حاصل نہ ہوتا جو اعلان نبوت کے بعد حاصل ہوا اور ہوتا رہا۔ اسی طرح نہ فاطمہؓ نبی رسولؐ فدا کو چھیپنا پڑتی، نہ علیؓ کو جوگی سوکھی روٹی کھانا پڑتی، نہ مسجد کوفہ میں ان کی شہادت واقع ہوتی، نہ رسولؐ کے ساتھ وہ مصائب برداشت کرنا پڑتے جو انھوں نے برداشت کیے، نہ حسنؓ کو زہر کا پیالہ پینا پڑتا، نہ معرکہ کربلا میں اس خاندان کی تاراجی ہوتی، نہ عورتوں کی اسیری ہوتی، نہ بیٹوں سے چادریں چھینی جاتیں، نہ نیرود پر سر بلند کیے جاتے، نہ کوفہ و شام کے بازاروں میں پابہ زنجیر پھلے جاتے، نہ دربار ابن زیاد و یزید میں ان کو اسیر ہو کر جانا پڑتا، نہ علیؓ ثانی کو طوق و زنجیر کے آہنی زیور پہننا پڑتے۔

یہ سب کیوں ہوا؟

صرف اس لیے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا، اور اعلان کی صدا بلند ہوتے ہی لیبیک لیبیک کی پہلی صدا جو دنیا نے سنی وہ علیؓ ابن ابی طالبؓ کی تھی۔ علیؓ نے تصدیق رسالت کی اور نصرت کا وعدہ فرمایا، اور اس وعدے کو عبادت سمجھ کر پورا کرتے رہے۔ گو دنیاوی لحاظ سے وہ اتہائی گھٹے میں رہے، اور

”منزل انھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے“

یہ ٹھیک ہے۔ مگر حضورؐ اعلان نبوت نہ فرماتے اور پیغامِ الہی پہنچا نہ کیا فرض انجام نہ دیتے تو وہ انقلاب نہ آتا جو ان دونوں سمجھیوں کی رفاقت اور جہد و جہد کے باعث، دنیا میں آیا۔ دنیا اسی عالمِ جاہلیت کا شکار رہتی جس میں لجنہٴ رسولؐ مختار سے قبل تھی۔ کہنا تو صرف یہ ہے کہ اس خاندان نے یعنی ابوطالبؓ اور

ان کی اولاد نے اپنی تباہی و بربادی کو محض اس وجہ سے قبول کیا کہ وہ حضرت محمدؐ مصطفیٰؐ کو رسول برحق جانتے تھے اور ان کے پیغام کو خدا کا پیغام جانتے تھے۔ اب وہ لوگ جو تاریخ کا غیر جانبدار نہ مطالعہ کرتے اور کسی تعصب کا شکار نہیں ہوتے ہیں یہ دیکھ کر ڈاکڑوہ جاتے ہیں اور یہ سوچتے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اگر دنیا ان کا مقصد ہوتی تو وہ اس محرومی و ابتلاء میں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ہرگز نہ ڈالتے اور ان کو وہ خوش حالی حاصل رہتی جو ان کے خاندان کو ہمیشہ حاصل رہی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ان کو اپنے منصوبہ میں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو محرومی کی صورت میں ان کو اس مشن سے الگ ہو جانا چاہیے تھا جو ان کے ہد رسولؐ مختار اور علیؓ ابن ابیطالبؓ نے جاری کیا تھا، مگر وہ اس سب کے باوجود کاترِ تبلیغ میں مصروف رہے اور یہ سلسلہ بارہویں جانشینِ رسولؐ تک جاری رہا۔ تا آنکہ انھیں پردہٴ غیبت میں جانا پڑا۔

پھر تاریخ کا ایک غیر جانبدار طالبِ علم اسے انسانیت و اسلام کا ہیرو دیکھوں کر قرار نہ دے جس نے تمام قربانیوں، جان نثاریوں اور اہلیتوں کے باوجود اور اپنے اُس حق کے باوجود جو اس کو حاصل تھا، بادشاہت ان کے سپرد کر دی جو شریکِ سفر نہ تھے۔ اور خدمتِ دین و عقیدت و احترام کی اس سند پر خود جلوہ فرما ہو گئے جس کو ان سے نہ تو پہلے کوئی چھین سکا نہ قیامت تک کوئی چھین سکے گا۔ علیؓ اور اولادِ علیؓ کا یہی وہ کردار ہے جس کے سامنے منکرینِ عالم کی جنینِ خم ہو جاتی ہیں اور اہلِ دل سجدہ ریزی کرنے لگتے ہیں۔

مجھے آخر میں صرف اتنا کہنا ہے کہ انقلاب کے معنی ہی ہر چیز کے منقلب ہو جانے کے ہیں۔ انقلاب میں حقدار اپنے حق سے محروم ہو جاتے ہیں اور غیر مستحق با اختیار ہو جاتے ہیں، معزز غیر معزز ہو جاتے ہیں، محترم غیر محترم بن جاتے ہیں، گھروالے بے گھر ہو جاتے ہیں اور بورجوازیں محل نشین ہو جاتے ہیں، دولت مند فقیر اور فقیر امیر بن جاتے ہیں۔ غرض انقلاب کے جو نتائج ظاہری ہوتے ہیں وہی اسلام کے عظیم انقلاب کے بعد ہوئے اس میں



حیرت کی کوئی بات نہیں۔

لیکن اس انقلابِ عظیم کے ظاہری و عارضی نتائج سے قطع نظر فدا جس کو بلند و محترم کرتا ہے وہ ننانوے سال منبروں پر شہ شہ کے تیر کھانے کے بعد محترم ہی رہتا ہے، آج دنیا کی ہر قوم، ہر صاحبِ نظر، ہر اہلِ دل، ہر عالم، ہر خطیب، ہر ادیب، ہر سپہا در، ہر صوفی اور فقیر و امیر کی زبان پر "علیٰ علیٰ ہے، اور کوئی کسی کے لبوں کو سینے والا نہیں، روکنے ٹوکنے والا نہیں، اور کسی سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ "علیٰ علیٰ" نہ کہو اور سچی تو ہیں۔" اگر کوئی یہ بات کہے گا تو اُس کو جواب ملے گا۔۔۔ رسولؐ کے بعد ہم کو تو کوئی ایسی ہم غیر شخصیت نظر نہیں آتی جس کو ہم علیؑ کے بر مقابل لاسکیں اور اُن سے اُس کا موازنہ کر سکیں۔

## امیر المؤمنینؑ

نے فرمایا۔۔۔  
جس میں چھ خصلتیں ہوں اس نے جنت کے لیے کوئی جائے طلب اور دوزخ سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ چھوڑی۔  
جس نے اللہ کو پہچانا اور اس کی اطاعت کی۔  
شیطان کو پہچانا اور اُس کی نافرمانی کی۔  
حق کو پہچانا اور اُس کا اتباع کیا۔  
باطل کو پہچانا اور اُس سے بچ رہا۔  
دنیا کو پہچانا اور اس سے کنارہ کشی کی۔  
آخرت کو پہچانا اور اُس کو طلب کیا۔

## علیؑ ازہر

حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی سید نصیر الاجتہادی منظرۃ

یہ سورج کی ستائی ہوئی دنیا اور تپتے ہوئے صحراؤں کی مخلوقِ نخلستان کی تلاش میں سرگرداں اور جوئے شیر کی تلاش میں حیران ہے۔ اور مصیبت در مصیبت یہ ہے کہ ہر رہن رہبر کے لباس میں لوگوں کو غلط راستہ دکھا رہا ہے۔ "ازم" کی بھر مار اس صدی کا طرہ امتیاز ہے، ہر عقلِ محدود و فکرِ محدود نے چند اھوا و امیال کا نام ازم رکھا اور آفاق کی وسعتیں اور انسانیت کی بیکر انیاں عطا کر دیں، اور خیالِ خود ایک جدید کتبہ فکر کے بانی ٹھہرے اور مذاہبِ فلسفیانہ میں ایک نئے مذہب کے داعی بنے، محبوبِ وقتوں اور ناسودہ آرزوؤں سے اس کا رنگ و آب تیار کیا۔ تاریک حصہٴ شعور سے اس میں تابا بانی پیدا کی، نچلے جذبات اور اُتھلے احساسات سے اس میں عوامیت کا رنگ دیا اور اس طرح ہر دجالِ نظر اور ابلیسِ عہدِ حاضر ایک نئے مذہب کا داعی بن کر سامنے آجاتا ہے۔ کوئی نہیں جو ان عقلِ فرو نشوں اور علمِ دشمنوں کو تباہے کہ کوزہ سمندر کی اور خشتِ سیہیں کہکشاں کی نیابت و ترجمانی نہیں کر سکتا، ساری کائنات میں ایک بھر پور باشعور مثبت رویہ اور پھر انسانوں کے مسائل و وسائل پر بے لاگ، درست اور منجی حقیقت فیصلہ، محدود علم و دماغ کا آدمی نہیں کر سکتا۔

وہ کہ جس نے ساری کائنات کی تخلیق کی اور تمام انسانوں کے جذبات و احساسات کا علم رکھتا ہے، رحمت و ربوبیت کا چشمہ جس سے ہر آن اور ہر لمحہ جاری ہے، انسان کی ہدایت جس کا مطلوب ہے وہی صحیح راستہ، صحیح دستوریات اور ضابطہ زندگی عطا کر سکتا ہے۔ پھر وہ خدا کے قدوس جو تمام مخلوقات کی تخلیق، بسوید و تقدیر کرتا ہے، اسی نے بشر کو نیر البشر کے ذریعہ ہدایت بھیجی فمن تبع ہدی فلا خوف علیہم

ولہم یحزنون ۱۵ جو ہماری ہدایت پر عمل کریں گے وہ حزن و غم سے دُور رہیں گے)

اور جب انسانیت بلوغِ فکر کی اس منزل پر پہنچی کہ وحیِ مکمل کو برداشت کر سکے تو خداوندِ عالم نے خاتم النبیین کو بھیجا اور آپ کے ذریعہ وحیِ مکمل ہوئی، دینِ مدلل ہوا اور شریعتِ دائمی بنی۔

اسلام ایک مکمل ضابطہٴ زندگی کے ساتھ ہمارے سامنے آیا، لیکن اس کے بعد پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ آخر اس نظامِ زندگی کی تکمیل و ترویج اور ترقی میں کون سے موانع ہوئے۔

میں نہیں چاہتا کہ تاریخ کے درجوں سے ایسے انکار و اجہام پر نظر پڑے جو سیاسی نا محرم کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں لب کثانی سے مذہب کی تقدیسِ مجرد

ہوتی ہے۔ مگر اس قدر کہوں گا کہ قرآنِ حکیم اور رسولِ کریمؐ کی معین کردہ راہ سے مسلمانوں کا قافلہٴ کچھ اس طرح دُور سے دُور ہوتا گیا کہ اگر آج مسلمانوں کی فکر و عمل کا جائزہ لیا

جائے تو نام نہاد اسلام کے سوا ان کی ہر چیز کا فرانزنگ و بوس موجود ہے۔ میری سمجھ میں ابھی تک یہ فلسفہ نہیں آیا کہ کسی کا کسی مذہب کی طرف انتساب اس کی زبان کی وجہ سے ہوتا ہے یا عمل کی وجہ سے؛ اگر ایک عیسائی شراب پیے تو اس کی گردن اڑادی جائے،

اور اگر ایک مسلمان شراب پیے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے، ایک ہندو کسی کی جائیداد غصب کرے تو اس پر لعنت کی بوجھار اور اس کی سات پشتوں کے لیے گالیاں

اور ایک مسلمان کسی کا مال چھین لے تو اس کو اشیہ واد۔ ایک انگریز سور کا گوشت کھلے تو وہ بُرا ہو جائے، ایک مسلمان کھائے تو گوارا۔ امریکن سرمایہ دارانہ نظام کی بنا پر رات بیتی

کھرب پتی بنے تو غلط، مسلمان اسی نظام میں ناقابلِ حساب، دولت کا مالک بناوے، نہ رکوۃ نکالے نہ خمس تو وہ مسلمان، اس کے بیٹے مسلمان بلکہ عند الضرورت وہ مسلمانوں کے وفد کا

بھی ترجمان۔ بس یہی وہ مقام آتا ہے جہاں دانشور اور ذہین لوگ اس مذہب کے برگشتہ موحلتے ہیں۔ آج اسلام سے دوری کا سبب یہ بھی ہے کہ ہم میں اسلامی عصبیت کی بجائے

مسلم عصبیت پیدا ہوگی، اسلامی عصبیت جائز ہے مگر مسلم عصبیت اسی طرح حرام ہے جیسے ہندو عصبیت، خاندانی عصبیت، قبیلوی عصبیت۔ اسلامی عصبیت یہ ہے کہ اگر

کوئی ایسا مقدمہ ہے جس میں عیسائی اور مسلمان مدعی اور مدعا علیہم ہیں، اور فرض کیجئے کہ اس مقدمہ میں حق عیسائی کے ساتھ ہے تو اسلامی عصبیت کا تقاضا ہے کہ ایک مسلم حج عیسائی

کے حق میں فیصلہ کرے، اور مسلم عصبیت کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کسی مسئلہ میں باطل پر بھی ہوں تو ان کا ساتھ دیا جائے، تو اگر ہم نے بھی دیگر مذاہب کے تہمتوں اور برسہوں کی

طرح یہ کہا کہ ہر وہ برائی جو دوسرے مذہب والا کرے قابلِ گردن زدنی اور اپنے مذہب والا کرے تو سراسر نکھول پر بٹھانے کے قابل۔ تو یہ کم از کم مذہبِ حق کی علامت نہیں۔

اسلام کے ساتھ یہ عادت نہ ہو کہ مسلمانوں میں عربی عصبیت اور مسلم عصبیت پیدا ہوئی۔ عدل و انصاف کی وہ راہ جس پر آسمان و زمین قائم تھے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔

جاہلیتِ قدیمہ اسلام کا روپ دھار کر برا جہان ہو گئی، ظلم و ستم عام ہو گیا، حصولِ دولت اور سرمایہ داری کی بنیادیں استوار ہونے لگیں، جبر و تشدد کی تلوار اللہ اکبر کے نعروں کے

ساتھ گردنوں پر پڑنے لگی، گلے میں حائل اور قلوب میں جہالت و سرکشی، پیشانی پر سجدوں کا نشان اور نفس میں کبر بانی۔ اتخذواہ الہا کی تصویر، عظمتِ انسانیت سے انکار اور

حقوقِ بشری کی بیخ کنی، رسوم و مناسک پر زور، حق و صداقت سے گریز، جاگیر داری و حکومت کا از سر نو قیام اور جاہلیت کے وہ تمام عہود جو حضورؐ کے زیرِ قدم تھے مسلمانوں نے بالائے

سر رکھ لیے اور سپہرہٴ اعلان کیا کہ ہم مسلمان ہیں، امتِ وسط اور خیر الامم ہیں۔ آج اس وسیع کائناتِ عقل و آگہی کو مطمئن کرنے کے لیے ہمیں تحریکِ اسلامی کی منزل

پر منزل رہی کہ از سر نو مطمئن لو کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ وہ اسلام جو اللہ کی نگاہ میں "دینِ محبوب" اور "دینِ مصطفیٰ" تھا جس کی بنیاد "عدلِ عالمگیر" اور تقویٰ پر تھی،

وہ کیوں اپنے نقاطِ اہلیہ سے دُور اور "حدود اللہ" سے متجاوز ہوا اور اس کے نتیجہ میں اس کی افادیت اور تاثیر ختم ہو گئی اور اس کے ثمراتِ شریسیں اور نتائجِ خوش گوار سے امت

مردم محروم ہو گئی، اور وہ قوم جو کوسل من الملکی (کس کا ملک ہے) بجا رہی تھی اب صدائے من مائی (میرا کون مالک ہے) بلند کیے ہوئے ہے، وہ جو بڑے فخر سے کہتے تھے کہ قیصر و کبریٰ کا تاج ہماری ٹھوکریں ہے۔

اب بتاؤ کہ اسلامی سلطنتوں کا سر پر غرور کس کے قدموں پر ہے۔ وہ جو ابر سے خراج لیتے تھے بتاؤ "کس کا فر قوم" سے قرضہ نہیں لیتے، وہ جو قیصر کو "کلب" کہتے تھے اب بتاؤ کس سر پر پارے آگے دم نہیں ہلاتے۔ کہاں گیا وہ طنطنہ، کہاں گیا وہ ہمہمہ، کہاں گئی وہ حرکت سر پر غرور، کہاں گئی وہ سلطنت کج کلبی؟ تو فوراً ہی داناں عقل و مردمان علم چینی اٹھیں گے کہ ہم میں وہ اسلام نہیں رہا، وہ اسلاف کی عظمتیں نہیں رہیں تو کیا بیزید، ولید، عبدالملک اسلام کے مجھے تھے؟ یہ مدینہ میں عصمت دری کرانے والے، خانہ کعبہ کو ہلانے والے، قرآن پر تیر برس لانے والے، قرون اولیٰ کے مسلمان نہ تھے، مسلمانوں کے ناسندے نہ تھے؟ پھر ان کا وہ زہد و تقویٰ، اللہیت اور اخلاص تھا جس نے ان کو فوج و عطا کی اور اللہ کی نعمتیں اور کرامتیں ان پر ٹوٹ ٹوٹ کر برسیں۔ اللہ اللہ! کتبک تم اپنے نفس کو فریب اور عامہ امت کو دھوکا دیتے رہو گے؟ کیا قائدین فکر اسلامی نے قسم کھالی ہے کہ سچی بات سے کبھی اپنی زبان کو آلودہ نہ کریں گے اور عوام کو اصل بات سے آشنا نہیں کریں گے۔

تو پھر سنو اور داعی حق کی سچی بات سنو، جس کے سننے سے اگرچہ تمہارے کانوں کو فرحت، تمہارے دل کو سرور و مسرت نہیں آئے گا جس طرح نو مسلم ہندو کو گوشت میں لذت نہیں ملتی، لیکن اس کے سوا کوئی بات سچی نہیں، کوئی بات درست نہیں ہے۔ ابتدائی دور اسلام میں مسلم فتوحات و کامیابی کارا ز وہی ہے جو پینگیز خاں کے دور میں صحرائے گوبی کے منتشر قبیلوں کا تھا۔ نہ ان کے فتوحات ان کے عقیدے کی صحت و حقانیت کی دلیل تھے، فتوحات تو کبھی حقانیت مذہب کی دلیل ہوتے ہی نہیں۔ باز طینی حکومت کا دبدبہ اور وقار عیسائیت کی صداقت کی صلیب بن سکتا ہے نقیب نہیں بن سکتا۔ لیکن

ہم نے عوام کو مخالطہ میں مبتلا کر دیا اور ان فتوحات کو جو ہوس ملک گیری سے الگ نہ تھے اسلام کی صداقت کا نشان بنایا اور فاتحین کو تقدس و تکریم کا لباس بخشا۔ ظاہر ہے کہ قلم علم کے نیچے رہتا ہے اور تحریر زیرِ شمشیر رہتی ہے۔ زبان و قلم کا متحدہ محاذ اسلام کی غلط ترجمانی میں لگ گیا، لوگوں کی نگاہیں مالِ غنیمت کے ڈھیر، کینزوں کی بھیڑ، اونٹوں کی قطاروں، گھوڑوں کے گلوں پر لگ گئیں۔ اب اس مال کے سچے اسلام کا آل کیا ہوگا؟ اس کا کسی کو خیال نہ آیا، کینزوں کے ساتھ ناموس اسلام کا ذبیحہ کس عنوان سے ہو رہا ہے اس کا کسی کو لحاظ نہ ہوا، اونٹوں اور گھوڑوں کی آمد سے مقاصد کی پامالی کس سچ دھج سے ہو رہی ہے اس پر کوئی لب کشا نہ ہوا۔ دینے والوں کے قبضے اور لینے والوں کی دعاؤں نے روح انسانیت کی تکفین و تدفین کر دی اور اللہ اللہ خیر صلا۔

مگر اس تاریک و وہیب اندھیرے میں ایک چراغ روشن انسانیت کے افقِ اعلیٰ پر جلوہ لگن تھا۔ اس میں نہ مسلم عصبیت تھی نہ قبیلوی ذہن عربی۔ وہ حق و انصاف مند دان، صدق و اخلاص، تقویٰ و درج، دین و شرع پر مہربان کرتا۔ وہ نام نہاد مسلمانوں کی چار دیواری میں گھرے ہوئے چراغ کی طرح نہ تھا بلکہ ارض و سما کی وسعتوں پر چھایا ہوئے آفتاب کی طرح تھا۔ وہ فیض و افادیت کا دجلہ نہ تھا جو صرف ایک سرزمین کو سیراب کرتا ہے۔ وہ ساقی کو تر تھا جس کا فیض مذہب و ملت کی حد بندلوں سے بلند ہر تہ نشہ لب کے لیے حاضر تھا، اس کی ذات نے ذکر و فکر کے جو چراغ جلائے آج بھی کائنات پر روشن کیے۔ اس کو دیکھو، اس کو سمجھو، اس کو پڑھو اور اس پر چلو کہ اسی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے، اسی میں اسلام کی حیات ہے، اسی میں اس مذہب کی وسعتیں جو اقوام و دین سے آگے بنی آدم کے تخیل میں ڈھلتی ہے۔ یہی وہ ہے جو عوام اور حکومت کے درمیان اُس پلِ صراط کو عبور کرنا سکھاتا ہے جس پر چلنے سے بڑے بڑے سدا دیوں کے پیر کٹ گئے۔ آؤ کچھ دیر کے لیے ہم اس پرفریب دنیا سے نکل کر اس

اس حقیقت پسند شخصیت کے سامنے کھڑے ہوں جس کے ایک ہاتھ میں عدل کی ترازو ہے اور دوسرے ہاتھ میں تقویٰ کا سورج، اور تمام عالم انسانی اس کے زیر سایہ اطمینان کی سانس لے رہا ہے، جو اس نے کہا اس کو دیکھو، پھر کہنے والے کو دیکھو اور بتاؤ کہ ایسے ارشاداً کس ذات سے ہمیں حاصل ہوئے ہیں۔

کیا تم نے آزادی پر اس سے بہتر کوئی جملہ سنا کہ "اللہ نے تم کو آزاد پیدا کیا تو تم لوگوں کو غلام کیوں بناتے ہو۔۔۔۔۔؟"

اور عوام کے احترام کے بارے میں یہ حقیقت پسند قول دیکھا کہ "اور تم وہ راستہ اختیار کرو جس کو عوام کی اکثریت پسند کرتی ہو، کیونکہ عوام کی ناراضگی خاص کی ناراضگی کو بے اثر بنا دیتی ہے، اور اگر عوام ناراض ہوں تو خواص کی ناراضگی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ یہ خواص و مصاحبین حاکم کے اچھے حالات میں اپنی فرمائشوں اور تقاضوں کی وجہ سے اس بیچارے پر بارگراں بنے رہتے ہیں اور جب حاکم کے حالات خراب ہوں تو فوراً کھسک جاتے ہیں۔ حاکم کے انصاف پر برم ہو جاتے ہیں۔ مانگتے ہیں تو چمچ پھر ہو جاتے ہیں۔ عطا پر شکر نہیں کرتے، نہ ملنے پر عذر نہیں سنتے۔ یاد رکھو کہ دین کا ستون، مسلمانوں کی طاقت یہی عوام ہوتے ہیں۔۔۔۔۔"

اور کیا آپ نے راعی کے رعایا سے رابطہ پر اس سے بہتر مقولہ دیکھا ہے کہ :-  
"رعایا کے دل حکمرانوں کے خزانے ہوتے ہیں، اب اس خزانے میں حکمران عدل کے سکے رکھیں یا ظلم کے پتھر، جو رکھیں گے وہی پائیں گے۔"

اور یہ ارشاد ہے کہ :- "اگر حکومت سے حق کا قیام اور باطل کا انہدام مقصود نہ ہو تو یہ پالپوش سے بھی کمتر ہے۔۔۔۔۔"

اور یہ فرمان کہ :- "حکومت کا مطلب یہ نہیں کہ مال جمع کرو اور کسی سے اپنا کینہ اور عداوت نکالو۔ حکومت کا مقصد صرف یہ ہے کہ باطل مردہ ہو اور حق زندہ ہو۔۔۔۔۔"  
اور یہ کہ :- "ذیل میری نگاہ میں عزت والا ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو

اس کو دے دوں، اور عزت والا کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کر لوں۔"  
اور حاکم کی پوزیشن کی وضاحت اس طرح کس نے کی ہے کہ "میں تمہیں میں سے ہوں، جو تمہیں حقوق حاصل ہیں وہی مجھ کو، اور جو تمہاری ذمہ داریاں ہیں وہی میری بھی ہیں۔۔۔۔۔"

"کیا میں اس پر خوش ہو جاؤں کہ لوگ کہیں کہ میں حاکم ہوں، اور لوگوں کے دکھ درد میں شریک نہ ہوں۔۔۔۔۔"

اور اس فقرہ کو دیکھیے کہ "میرا بھی مال ہوتا تو برابر سے تقسیم کرنا چاہتا جس کے یہ بیت المال کا مال ہے۔۔۔۔۔"

اور جاگیر کے متعلق یہ ارشاد کس قدر قابل عمل ہے کہ "ہر جاگیر جو مال خدا سے لوگوں کو دی گئی ہے بیت المال میں واپس کر دی جائے گی۔ جو مال بیت المال سے لوگوں کو ملا ہے وہ سب میں بیت المال میں لوٹا دوں گا۔ عدل برداشت نہیں ہوتا تو ظلم کیسے برداشت ہوگا۔" مہربانہ داری کے خلاف اس ضرب چیدری کو دیکھیے، فرماتے ہیں "فرزند آدم! جو ضرورت سے زیادہ سچے حاصل ہو اس کا تو مالک نہیں خزا پنہی ہے۔۔۔۔۔"

آخر میں امام کی ایک اور نصیحت سن لیجئے۔ فرماتے ہیں کہ :- عوام ان اس سے تمہارا رویہ ایسا ہونا چاہیے کہ اگر مر جاؤ تو تمہاری یاد میں آنسو بہائیں اور اگر زندہ رہو تو تم سے ملنے کے لیے بے چین رہیں۔۔۔۔۔"

میں کہاں تک عدل و عقل کے اس پیکر لاہوتی کے نظریات و افکار ربیان کروں۔ ع

"سفینہ چاہیے اس بجر بے کراں کے لیے"

یہ چند ابدار موتی اس چشمہ کوثر کے تھے جس کو دنیا "ہنج البلاغہ" اور میں "ہنج المعرفۃ والیاست" کہتا ہوں، اور اسی پر میں نے "علی ازم" کی بنیاد رکھی ہے۔

# اگر علی نہ ہوتے؟

عالی جناب مولانا سید ابن حسن صاحب قدیحی مدظلہ العالی  
۱۳ رجب کا سورج عالم کو اس مبارک و مسعود دن کی یاد دلاتا ہے جب کہ  
برکت و سعادت سے آج تک آفتاب اسلام درخشاں ہے اور تاقیام قیامت  
ضیا بار رہے گا۔ اس تاریخ اس عظیم ترین ہستی نے دنیا کو اپنے قدمِ مہینتِ الزوم  
سے رونق بخشی جس کی نذیر نہ اولین میں مل سکتی ہے نہ آخرین میں۔  
یہ کون ہے مطلوبِ کل طالب اسد اللہ الغالب علی کل غالب علی ابن  
ابن طالب علیہ آلاف التحنن والثناء

زباں پر بار خدایا یہ کس کا نام آیا کہ میرے لفظ نے جو سے مری زباں کیلئے  
اللہ اللہ! ہزاروں اختلافات کے باوجود حضرت عمر فرمایا کرتے تھے  
عجزت النساء ان تلدن مثل علی ابن طالب اب یہ ناممکن ہے کہ کوئی ماں  
علی جیسا بچہ پیدا کر سکے۔ مناقب حوزارزی ۱۳ رجب المرجب برد جمعہ بیت اللہ  
نے نفس اللہ کا استقبال کیا۔ اور بقول صاحب مروج الذهب و مطالب النول  
یہ حضرت علی ہی کی بزرگ ترین اور خصوصی منزلت ہے کہ خانہ کعبہ میں پیدا  
ہوئے۔ مولود کعبہ۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ مسلم اول شہردان علی  
لم یعبد الا دثان قطل صغوه ومن ثم یقال فیہ کرم اللہ وجہہ  
حضرت علی نے کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔ اس لئے آپ کے ساتھ کرم اللہ وجہہ  
کہا جاتا ہے۔ (صواعق محرقة)

رسول کا پہلا مددگار | دعوت ذوالعشرہ کا منظر اور صاحب دہما  
نیطق عن المحوی ان هو الا وحی یوحی  
کے یہ الفاظ ابھی تک تاریخوں میں موجود ہیں۔ ان کلماتِ وحی و دوزبوی  
دوصی و خلیفتی فیکم فاسمعولوا و اطیعوا۔ دیکھو! یہ علی میرا بھائی

میرا وزیر۔ میرا وصی اور خلیفہ ہے تم سب اس کی بات ماننا اور اطاعت کرنا طریق  
کامل طبقات)

آخری وقت کا ساتھی | قبض رسول اللہ در سہ فی حجر علی جب  
پیغمبر اکرم زندگی کے آخری سانس لے رہے

تھے تو سرِ اقدس علی کی آغوش میں تھا۔ (طبقات ابن سعد) ابن عباس کہتے ہیں  
لعلی اربعہ حضار نیست لاحد غیرہ هو اول عربی و عجمی  
صلی مع رسول اللہ و هو الذی کان لوائکم مع فی کل زحف و ہولدی  
صبلم معہ یوم عند غیرہ و هو الذی غسلہ و ادخلہ فی قبرہ  
علی ان چار صفتوں میں منفرد ہیں۔ سوائے ان کے اور کسی کو یہ خصوصیت نصیب  
نہیں ہوئی (۱) علی سمورہ عالم کا وہ پہلا انسان ہے جس نے رسول کے ساتھ  
نماز ادا کی (۲) بس یہی ہیں وہ جو آنحضرت کے ساتھ ہر معرکے میں پرچم لہراتے  
رہے (۳) صرف انہوں نے ہی اس دن پیغمبر کی معیت میں استقلال کا مظاہرہ  
کیا۔ اس دن اور اس وقت جب ہر طرف گم و فرار اڑتی نظر آرہی تھی۔ (۴)  
علی ہی تھے جنہوں نے رسول مقبول کو غسل دیا۔ اور آخری آرام گاہ تک پہنچایا۔ (طبقات  
ابن سعد)

وہ مخلص کہ قدرت پکارا تھی وَمِنَ النَّاسِ مَن يُبْشِرُ نَفْسَهُ بِبُغَاءِ  
مَرْضَاتِ اللّٰهِ مَنْزِلَ عِرْفَانَ دیکھیے۔ رسول فرماتے ہیں کہ خدا کو یا میں نے پہچانا  
یا علی نے اور خود علی کہتے ہیں: لو کشف الغطاء لَمَا اَدَدْتُ یَقْدِینَا ۵  
پر دے بھی ہٹ جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ عبادت  
کا یہ عالم کہ کبھی کبھی ڈٹو بننا ہو اور سورج نمازی کے قدموں پر اپنی گزریں  
نچھا کر گرنے کے لئے آجاتا۔ (تاریخ خمیس)

سیرت نگار | یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ فجر آدم بارگاہِ احدیت  
میں سجدہ ریز ہوتے تھے تو خوشنوع و خضوع کا کیفیت  
دیکھ کر لوگ چلائے لگتے تھے۔

قدمات ابوالحسن۔ علی دنیا سے گزر گئے اور  
عبادت بھی ان جذبوں کے ساتھ خود فرماتے ہیں۔ معبود! اس لئے تیری

عبادت نہیں بجالاتا کہ دوزخ کا خوف یا جنت کی طمع دامن گیر ہے۔۔۔۔۔ نہیں  
 .... مالک! علی کا مرنیا تر اس لئے اور صرف اس لئے خم ہوتا ہے کہ تو متحنی عبادت  
 میدان شجاعت میں با تعلق غیب زمزمہ پر دازی کرتا ہے اور لاسیبت  
 الآذوالفقار و لافتی الآعلیٰ کا ابدی نقش دامن کائنات پر کچھ اس انداز  
 سے ابھرنے کے طاقت کے کوہ شکن حوصلے بست ہو جاتے ہیں اور اس طرح کہ بلند  
 ہونے کا نام تک نہیں لیتے: بزم سخا کہہ رہی ہے کہ خلیل کے بحر کرم کا توج بھی  
 دیکھا مگر یوں تو الزکوٰۃ ہمدرا کعون اور یوشرون علی لفسدہ ولو کانت  
 دبعہم خصاصہ کے عنوان سے قرآن نے سوائے علی کے اور کسی کی خدمت میں  
 سپاس نامے پیش نہیں کئے۔ شہر علم کوناز کہ علی اس کا دروازہ ہیہ مسند  
 قضار بن منت کہ لاج رکھ لی۔ اور نگ حکومت شاہد کہ جب ابو تراب کے  
 قدموں نے زینت بخشی کہ باز نظینی نظام خاک میں مل گیا۔

اور مختصر بقول استاذ عبد اللہ العلامی۔ علی ابن ابی طالب کی ذات کمال  
 انسانی کا بہترین مظہر ارتقائے بشری کا لاجواب نمونہ۔ اور فطرت کی ترقی پسند  
 استعداد کی بلند ترین مثال تھی۔ حسن، مزاج، اثر توارت اور انداز تربیت  
 کے لطیف امتزاج سے اس عظیم شخصیت کی تشکیل ہوئی۔ نیز نبوت کے پاکیزہ  
 اصول اور کسب کمال کی ذاتی صلاحیت نے آپ کو عروج کی اس منزل پر پہنچا دیا  
 جہاں وہم و خیال کی رسائی بھی مشکل ہے (سمو الذات فی سمو المعنی ص ۱۱۸ مطبوعہ بیروت)  
 مشہور صاحب کلب و نظر جرجی زیدان نے ان لفظوں میں حیات منقوی کا  
 نقشہ کھینچا ہے۔ علی کے متعلق کیا کہا جائے۔ زہد و تقویٰ کے سلسلے میں آپ کے واقعات  
 بے شمار ہیں۔ آئین اسلام کی پابندی میں آپ کی سختی مشہور ہے، احوال و اعمال  
 کے لحاظ سے یہ مرد حرا انتہائی شریف، مکر و فریب سے گویا واقف ہی نہ تھے زندگی  
 بھر نہ کسی کو دھوکا دیا اور نہ احساس عذر کو اپنے فریب پھیلنے دیا۔ آپ کی تمام  
 کوششیں صرف دین کے متعلق تھیں۔ حق و صداقت پر پورا اعتماد تھا چنانچہ  
 آپ کا فیترا نہ زندگی کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ جب آپ نے رسول اللہ کی  
 صاحبزادی جناب فاطمہ سے شادی کی تو آپ کے پاس فرسش کی قسم سے کوئی چیز نہیں  
 تھی۔ ہاں سامان آسائش میں دینے کی ایک کھال ضرور موجود تھی جس پر ات کو آرام

فرماتے تھے۔ اور دن میں اسی پر اونٹ کو دانہ کھلاتے تھے۔ کوئی ملازم نہ خدمت گزار  
 خلافت کے زمانے میں ایک دفعہ اصعبان سے کچھ مال آیا اس میں ایک  
 روٹی بھی تھی آپ نے اس مال کے سات حصے کئے اور قرص نان کو بھی سات حصوں  
 میں تقسیم کر دیا۔ آپ کا لباس حد درجہ سادہ اور اتنا جھڑھڑ ہونا تھا کہ سردی کا  
 مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک دفعہ کچھ لوگوں نے دیکھا کہ آپ اپنی عبا میں  
 کھجوریں باندھے چلے آ رہے ہیں ان لوگوں نے عرض کی امیر المؤمنین! یہ بوجھ ہمیں دیکھتے  
 دولت کہہ تک پہنچا دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ مناسب ہے کہ جس کے  
 عیال ہیں وہی اس بار کو برداشت کرے۔ علی ابن ابی طالب کا معمول تھا  
 کہ جب اپنی فوج کو کسی جہم پر روانہ کرتے تو ہر سپاہی کو ہدایت فرماتے  
 تھے کہ بھائی دیکھو جہاں تک ہو سکے فریق مقابل سے نیکی اور نرمی کا برتاؤ  
 کرنا اور ممکنہ طریقہ سے عورتوں کی حفاظت و حیانت کا خیال رکھنا۔ یا وجود  
 اس رحمدلی کے مالی معاملات کی نگرانی میں آپ حد درجہ سخت گیر تھے۔ اپنے  
 ماتحت عمال اور کار پر دازوں سے پائی پائی کا حساب لیتے اور یہ صرف  
 اس لئے تاکہ نظام عدل میں فرق نہ آنے پائے۔

اگر حضرت عم کے زمانے میں جبکہ عوامی رجحانات نبوت کی عظمت اور  
 رسالت کی اہمیت سے متاثر تھے اور سچے تدبیر کی نشانیاں موجود تھیں۔  
 حضرت علی ہی مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہو جاتے تو آپ کی حکومت و سیاست  
 کہیں بلند و بہتر ثابت ہوتی۔ اور امور سلطنت میں کسی قسم کا بھی ضعف  
 نہ ظاہر ہونے پاتا۔ لیکن افسوس کہ آپ کو عنان ریاست اس وقت  
 ملی جب لوگوں کی نیتیں خراب اور تمام ملکی معاملات درہم و برہم ہو  
 چکے تھے۔ (تاریخ التمدن الاسلامی جلد ۳ ص ۳۴)

یہ ایک غیر مسلم کے خیالات تھے جو پیش کے رگے۔ اور حقیقت یہ ہے  
 کہ اس مرد حق آگاہ نے رزم و بزم محراب و منبر بلکہ ہر مجلس میں ہر موقف  
 پر اٹھتے بیٹھتے۔ سونے جاگتے ایسی ایسی عظیم خدمتیں انجام دی ہیں اور  
 اپنی سیرت کے ایسے نمونے پیش کئے ہیں جن کے پیش نظر یقین کے  
 ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ علی کی ذات گرامی عروج اسلام کی تاریخ میں اسی حیثیت رکھتی

تھی علیؑ نہوتے تو ممکن تھا کہ اسلام ہوتا۔ مگر اتنا اعلیٰ نہ ہوتا اور بقول علامہ

محمد حسین آل کاشف الغطاء

لَوْلَا عَلِيُّؑ أَخْضَرَ لِلْإِسْلَامِ عُرُودَ وَمَا

قَالَ لَهُ عُرُودٌ

اگر علیؑ نہ ہوتے تو بیچرا اسلام کی نہ کوئی ٹہنی ہری بھری نظر آتی اور نہ اس قصیدہ کا کوئی سنتون قائم ہوتا۔



# قصیدہ لامیہ

محسن اسلام حضرت ابوطالبؑ کا معرکہ آرا قصیدہ

ترجمہ: علامہ العصری و فیروز مولانا علی حسنین صاحب شیفہ

قصیدہ لامیہ محسن اسلام عم رسولؐ انتقال میں حضرت محمد مصطفیٰؐ یعنی پدر گرامیؑ مولائے کائنات حضرت علیؑ کا وہ معرکہ آرا قصیدہ ہے جس کو عربی ادب کا شاہکار تصور کیا جاتا ہے اور اس قصیدہ میں عظمت و تقدس رسولؐ کے ساتھ ساتھ آپؐ کا جوش ایمان اور غم و دلولہ نصرت نمایاں ہے ہم اس قصیدے کے ۸۲ اشعار میں سے اس کتاب میں چند اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (وصی)

## قصیدہ لا

كَذَّبْتُمْ وَبَيْتَ اللَّهِ تَتْرُكُ فَكَيْتَا وَنَطَعْنُ إِلَّا أَمْرُكُمْ فِي بَلَاءِ بِل

ترجمہ: (لیکن اے دشمنو!) بیت اللہ کی قسم تم نے یہ غلط سمجھا ہے اور جھوٹ کہا ہے کہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے۔ ہم اس وقت تک کوچ نہیں کریں گے۔ جب تک کہ تم خود بھی شدائد میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

كَذَّبْتُمْ وَبَيْتَ اللَّهِ يُبْزِي مُحَمَّدًا وَلَمَّا نَطَاعِنُ دُونَهُ وَنَمَاعِلِ

ترجمہ: اور بیت اللہ کی قسم تم نے یہ بھی غلط سمجھا ہے اور جھوٹ کہا ہے کہ محمدؐ کو ہم سے زبردستی چھینا جا سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم محمدؐ کے سامنے نیزہ بازی اور تیر اندازی کرتے کرتے ختم نہ ہو جائیں۔

وَلَسَلِمُوا حَتَّى نَصْرَعُ حَوْلَهُ وَنَذْهَلْ عَنْ أَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَّالِ

ترجمہ: (اور یہ بھی تم نے غلط سمجھا ہے کہ) ہم محمدؐ کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ نہیں ایسا بھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم لوگ ان کا دفاع کرتے ہوئے ان کے ارد گرد لڑتے لڑتے گرانہ دیئے جائیں اور یوں بے ہوش و حواس نہ ہو جائیں کہ بیٹوں اور بیویوں کو بھی

یہی وہ دو شعر ہیں جن کو جنگ بدر میں حضرت عبیدہ بن حارث نے زخمی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا تھا، اور جناب رسول خدا نے جناب ابوطالب کو یاد کر کے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔

وَيَهْضُ قَوْمٌ فِي الْحَدِيدِ إِلَيْكُمْ نَهْوَضُ الرَّوَايَاتِ ذَاتِ الصَّلَابِ  
ترجمہ: (ہم محمد کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے) جب تک کہ ایسا ہو چکے کہ ہمارا پورا خاندان آہنی ہتھیاروں کو اپنے جسموں پر سجا کر اسلوں کی جھنکار میں تھاری طرف یوں بڑھے جیسے پانی لانے والے اونٹ پانی کی جھنکار میں چلتے ہیں۔

وَكَحْتَى تَرَى ذَا الصِّغَرِ يَرْكَبُ رَدْعَهُ مِنْ الْأَطْعَنِ فَعَلَّ إِلَّا نَكْبَ الْمُتَحَامِلِ  
ترجمہ: اور جب تک ایسا نہ ہو چکے کہ تم ہمارے کینہ پروردشمن کو اس حال میں دیکھو کہ وہ نیزہ کھا کر لڑکھڑاہا ہو اور منہ کے بل گر رہا ہو جیسے کوئی ایک جانب کو جھک جھک کر اٹھتا ہو۔

وَأَنَا لَعَنُ اللَّهُ إِنْ جَدَّ مَا أَرَى لِتَلْبَسَنَّ أَسْيَافَنَا بِالْأَمَاطِ  
ترجمہ: اور ہم تو خدا کی قسم اس حالت میں ہیں کہ جو کچھ میں فی الحال دیکھ رہا ہوں اگر یہی رہا تو، ہماری تلواریں ان کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی اور ان کے جسموں میں جا پڑیں گی۔

یہ وہ شعر ہے جسے جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت پڑھوا کر سنا تھا جب قریش کے بڑے بڑے سرداروں عقبہ و شیبہ و ابو جہل کی لاشوں کو ایک گڑھے میں پھینکا جا رہا تھا۔

بِكْفَى فَنِي مِثْلَ الشَّهَابِ سَمِيدِ عِزِّي ثِقَّةِ خَاخِي الْحَقِيقَةِ بَأَسَلِ  
ترجمہ: ہماری تلواریں ایسے جوانوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جو شہاب کی طرح روشن یا بھٹنے والے، قابل اعتماد سردار، حق و حقیقت کے حامی اور نہایت ہی بہادر ہیں۔

شُهُورًا وَإِيَّامًا وَخَوْلًا فَجَرَمًا عَلَيْنَا وَتَأْتِي حُجَّةٌ بَعْدَ قَابِلِ  
ترجمہ: (یہ تلواریں کھینچی رہیں گی اور جنگ جاری رہے گی) ہمیں اور دنوں تک یہاں تک کہ پورا سال گزر جائے گا اور آنے والے سال کے بعد ایک اور سال آجائے گا۔

وَمَا تَرَكَ قَوْمٌ لَّا أَبَالَكَ سَيِّدًا يَحْضُطُّ الذَّمَّارَ غَيْرَ ذَرْبِ مَوَاطِلِ  
ترجمہ: اور لوے ہو تم پر، بھلا کوئی قوم کسی ایسے بے مثل سردار کو کیسے تنہا چھوڑ سکتی ہے جو وعدوں اور معاہدوں کی حرف پابندی کرتا ہے۔ نہ وہ بزبان ہے نہ منت خور۔

یہاں حضرت ابوطالب نے جناب رسالتناہ کو اپنی قوم کا تہ و سردار کہا ہے۔ اگر ان کے پیش نظر سردار دو عالم کی نبوت اور دینی سرداری نہ ہوتی تو دنیاوی اعتبار سے ان کے لیے یہ کہنا درست نہ ہوتا کیونکہ دنیاوی اعتبار سے تو خود حضرت ابوطالب اپنی قوم کے سب سے بڑے سردار تھے۔

وَأَبِيضٌ لِيَسْتَقِي الْعَامِرُ بِوَجْهِهِ تَمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَدَامِ  
ترجمہ: وہ سردار ایسے روشن چہرے والے ہیں کہ ان کے روئے مبارک کا واسطہ دیکر بارش کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کے نگران اور بیواؤں کے لیے جاکے پناہ ہیں یہی وہ شعر ہے جسے مدینہ طیبہ میں سردار رسالت نے دعائے باران کی مقبولیت کے بعد برسرِ منبر یاد فرمایا تھا۔

وَنَحْنُ الْقَمِيمُ مِنْ ذَوَابَةِ هَاشِمِ وَالْقُصَيِّ فِي الْخَطُوبِ الْأَوَائِلِ  
ترجمہ: حالانکہ ہم اولادِ ہاشم اور آلِ قصی کی اصل ہیں تمام قدیمی واقعات و حوادث کی رو سے۔

فَأَبْلُغْ قُصِيًّا أَنْ سَيُنْتَرِ أَمْرَنَا وَكَبِيرُ قُصِيًّا بَعْدَنَا بِالْتَّخَادِ  
ترجمہ: پس اولادِ قصی یعنی قریش کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہمارا امر (دین اسلام) پھیل جائے گا اور اولادِ قصی کو یہ خوشخبری بھیجی دے دو کہ وہ ہمارے بغیر بے سہارا ہو کر رہ جائیں گے۔



لَعْمَرِي لَقَدْ كَلَّفْتُ وَجَدًا بِأَحْمَدٍ وَرَأُوْتِيَهُ ذَابَ الْحَبِيبِ الْمَوَاصِلِ  
ترجمہ: قسم ہے میری جان کی، احمد (مجتبیٰ) اور ان کے بھائیوں کی محبت میرے دل  
میں یوں ڈال دی گئی ہے جیسے کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے۔

فَلَا زَالَ فِي الدُّنْيَا جَمَالًا لِأَهْلِهَا وَزَيْنًا لِمَنْ وَالَاهُ رَبِّ الْمَشَاكِلِ  
ترجمہ: پس خدا کرے کہ وہ (یعنی محمد) ہمیشہ اہل دنیا کے لیے جمال بن کر اور اپنے  
دوستوں کے لیے زینت بن کر زندہ رہیں اور ہمیشہ عظیم امور کے مالک رہیں۔

فَمَنْ مَثَلُهُ فِي النَّاسِ أَيُّهُمُ مَوْمَلٍ إِذَا قَاسَاهُ الْحُكَّامُ عِنْدَ التَّقَاضِلِ  
ترجمہ: پس لوگوں میں سے کون ہے جو ان کا (یعنی محمد مصطفیٰ) کا مثل ہو سکے؟ اگر  
فیصلہ کرنے والے مختلف لوگوں کے فضائل کا اندازہ لگائیں تو وہی سب کی اُمیوں کا  
مرکز ہوں گے۔

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّا بِنَا لَا مَكَّ ذَبُّ لَدَيْنَا وَلَا يَغْنَى لِقَوْلِ الْبَاطِلِ  
ترجمہ: اور یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا (محمد) ہمارے نزدیک جھٹلایا ہوا  
نہیں ہے (یعنی ہم نے ان کے دعوائے نبوت کی تکذیب نہیں بلکہ تصدیق کی ہے) اور  
اس سلسلے میں لوگوں کے اقوال باطلہ کی پروا نہیں کی جاسکتی۔

فَأَصْحَبِ قَيْنَا أَحْسَدُ فِي أَرْوَمَةٍ تَقْصُرُ عَنْهُ سُورَةُ الْمُتَطَوَّلِ  
ترجمہ: پس احمد (مجتبیٰ) ہمارے درمیان ایسے خاندان کی حفاظت میں ہیں کہ ان کے  
دامن سے کسی زبردست سے زبردست آدمی کا بھی ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔

حَدَّثَتْ بِنَهْشِي دُونَهُ وَحَمِيَّتُهُ وَدَافَعَتْ عَنْهُ بِالذُّرِّ وَالْكَلاِبِ  
ترجمہ: کیونکہ ان کو بچانے کے لیے میں نے خود اپنے کو سپر بنا دیا ہے اور میں نے  
اپنی تمام قوتیں ان کے دفاع میں صرف کر دی ہیں۔

فَأَيُّدَاهُ رَبِّ الْعِبَادِ بِنَهْشِرِهِ وَأَظْهَرَ دِينًا حَقَّهُ غَيْرَ بَاطِلِ  
ترجمہ: پس رب العباد اپنی نصرت (غیبی) سے ان کی تائید فرمائے اور اس دین کو

کو غلبہ عطا فرمائے جو سراسر حق ہے۔

سبحان اللہ! کیا اس صریحی اعلان کے بعد بھی کوئی حق پسند حضرت  
ابوطالب کے ایمان میں شبہ کر سکتا ہے۔ یہ کلام کل ایمان کے پدِ رگامی قدر  
حامل ایمان کل، ناصرو مرنی و عسیم رسول حضرت ابوطالب کا ہے۔ جس کا باپ  
ایتنا عظیم ہو اس کا فرزند علیؑ جو "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ" کا مصداق ہو وہ کتنا عظیم ہوگا۔  
یہ تو وہی جانے جس کا یہ وصی و جانشین ہے۔

# نَذْرَانُ عَقِيْتِ

مولانا حسرت موہانی مرحوم

مسرت ہے شاہ نجف کی سلامی

زہے کامرانی، زہے شادمانی

بے مجھ کو بھی مثل سلمان و بوذر

وہی خواجہ تاشی وہی نیک نامی

وہ بے خوف و غم کیوں نہ ہو، بن گئے ہوں

حقیقت میں شیر خدا جس کے حامی

پہنچ کر در شاہ مرداں پہ اکثر

خصوصی شرف باگئے ہم سے عامی

# الحق مع علي و علي مع الحق

حق علی کے ساتھ اور علی ساتھ حق کے حدیث مولانا

## “حق”

سُلْطَانُ الْمَشَاحِ حَضْرَتِ خَوَاصِرِ تَقَامِ الدِّينِ اَوْلِيَا رَوْحَتِهِ النَّبِيِّ كَانَتْ مِنْ

امامت را کسی شاید که شایه اولیا باشد	بند و محبت و دانش مثال زیند باشد
امام دین کسی باشد که چون تاج و کمر او باشد	به فرق از اصل اتی تاج و کمر از آنما باشد
امام حق کسی باشد که بے ایر خدا بر گز	فکر و بیخ کاری او که آن کاو خطا باشد
امام حق کسی باشد که اندر جمل قرآن	به هر آیت که بر خزانانی در مدح و ثنا باشد
امام حق کسی باشد که اندر محبت و دینش	نوشته آیت رحمت پر خط استوار باشد
امام حق کسی باشد که در شرع بی کسرت	به هر مشکل که در دمانی ترا مشکل کشا باشد
امام حق کسی باشد که باشد جامع قرآن	نیکی و محبت و دیوانی به هنگام دعا باشد
امام حق کسی باشد که باشد بیت سخن و دین	نه بچو آں غمی بیدین که معبودش زیبا باشد
امام حق کسی باشد که باشد همسر زهرا	چنان رفعت که می بینی بجز جود که او باشد
امام حق کسی باشد که از دهنش شیر ادا	ز غریب شمس بر گردد که تا فرخش ادا باشد
میان کعبه و زمزم هزاران عمر بگذرد	گرت هر علی نبود همه عمرت پیا باشد

تقام الدین جیادار که گوید بنده شایم  
ولیکن قنبر ادر را گیند یک گدا باشد



# شاه دلا بتم علی

حضرت شمس تبریز رحمت الله علیه

قول محمدی مشنوراه محمدی بسرد	روئے محمدی به تابرسی بر منتهما
شاه دلا بتم علی جا شهادتیم علی	عین هدایتیم علی راه نمائے انبیل
ناصر انبیا علی حاصل اولیا علی	داصل کبریا علی تا ز کنی تو ما جبرا
نقطه باؤ هو علی خازن لاد هو علی	در همه شے هر علی دان که علی از خدا
شمس علی است در دم نور علی است عالم	من به علی چو در اصلم یا فتنه ام ستر خدا

در صورت پیوند چهاں بود علی بود	تا نقش زمین بود زماں بود علی بود
هم اول دهم آخسر دهم ظاهرو باطن	هم عابد دهم معبود معبود علی بود
هم آدم دهم شید دهم ادیس دهم ایوب	هم یونس دهم یوسف دهم هر د علی بود
بارون دلایت که پس از موسی عمران	دالله علی بود علی بود علی بود
آل شاه سرفراز که اندر شیب معراج	با احمد مختار یکے بود علی بود
عیسی بوجود آمد در فی الحال سخن گفت	آن لطف و فصاحت که بود علی بود

ست دلائے حبیب دم دم همه دم علی علی  
هر دو جیباں زدو بزم دم هم دم علی علی

# سپاس جناب امیر علیہ السلام

علامہ اقبال مرحوم

علامہ شیخ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے سپاس جناب امیر علیہ السلام میں چہاں  
 حضرت علی علیہ السلام سے اپنے انتہائی عشق کا ذکر کیا ہے۔ وہاں آپ کی  
 منقبت میں بھی مدح سمرانی کی آخری حد تک پہنچ گئے ہیں۔ سچ پوچھتے تو آپ  
 نے اس قصیدے میں تعریفی و توصیفی الفاظ و تراکیب کا ذخیرہ ختم کر دیا ہے  
 اور مطالب کے بخور و خفا کو ایسی خوبی سے کوزوں میں بند کیا ہے کہ مالے  
 مروارید گر انما یہ کا نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے درحقیقت آپ کا یہ نادر  
 روزگار شاہکار قصیدہ اس مقصد کیلئے ہر اہم ضخیم کتابوں کی تصنیف  
 پر بھاری ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے حضرت علی علیہ السلام کی  
 منقبت کا حق ادا کر دیا ہے بلاشبہ آپ کو در بدر و دارش رسولؐ، درج قبول  
 پدر حسینؑ، نامردین اسلام، قاطع ادیان، باطل مافی کفر و طغیان، مجھی حق  
 و صداقت، اسد اللہ الغالب، سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی مدح سمرانی  
 کا ذریعہ ایسے ہی کلاہ بلاغت نظر آکر مینا ناچاہتے تھا۔ آپ کو یہ منقبت  
 اتنی عزیز تھی کہ آپ ہر روز صبح کے وقت اس منقبت کو ضرور پڑھا کرتے تھے۔

(دومی خان)

اے محوشنائے تو زبا نہیا  
 اے بابِ مدینہٴ محبت  
 اے حاجی نقش باطل من  
 لے ستر خط و جوہ و اماکن  
 لے مذہب عشق را نمازے  
 لے ستر نبوت محمد  
 لے یوسف کاروانِ جانہا  
 لے نوح سفینہٴ محبت  
 لے فارخ خیبر دل من  
 تفسیر تو سورہ ہائے قرآن  
 لے سینہ تو امین رازے  
 لے وصف تو مدحت محمد

گردوں کہ یہ رفعت لیتا دست  
 ہر پہ در در گشت چو منصور  
 تو توتواں بادرسیدن  
 فردوس ز تو چین در آغوش  
 جہانم بہ غلامی تو خوشتر  
 ہش یارم دست باد تو  
 از ہوش شرم مگر بہوشم  
 داسم کہ ادب بہ ضبط راز است  
 اماچ کنم مئے تولا  
 ز اندیشہ عاقبت رہیدم  
 مگر مچو بہ جستجو قدم زد  
 در دشت طلب بے دریدم  
 در آبلہ خار با خلیدہ  
 انتادہ گرہ بردے کارم  
 پوریاں پئے خفر سوتے منزل  
 جدیائے سے دشکتہ جلمے  
 پیچیدہ مجود چو موج دریا  
 دامانہ ز در دنا رسیدن  
 عشق تو دلم بود ناگاہ  
 آگاہ ز ہستی و عدم ساخت  
 چوں برق بجز منم گزر کرد  
 بر باد متاع ہستیم داد  
 سرمت شدم ز پانفادم  
 پیراہن مادمن در یدم  
 خاکم بہ فراز عرش بردی  
 واصل بہ کنار کشتم شد

از بام بلند تو نشاد است  
 در جوش تراں اساطیر  
 بے ادنتواں بند میدان  
 از شان تو حیرت آیت پرش  
 سر بر زدہ ام نصیب قنبر  
 چوں سایہ زیانت دہ تو  
 گوئی کہ نصیبی چشم شرم  
 در پردہ خاشکی نیا زاست  
 تندرست ہوں قند زمینا  
 جنس عم آں تو حیریدم  
 در دیر شد در حرم زد  
 دامان چو گرد باد صیدم  
 صد لالہ تر قدم دمیدہ  
 شرمندہ دامن عتبارم  
 بردوش خیال بستہ محل  
 چوں صبح بہا چہ دہ دل  
 آوارہ چو گرد باد صحرا  
 در آبلہ شکستہ امن  
 از کار گرہ کشور ناگاہ  
 بیت خانہ عقل را حرم ساخت  
 از لذت سوختن خنبر کرد  
 جلمے زئے حقیقتم داد  
 چوں عکس ز خوردہ افتادم  
 چوں اشک ز چشم خود چکیدم  
 زان راکہ بادل سیردی  
 طوفانِ جہاں زشتیم شد

جز عشق حکایت نہ دارم      پردلے ملاشتے نہ دارم  
 از جلوہ عام بے نیازم      سوزم بگریم - بتم - گدازم  
 نوٹ :- قارئین کرام آخری نوا شععار کے اردو ترجمہ لکھ رہا ہوں اس  
 سے آپ بخوبی علامہ اقبال (مرحوم) کے عشق علی سے دالہا نہ عقیدت کا اندازہ لگا  
 سکتے ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں عشق علی المرتضیٰ نے جب میری دست گیری کی اور  
 مجھے سب گردانی سے رہائی دلا دی تو مجھے حیات و ممات سے آگاہ کر دیا اور اس طرح  
 سے میری عقل کے تنکے کو تہوں سے پاک کر کے حرم محرم بنا دیا۔ وہ بجلی کی طرح میرے  
 مہر ایہ دل سے گزرا اور مجھے سوز و گداز کی لذت سے آشنا کر دیا۔ میری باطل ہستی کو  
 مٹا کر مجھے شراب معرفت کا پیالہ نوش فرمایا جس کے باعث میں ہر مست مغرور  
 ہو کر لٹک کر گیا۔ اور عکس کی طرح سے اپنے آپ سے جدا ہو گیا۔ چنانچہ مدہوش ہو کر میں نے  
 پیرا بن خردی کو چمک کر ڈالا اور آسنو کی طرح میں اپنی آنکھ سے ٹپک پڑا۔ وہ میری خاک  
 کو عرش کی بلندی تک لے گیا۔ اور اسے میرے دل کے سپرد کر دیا جس کی بنا پر میری روح  
 کی کشتی کنا سے لگ گئی اور میری برائیاں بھلائیوں میں بدل گئیں۔ اب جبکہ عشق نے مجھے  
 مقصد حیات پر دسترس دلائی ہے اور میرا نجات دہندہ ثابت ہوا ہے میں سوائے عشق  
 علی مرتضیٰ کے کوئی کہانی بیان کرنے نہیں رکھتا اور اس فسانے کے بیان کرنے میں کسی ملامت  
 کی پردہ نہیں کرتا۔ میں اب عام معشوقوں کے جلوے سے بے نیاز ہو چکا ہوں۔ اور اب  
 لے دے کے میرا کام میرے معشوق خاص (علی) کے عشق میں جلنا۔ آہ زاری کرتا بڑھپنا  
 اور پگھلنا ہی رہ گیا ہے۔

دیکھئے نفاذ

# حضرت علی علیہ السلام



## میرے مسلمانانِ پاکستان

اسان ملت مولانا سید حیدر حسین رضوی

پھر کیا باوجود سب انتہائی ترقی اور مادی وسائل کی فراوانی کے ایک عجیب کسٹم میں  
 مبتلا ہے۔ آج کا انسان چنانچہ پرتو پرتو بیخ گیا لیکن اس کی روح پاکیزگی میں  
 شوگرین کھار رہی ہے۔ آج حیرت ناک اسلام کے بارگاہ چہار جانب میں مگر زندگی  
 پہلے سے زیادہ غیر محفوظ اور بے بس ہو کر رہ گئی ہے۔ آج زندگی بظاہر عیش و طرب  
 میں بھری پڑی ہے مگر باطن ہماری رو میں اس درستی اور سکون و اطمینان تب  
 کے ہے جب زمین میں۔ ہر طرف بد امنی، انتشار اور فقر و آفریں کا عالم ہے۔  
 اگر آج کی دنیا ایسا ناقابلِ چودہ صدی قبل کی دنیا سے کیا جائے تو حالات ملتے  
 جلتے نظر آئیں گے۔

رسول اکرم کی حکومت کا جب سے آغاز ہوا اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔  
 اس کے متعلق حضرت علیؑ اپنے خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں :-  
 "ہم ایک ایسے قوموں میں مبتلا تھے جہاں دین کے ہر من شکستہ، یقین کے ستون  
 تر لرزل، اصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے۔ نیکوں کی راہیں تنگ تھیں  
 بدلت لٹم اور خلافت ہر گز تھی۔ کھلے خزانے اللہ کی محنت، بلاق تھی اور شیطان کو مدد  
 دی جا رہی تھی۔ ایسا حال پر ہمارا تھا چنانچہ اس کے ستون گر گئے۔ اس کے نشان بچنے  
 میں نہ آتے تھے۔ اس میں کے راستے مٹا گئے۔ اور شاہراہیں اجڑ گئیں۔ وہ شیطان  
 کے چھپے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گناہ پر اتر پڑے۔ انہیں

کی وجہ سے اس کے پھر میرے ہر طرف ہرانے لگے تھے۔

ایک دوسرے خطبہ میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

”اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔

اور ساری امتیں مدتوں سے سو رہی تھیں۔ نئے نئے ہر اٹھا رہے تھے سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے دنیا بے رونق و بے نور تھی۔ اور اس کی فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں اس وقت اس کے بتوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھولوں سے ناامیدی تھی۔ پانی زمین میں تہ نشین ہو چکا تھا۔ ہدایت کے مینار مٹ گئے تھے۔ ہلاکت اور گمراہی کے پیرچم کھلے ہوئے تھے۔“ منہج البلاغہ :- ترجمہ۔ معنی جعفر حسین سرور کائنات کے عالم قدس سے عالم امکان میں جلوہ افروز ہونے سے گلشن عالم میں تازہ بہار آگئی۔ چستان دہر میں توحید کی از سر نو داغ بیل پڑی۔ آفتاب صداقت کی روشنی نے کائنات کے ذرے ذرے کو روش اور نور کر دیا۔

یہ وہ حقائق ہیں جس کا اقرار تو غیر مسلم انصاف پسند حضرات نے بھی کیا ہے۔

مثال کے طور پر مسٹر مویلو نے اپنی کتاب ”خلاصہ تاریخ العرب“ میں تحریر کیا ہے۔

”دینا جس قدر تاریخ کا مطالعہ کرتی جلتے گی اور واقعات عالم کا گہری نظر سے مشاہدہ کرے گی اس کو آپ کی ذات سے وابستگی اور عقیدت ہوتی جلتے گی آپ ایک بلند کمر اور زبردست سیرت کے حامل تھے۔ اس کا انکار کوئی متعصب سے متعصب انسان بھی نہیں کر سکتا۔“

ایک اور جگہ پر مصنف قرآن کے بابت تحریر کرتا ہے :-

”قرآن ایک قابل عزت کتاب ہے۔ اس میں فلسفہ اور اخلاق عالیہ کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قرآن میں تمام ترقی کے اصول بتا دیئے گئے ہیں۔ قرآن اعتدال اور میانہ روی کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے۔“

مسٹر والٹر شہود فرانسسیسی مورخ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا ہے :-

”عرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا انسان ہو گیا کہ نہ کبھی پیدا کر سکا اور نہ پیدا کر کے گا۔ وہ نبی اللہ کے نبی تھے۔ زبردست نبی تھے۔ اس میں شبہ نہ تھا کہ آفتاب میں دوپہر کے وقت

شبہ لگتا ہے۔“

مسٹر آرتھر کہتے ہیں :-

”بلاشبہ آپ ایک زبردست اخلاق و اوصاف کے حامل تھے۔ جس کا گواہ

ہمیشہ رہے والا قرآن ہے۔“

حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جو آپ کا احسان مند نہ ہو۔

انسان تو انسان حیوان تک آپ کے احسانات کے بوجھ سے دبا ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آج ہماری حالت کیوں بگڑ گئی۔ ہم کیوں تباہ ہو گئے۔ ہماری روح کیوں سسک اور ملک رہی ہے۔ محبوب کبریا رحمتہ اللغمین کا پیغام فلاح و نجات تو رنگ و نسل قوم و وطن۔ سن و سال کی تودہ سے بالاتر ہے۔ لہذا اپنی تباہی و بربادی کا شکرہ کرنے سے قبل ہم کو یہ غور کرنا لازم ہے کہ ہم ہر انسانیت، مصلح اعظم رسول اکرم کے پیغام نثار و نجات پر ہمارا کتنا عمل ہے۔ مرض کے علاج سے قبل مرض کی تشخیص ضروری ہے۔ حقارت علی کا ارشاد ہے۔ ”تیری دوا تجھ ہی میں ہے۔ اور تو نہیں دیکھتا تیرا مرض تجھ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ اور تو نہیں سمجھتا۔“

ہمارے لئے پیغام مسرت آج بھی موجود ہے۔ گلشن عالم میں تازہ بہار پھر آسکتی ہے۔ ہم وحشت و جہالت سے نجات پاسکتے ہیں۔ لیکن اس ہدایت کو قبول کر لینے کے بعد جس پر ہم کل عمل پیرا ہو کر سر بلند ہوتے تھے۔ پدروم سلطان بود سے نادمہ نہیں۔ ہم با عمل نہیں اور نلاج پائیں۔ ہم اپنی کوتاہیوں پر قطعی غور نہیں کرتے۔ صرف مقدر کا شکرہ کرتے ہیں۔ یہ مقدر کی خرابی نہیں یہ ہماری غفلت کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر ہماری غفلت کا ہماری عالم رہا تو پھر اس سے زیادہ تباہی اور بربادی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ کیا پاکستان کے مسلمان خدا کے اس احسان سے انکار کر سکتے ہیں کہ اس نے ہم کو اتنی بڑی عظیم مملکت پاکستان کا مالک بنایا۔ خداوند عالم نے تو ہم کو وہ مقام عطا کیا ہے کہ ہم تمام دنیا کے مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔ اور دعوت غور و فکر دیتے لیکن ہم نے خود ہی غور و فکر سے کام نہ لیا۔ ہم نے یہ نہیں سوچا کہ پاکستان کیسے بنا اور اس کے قیام کے بعد ہمارا فرض کیا تھا؟ پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر ہوا۔ اسلام کے درس اتحاد پر تصور اسما عمل ہوا تھا کہ رحمت الہی جوش میں آئی اور ہم کو اتنی بڑی مملکت کا مالک بنا دیا گیا۔ اب تو خدا را غور سے کام لیں کہ اگر مسلمان متحد ہو جائیں تو

نئی مملکت وجود میں آجاتی ہے۔ اور اگر متفرق ہوں تو ہمارے قبیلہ اول پر غیر کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ اسلام کے نام پر پاکستان بنانے والے مسلمان قیام پاکستان کے قوری بعد بجائے متحد رہنے کے رنگ و نسل و صوبائیت و فرقہ پرستی کی تنگ نائیوں میں محصور ہو کر رہ گئے۔ قیام پاکستان ہمارے لئے سبب خرد سعادت ہے۔ لیکن اس خرد سعادت کا لازمی تقاضا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اس سے ہمہ گیر آہوں پاکستان اور ہم اہل پاکستان تمام دنیا کے لئے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی فوج کلمہ کہنے ہوتے ہیں۔ ہر خطہ زمین کا مسلمان پاکستان کو طاقتور دیکھنا چاہتا ہے اس لئے کہ پاکستان اس وقت دنیا کے اسلام کے لئے ایک قلعہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ یا ریٹھ کی ہڈی کہہ دیجئے۔ یہ شرف ہمارے لئے مقام شکر بھی ہے اور باعث افتخار بھی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس حقیقت کو بھی سمجھیں کہ جہاں دنیا کے تمام مسلمانوں کی آرزو ہے کہ ہم دنیا سے زیادہ طاقتور ہوں وہاں مخالفین اسلام کی یہ کوشش ہے کہ پاکستان ختم ہو جائے، ہم تباہ ہو جائیں۔ ہم پر تازیانہ عبرت سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں پڑ چکا ہے ہم عبرت حاصل نہ کریں یہ اور بات ہے۔ مقام شکر ہے کہ خداوند عالم نے اس آدھے پاکستان کو وہی وقار و مہمانی دینے و ہیبت اور ذہنی مرکزیت عطا کر دی۔ لیکن ہم اپنے عمل سے اس وقار اور مرکزیت میں اضافہ نہ کیے گئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت بہت امتداد ضرورت ہے کہ ہم میں باہمی اتحاد و اتفاق ہو۔ مستحکم شہزادہ ہندی کی جگہ۔ لیکن دیکھتے میں یہ آ رہے ہیں کہ جتنا باہمی اختلاف و انتشار رہے کبھی آج ہے اس سے پہلے اتنی کبھی نہ تھی۔ آج لاجدھر دیکھتے۔ تندھی، ہاجرا، پٹھان کا امتیاز، دیوبندی بریلوی کی بحث، سنی شیعہ برسر پیکار۔ اس صورت میں بقلے پاکستان کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ اب بھی وقت ہے کہ ہم بیدار ہو جائیں اور اتنا المؤمنون اخوة۔ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں کے سبق پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں اسلام اور پاکستان کے وقار کو اور بلند کریں۔ پھر ہم دنیا کو اخوت انسانی کا پیغام دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ ہم آپس کی مذہبی عصبیت اور فرقہ پرستی کا خاتمہ کر دیں۔ ہم پاکستان کی پسماندگی اور دوسروں کے رحم و کرم پر زندہ رہنے کی پالیسی ترک کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں سچا مسلمان بننا پڑے گا۔

اگر واقعی ہمیں پاکستان اور اپنے سے محبت ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ ہم رسول اکرم کی پیروی کریں اور نصرت اسلام کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ خدا کی قسم صرف رسول اسلام کا پیغام ہی نلاح و نجات کا ضامن ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اپنے مکتب فکر کی روشنی میں اپنے نظریہ اور عقیدہ کو صحیح اسلام سمجھتے ہیں اور ہر ایک کا یہی دعویٰ ہے کہ رسول اسلام کا اصل پیغام ہمارے مکتبہ فکر میں محدود ہے۔ لہذا اختلاف فرقے متحکم ہو کر ایک منزل کی طرف کیسے چل سکتے ہیں؟ منزل سے میری مراد بقلے پاکستان اور اس کو ناقابل سخر قلعہ بنا دینا ہے۔

تو اس کا سیدھا سادھا جواب تو یہ ہے کہ حصول پاکستان کے موقع پر یہ مختلف فرقے متحد کیسے ہو گئے تھے۔ کیا اس وقت سنی شیعہ، دیوبندی بریلوی، چکل لادی اہل حدیث فرقے موجود نہ تھے۔ لیکن قیام پاکستان کے مقصد کو سامنے رکھ کر ان سب نے ملت واحدہ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ قیام پاکستان کے لئے اتحاد ممکن تھا تو بقلے پاکستان کے لئے بھی اتحاد ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اتحاد کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے فرقوں کو سمیٹنے کی کوشش کریں اور حقیقت کی عینک سے دیکھیں تو اسلام کے دو ہی فرقے نظر آئیں گے، سنی اور شیعہ اور ان دو فرقوں کے لئے بھی ایک بات زبان زد خاص دعاء ہے کہ ہمارا خدا ایک، کتاب ایک، رسول ایک، قبلہ ایک اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے اختلاف کی بنیاد خدا، کتاب، رسول اور قبلہ نہیں۔ ہم اپنے اپنے مکتبہ فکر پر قائم رہتے ہوئے خدا، کتاب، رسول قبلہ ایک ہے کہہ سکتے ہیں تو پھر اختلاف کی بنیاد کیا ہے؟ تو کہنا ہی پڑے گا کہ امامت اور خلافت ہم نہیں کہہ سکتے یا ہم نہیں کہتے کہ ہمارا خلیفہ ایک، ہمارا امام ایک مسئلہ خلافت میں مسلمانوں میں باہمی اختلاف لینی ہے۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود اتحاد اور یک جہتی ممکن ہے۔ ہم اپنے عقیدے اور طرز فکر کو چھوڑنے بغیر متحد ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس اتحاد کا مرکزی لفظ علی ابن ابی طالب کی ذات کو قرار دینا ہو گا۔ علی ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو دہر اتحاد بھی بن سکتے ہیں اور دہر اختلاف بھی۔ دہر اختلاف کا بیان یہاں غیر ضروری ہے۔ لیکن دہر اتحاد اس طرح کہ علی شیعوں کے عقیدے میں پہلے خلیفہ اور امام ہیں۔ برادران اہلسنت

حضرت علیؑ کو جو تھا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ پہلے اور چوتھے کی بحث اگر نہ چھیڑی جائے تو علیؑ کی ذات پر ہم سب متفق ہیں حضرت علیؑ کے لئے ہم سب کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ ایک صدق دل سے علیؑ کو اپنا خلیفہ ایک کہہ کر اپنا رہبر و ہادی تسلیم کریں۔ علیؑ کو رہبر و ہادی تسلیم کرنے میں کسی کے لئے ہچکچاہٹ کا سوال ہی نہیں۔ وہ اس لئے کہ ہم سب اس امر پر متفق ہیں کہ ہماری فلاح و نجات حضورؐ کی پیروی میں ہے۔ قرآن مجید کا فیصلہ واضح طور پر موجود ہے۔ کلی ان کنتہم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ (اے رسول! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تو خدا (بھی) تم کو دوست رکھے گا۔ لہذا محبت خدا اور محبوب خدا (غیر رسول کے پیروی کے ہونا ممکن نہیں۔ کیا حضرت علیؑ کے حجت خدا اور محبوب خدا ہونے کے کسی کو انکار ہے؟ حضرت علیؑ تو رسول اکرمؐ کی پیروی کا ایسا کامل نمونہ تھے کہ آپ کا مثل کوئی دوسرا نہیں۔

دلیل میں آنحضرتؐ کی احادیث موجود ہیں۔ ازالۃ الخلفاء مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی ترجمہ مولانا عبد الشکور صاحب میں تحریر ہے۔

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل نشان اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ وہ صلہ کرنے والا ہے بھانگنے والا نہیں ہے اور وہ فتح کے بغیر نہیں لوٹے گا۔ سلمہ کہتے ہیں آپ نے حضرت علیؑ کو بلوایا اور آپ کو آشوب چشم تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آنکھ میں لواب دہن رکھا، پھر فرمایا اس نشان کو نیکر جاؤ اور بغیر فتح کئے واپس نہ ہونا۔ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ اس نشان کو لے کر دوڑے اور میں بھی آپ کے پیچھے تھا۔ آپ نے نشان کو ایک نرم پتھر میں قلعہ کے نیچے نصب کر دیا۔ قلعہ کی چوٹی سے ہیرہ دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ تو ریت کی قسم آپ غالب آجاؤ گے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ فتح کر کے واپس لوٹے۔

۲۔ ترمذی نے براء سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کئے۔ ایک پر حضرت علیؑ ابن طالب کو مقرر کیا اور دوسرے پر حضرت خالد بن ولید کو اور آپ نے فرمایا جب قتال ہو۔ اس وقت کل فوج کے علیؑ سردار ہیں۔ حضرت علیؑ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لونڈی لے لی۔ خالد نے میرے ہاتھ ہی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط بھیجا پھر میں حضرت علیؑ کی شکایت کہی تھی۔ وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور وہ خط پیش کیا۔ خط پڑھتے ہی آپ کا رنگ بدل

کیا۔ پھر آپ نے فرمایا تم اس شخص کی بابت کیا خیال کرتے ہو جس کو خدا اور رسول دوست رکھتا ہے اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا۔ میں خدا اور رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تو صرف ناصد ہوں۔ آپ فائز ہو گئے۔

ان ارشادات رسول کی روشنی میں یہ کہنا حق بجانب ہے کہ حضرت علیؑ رسول اکرمؐ کی پیروی کا مکمل نمونہ تھے اور آپ ہی کو رسول کی پیروی کے لئے ہمیں اپنا رہبر اور ہادی تسلیم کرنا چاہیے۔

مزید تقویت کے لئے چند ارشادات رسول اور ملاحظہ فرمائیں۔ ازالۃ الخلفاء میں تحریر ہے۔

۱۔ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا رسول خدا نے فرمایا جو میری سی زندگی اور صوف اور جنت و جہنم کا بدلہ (جس کا بدلہ مجھ سے وعدہ کیا ہے) نہیں رہنا چاہتا ہے۔ اس کو چاہیے، علیؑ ابن ابی طالب سے دوستی کرے کیونکہ وہ تم کو ہدایت سے باہر نہ کریں گے اور نہ گمراہی میں داخل کریں گے۔

۲۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ انہوں نے آیہ بقرہ انما انت منذر وکل ہوا ہاد کی تفسیر میں فرمایا رسول خدا منذر تھے اور میں ہادی ہوں۔

عقلی طور پر سمجھی سمجھا جائے تو انسان کی بلندی کا سبب اس کے صفات ہوتے ہیں۔ صفات کی بلندی محکم ہوتی ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہذا حضرت علیؑ کی شخصیت کو کسی پہلو سے دیکھا جائے تو وہ ہر صفت میں کمال کی منزل پر نظر آئیں گے۔

ایمان، ایقان، احسان، شجاعت، سخاوت، عبادت، ریاضت، حکمت، عفت، علم، حلم، زہد، تقویٰ، وفا، ایثار، کسی صفت کو دیکھیں، علیؑ اس میں ارفیق و اعلیٰ ہی نظر آئیں گے۔ ایسی ہمہ گیر شخصیت کو اپنا رہبر و ہادی جان کر بے دھڑک اپنا مستقبل ان کے سپرد کر دینا چاہیے۔ میں پھر کہوں گا کہ اس سپردگی میں تہذیب کی ضرورت نہیں۔

علیؑ کو جب رسول اکرمؐ نے پرکھ لیا تو ہمارے لئے اندیشہ کا سوال ہی نہیں! یاد کیجئے شب ہجرت۔ اس شب حضرت علیؑ کے چادر اور رھ لینے سے آپ کے بہت سے جوہر نمایاں ہو گئے۔ شب ہجرت کے عنوان پر سیدہ الامامہؑ مولانا علی نقی صاحب اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں۔

یہ نمبر نے جس وقت علی کی شخصیت کو بر اعتبار سے پرکھ لیا تب علی کو زیر ہوتی تلواروں کے پیچھے میں اپنے بستر پر رسول بن کر سونے کی ہدایت کر کے رسول نے ہجرت کی۔ گویا اپنے سارے مستقبل کو علی کے ہاتھ میں دے دیا۔ علی اگر علی بن کر سوتے ہوتے تو شاید اتنے خطرہ میں نہ ہوتے جتنا رسول بن کر سونے میں تھے۔ دنیا میں عام طور پر بھیس بدلے جاتے ہیں لیکن ایسا بھیس بدلا جاتا ہے جس سے اپنی زندگی محفوظ ہو جائے۔ علی نے بھی بھیس بدلا لیکن اس بھیس بدلنے کا نیا انداز ہے۔ یہاں تو اس کا بھیس بدلا جا رہا ہے جس کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ یہ علی کی راہ خدا میں جان فرودشی محقق اور یہی راز تھا۔ علی کی ثابت قدمی کا جو علی کھنچی ہوئی تلواروں میں بھی سکون کی نیند سو سکتا ہے وہ میدان میں تلوار ہاتھوں میں لینے کے بعد کیونکر پیچھے ہٹ سکتا ہے۔

ہجرت کی شب رسول کے بستر پر علی کو دیکھ کر کیا یہ کہنا غلط ہوگا کہ علی جس ایمان یقین، ہمت، شجاعت، وفاء، ایثار کے مالک تھے کوئی اور دستاویز نہیں اور جب رسول اپنے مستقبل کو علی کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہی وہی ہے جو نبی کے لیے اپنا مستقبل علی کے ہاتھ میں کیوں نہ دیں؟ حضرت علی کے یہ کمالات ہی تو ہیں جو انسان کو چھلنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ تمام کمالات اور فضائل میں علم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے وہ اس لیے کہ کمالات کا سرچشمہ تو علم ہی ہے۔ حضرت علی سے علم کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا ملایۃ العلم وعلیٰ بابہا میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ جب علی علم کا در تو پھر بغیر اس در پر آئے علم ہی کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اس در پر ہر طرح کا علم حاصل ہو سکتا ہے حضرت علی کا یہ قول قرآن مجید کے اس دعوے کی دلیل ہے کہ اس کتاب میں ہر خشک دتر موجود ہے اور اس خشک دتر کا علم علی کے پاس ہے اس لیے کہ علی اور قرآن ساتھ ساتھ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ لہذا علی کے ساتھ ہونا حق کے ساتھ ہونا ہے۔ میں مضمون کو اختتام کی منزل پر لاتے ہوئے دعوت فکر کی صورت میں حضرت علی کے چند خطبات میں سے کچھ اقتباسات ملاحظہ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کیے دیتا ہوں۔

حضرت علیؑ اہلبیت نبی کے متعلق فرماتے ہیں۔

”وہ سر خدا کے امین اور اس کے دین کی بناؤ گاہ ہیں۔ علم الہی کے مخزن اور حکمتوں کے ریح ہیں۔ کتب آسمانی کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں۔ انہی کے ذریعہ اللہ نے اس

دشت کا خم یہ چھایا اور اس کے پہلوؤں سے ضعف کی کچی روڑکی امت میں کسی کو آل محمد پر۔ قیاس نہیں کیا جاسکتا وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ آگے بڑھ جانے والے کو ان سے۔ اگر ملے۔ اسے لوگو! امتد ذناب کی بوجوں کو نجات کی کشتیوں سے چکر اپنے کو نکالنے جاؤ تفرقہ افشار کی راہوں سے اپنا رخ موڑو۔ خود مہا بات کے نالغ آثار ڈالو۔

اسے لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے ایک تو یہ کہ تم نے نبیؐ کی پیروی دوسرے ایمان کا پھیلاؤ خواہشوں کی پیروی وہ چیز ہے جو حق سے روک دیتی ہے اور ایمان کا پھیلاؤ آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ تمہیں علوم پہنا چاہئے کہ دنیا تیزی سے جا رہی ہے اور اس میں سے کچھ باقی رکھنا ہے مگر اتنا ہے جسے کوئی اندھیلے والے برتن کو اندھیلے اور اس میں کچھ تری باقی رہ جاتی ہے۔ اور آخرت ادھر کا رخ کئے ہوئے آ رہی ہے تو تم فرزند آخرت بنو، ناملے دنیا نہ بنو اس لئے کہ ہر بیٹا روز قیامت اپنی ماں سے منسلک ہوگا۔ آج عمل کا دن ہے حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا، عمل نہ ہو سکے گا۔

انشاء فرماتے کہ کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک اسے ہمت و فراغت نہیں عطا کر دی اور کسی امت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک اسے شدت و سختی اور ابتلا و آزمائش میں نہیں ڈالا۔ یاد جو حیثیتیں تمہیں پیش آنے والی ہیں اور جن حقیقتوں سے تم گزر چکے ہو ان سے کلم بھی ہجرت اندوزی کیلئے کافی ہے۔

مجھے حیرت ہے اور کیوں نہ حیرت ہو ان فرقوں کی خطاؤں پر جنہوں نے اپنے دین کی جھوٹوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں جو نہ نبی کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور نہ وحی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں نہ غیب سے واسطہ پجاتے ہیں مشکوک اور مشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے اور اپنی خواہشوں کی راہ پر چلنے پھرتے ہیں جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں ان کے نزدیک بس وہی اچھی ہے جس بات کو وہ برا جائیں ان کے نزدیک وہ بری ہے۔ مشکل گتھیوں کو حل کرنے کیلئے اپنے نفسوں پر اعتماد کر لیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر سبھروسہ کر لیتے ہیں گویا ان میں سے جو شخص خود ہی اپنا امام ہے اور اس نے جو اپنے مقام پر اپنی رائے سے طے کر لیا ہے اس کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ: سے تا بل طہیان و کون اور ضبط طہریوں سے حاصل کیا ہے۔ اسے لوگو! تم میری خلافت کے جہم میں مبتلا نہ ہو اور میری اندامانہ کر کے جہان و پریشان نہ ہو۔ اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو نشاۃ کیا اور ذی روح کو پیدا کیا۔ یہ جیسا جو تمہیں خبر دیتا ہوں وہ نبی کی طرف سے پہنچی ہوئی ہے۔ نہ خبر دینے والے (رسول) نے جمعوت



## منقبت در مدح حضرت علی علیہ السلام

بڑی خوش قسمتی ہے جو گرج مدح و ثنا ہونا  
مگر دشوار ہے مدحِ علیؑ کا حق ادا ہونا  
بیاضِ دل پہ لکھ جاتا علیؑ مولا، علیؑ مولا  
اسے کہتے ہیں اہل حق مقدر کارِ ساد ہونا  
سرِ محفل، یہ حکم رب زبانِ مصطفائی سے  
مبارک ہو علیؑ مرتضیٰ کو مصطفیٰ ہونا  
نبوت کے سوا سب کچھ علیؑ ہیں بعدِ پیغمبرؐ  
غیرِ خرم کے میدان میں یہی تھا فیصلہ ہونا  
بہر معنی مولا ہیں علیؑ سبطِ چمیسرؐ پر  
کہاں ممکن نبوت سے نامت کا جدا ہونا  
علیؑ غیر شکن ہونا بھی اک اعزاز ہے لیکن  
بڑا اعزاز ہے محبوبِ محبوبِ خدا ہونا  
بغیر الفتِ آلِ محمدؐ اے مسلمانو !  
کبھی ممکن بھی ہے اجر رسالت کا ادا ہونا  
نہیں ہے غیر سلمانؑ و ابوذرؑ کے مقدر میں  
نبوت آشنا ہونا، امامت آشنا ہونا  
مبارک ہو جہاں بانی دنیا اہل دنیا کو  
ہمارا فخر ہے بس بندہ مشکل کشا ہونا  
سمٹ آئیں گے سارے فاسطے طولِ مسافت کے  
علیؑ کا نام لے کر عازم کرب و بلا ہونا  
زمانے کی روش پر ہم تو معجز چل نہیں سکتے  
علیؑ والوں سے کب ممکن ہے توہینِ دنا ہونا  
معجزِ خیر پوری

کہا : سنتِ دالاجاہل تھا۔ خدا کی قسم، مجھے پینا مولوں کے پہنچانے اور وعدوں کے پورا کرنے اور  
آئینوں کی صحیح تائید بیان کرنے کا علم ہے اور ہم اہلیت نبوت کے پاس علم و معرفت کے دروازے  
اور شریعت کی روشنی ہیں آگاہ۔ ہر کو دین کے تمام قوانین کی روح ایک اور اس کی راہیں پر  
ہیں جو ان پر ہو یادہ منزل تک پہنچ گیا اور بہرہ باب ہوا اور جو پھر دگر گوہر اور خیر کار نامہ  
دیشیان ہوا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آلِ محمد آسمان کے ستاروں کے مانند یہ سب کچھ  
ہے تو دوسرا بھرا آتا ہے جو یا تم پر ان کی نعمتیں مکمل ہو گئی ہیں۔ اور جس کی تم اس لگاتار بیٹھے  
تھے وہ اللہ نے تمہیں دکھایا ہے۔

اگر میں یومین کی ناک پر تلواریں لگاؤں کہ وہ مجھے دشمن رکھے تو جب بھی وہ مجھ سے دشمنی  
نکرے گا اور اگر تمام نساء دنیا کا نسر کے آگے ڈھیر کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے تو بھی وہ  
مجھے دوست نہ رکھے گا اس لئے کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو پیغمبرِ اہی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہوا  
گیا ہے کہ آپ نے فرمایا اے علیؑ! کوئی مومن تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور کوئی منافق تم سے  
حبت نہ کرے گا۔ اب اگر دنیا میں فلاح و نجات حاصل کرنے اور خودی دیا لوسی سے بچنے کے  
لئے عقل یہ تسلیم کر لے کہ حضرت کے طریقہ کو اپنانا واجب ہے تو حضرت علیؑ کے طرز زندگی  
کے سچے کیلئے "مہج البلاغہ" مجموعہ کلام مرتضیٰ کو دیکھیے، سمجھیے اور اس پر عمل کیجیے اس  
کے مطالعہ سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ کلام انوارِ بشری ہے جس کا ہے بس اللہ اور رسول کے  
کلام سے بہت اور بشر کے کلام سے یقینی بلند۔ کلام مرتضیٰ مشعلِ راہ ہے معاشرہ کے ہر فرد  
کے لئے، چاہے وہ مملکت کا حکمران ہو یا سپاہی۔ مجتہد ہو یا طالب علم، مالک ہو یا مزدور، تاجر  
ہو یا خریدار، زمیندار ہو یا کسان لیکن دیکھنا اور سمجھنا شرط ہے۔

# سندھی قدیمی مہجبان حضرت علی ہنی

انصار حسین واسطی

داؤد سندھ کی تہذیب آئینی ہی قدیم ہے جتنی خود جیات انسان کی مدت کتابوں میں سکھایے کہ حضرت آدم **ازکا** سے جدہ کی طرف سفر کرتے ہوئے داؤدی سندھ سے گزرے تھے۔ جب یونان، عرب، چین اور **مصر** کی تہذیبیں شباب پر تھیں عین اسی وقت سندھی تہذیب بھی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ مدت دراز تک راجگان ہندی لگا ہی سلطنت سندھ کی، جانب رہتی تھیں یہی زمین ہے جو سکندر اعظم کو اپنی طرف کھینچ لائی۔ اسی سندھ سے ایرانی مدد کے طالب رہتے تھے۔

ظہور اسلام کے بعد **مصر**، چین اور یونان کی تہذیبیں ماند پڑ گئیں مگر جب عرب میں اسلام کی صبح نمودار ہوئی تو اس صبح کی کرنیں سندھ پر بھی پڑیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود روایت ہے کہ آنحضرت کے صحابہ میں زط" دجاٹ بھی شامل تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کا زمانہ گو کہ خانہ جنگیوں کا زمانہ تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ نے سرزمین سندھ کو بطور خاص اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور شاخوین و عور کو ایک لشکر کے ساتھ

۳۸ء میں سندھ کی طرف اس ہدایت کیساتھ روانہ فرمایا کہ کشت و خون سے حتی الامکان دور رہنا کیونکہ آپ نے اس لشکر کی روانگی صرف تبلیغ دین اور استواری تعلقات کے لئے ہی تھی نہ کہ توڑنا دہوں ملک گیری کے لئے۔ یہ قافلہ سندھ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ سندھ کی سرحد کی انان اور کوہ پاب کے مقام پر پڑیں ہزار پہاڑی قبائل نے لشکر اسلام کی راہ میں مزاحمت کی۔ اس موقع

پر صاحب تذکرۃ الکرام کا بیان ملاحظہ ہو۔ صاحب تحفہ نے لکھا ہے "لشکر اسلام جب نذر بکیر بلند کر کے آگے بڑھا تو یہ پہاڑی خونخوہ لو کہ بھاگے اور کچھ نے امان طلب کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اسی زمانے میں اپنے ایک اور شیعہ کو سندھ کی طرف خیرگالی کے دورے پر روانہ کیا جن کا نام مورجین نے حضرت حارث بن مرہ لکھا ہے۔ یہ حارث بن مرہ بعدی قبیلہ رید سے تعلق رکھتے تھے اور جنگ صفین میں امیر المؤمنین امام المتقین حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے ہمد

یہ سالار تھے۔ روایت ہے کہ جب اسد اللہ الخالب العلی ابن ابی طالب کے ہدایت کی خبر پالی لشکر اسلام واپس ہوا ہے تو جناب وارث بن مرہ حضرت علی کی ہدایت کے مطابق سندھ میں ہی ٹھہر گئے تھے۔

جب حمزہ یحییٰ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی راہ میں مزاحمت کی تو

## قدیمی تعلقات کا مزید ثبوت

آپ نے اپنی شرائط میں ایک بشرط یہ رکھی تھی کہ حجہ کو سندھ دہندہ کی طرف جانے دو۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ خاصہ خصوصی تعلق کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے حضرت امام حسین کے ساتھ جام شہادت نوش فرمائے والوں میں ایک سندھی بھی تھا۔ حضرت امام زین العابدین کی زوجہ سندھی تھیں۔ جناب زید شہیدان ہی سندھی خاتون کے بلن سے تھے اس طرح زیدی سادات نخبہ الہ سندھی ہیں۔ حضرت زید شہید کے ان نشانہ ساتھیوں میں اکثر سندھی تھے۔ بنی امیہ نے جبر و تشدد کے ذریعہ آپ کے جس ساتھی سے آپ کی قبر کا پتہ معلوم کیا تھا، بھی سندھی ہے اور اس کا نام کبلی بن ضعا ہے "صاحب عمدة الطالب فی الانساب ابیطالب" کی تحقیق کے مطابق امیر علیہم السلام کی اکثر بیویاں سندھی تھیں اس طرح سندھی اممہ اطہار کے خاندان سے بھی تھے اور جہاں نشانہ و نشانہ بھی۔

جب جناب زید رحمۃ اللہ علیہ شہید ہو گئے اور سادات

وشیعان علی کے قتل عام کا اعلان کر دیا گیا تو سادات و طرفداران علی علیہ السلام نے سرزمین سندھ کو پناہ گاہ بنایا۔

سندھ میں داخل ہونے والے پہلے شیعہ حارث بن مرہ ہیں اور روایت ہے کہ اللہ میں حضرت عقیل علیہ السلام کی ایک صاحبزادی ہجرت کر کے سندھ میں تشریف لے آئی تھیں۔ جو سندھ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد لاہور تشریف لے گئیں۔ لاہور میں آپ کا روضہ مبارک لاکھوں افراد کی امیدوں کا تکمیل کا مرکز بنا ہوا ہے۔ محمد بن قاسم نے صرف شیعہ تھا بلکہ تحریک تشیعہ کا اہم ترین رکن تھا۔ زید نظر مضمون میں سرزمین سندھ پر انقلابات لانے والوں اور سندھ کی قسمت بدلنے والوں میں چند کے نام یہ ہیں۔

حضرت عثمان مروزی لعل شہباز قلندر، شاہ عبداللطیف بھٹائی، ان دونوں حضرات نے سندھ میں ادب، ثقافت اور تصوف کی راہوں میں ایک نئی روح بھجوری خصوصاً

لعل شہباز قلندر کا حلقہ ارادت پور سے برصغیر و ایران تک پھیلا ہوا ہے۔ حضرت تھانی الدین کا ذرونی سندھ میں پہلے صوفی ہیں۔ ان کے بعد مخدوم سید جلال الدین مہرخ بخاری ہیں۔ یہ زیدی سید ہیں اور عظیم صوفی و دلی ہیں کہ آپ کی ذات سے سندھ نے پوری طرح فیض حاصل کیا۔ آپ کا اولاد میں صوفیا کا ایک طویل سلسلہ مذکور ہے جن میں چند نام یہ ہیں۔ سید احمد کبیر، مخدوم جہان بان جہاں گشت، مخدوم راجو قتال، مخدوم سید ناصر الدین محمود وغیرہ۔

دیگر تباران ذکر اساریہ ہیں۔ جناب مس تبریزی، سید علاؤ الدین ابو عبد اللہ علی بن سعید یہ بھی زیدی سادات سے ہیں۔ میر میراں رضوی، سید بدیع الدین تقوی، میر ابوالغنیث امیر تہور کے پوتے۔ سید صفائی بن سید رضوی عالمی، میر معصوم صاحب تاریخ معصومی، سید محمد صاحب ترفی نامہ، میر زین الدین صاحب حرز البشر، میر علی شیر قانع صاحب، مخفہ انکار ام فرخ نامہ، میر محمد عظیم ٹھٹھوی صاحب دیوان ابیورد خاندان، شیخ مبارک اسہی سندھ کے چشم چرخ تھے جو بعد میں، اکبر اعظم کے مشیر خاص ہوئے اور جن کے صاحبزادے ابوالفضل فیضی اکبری نو دین کے اہم کنن قرار پائے۔

ہجرت کر کے آنے والے سادات کی پہلی منزل ٹھٹھ تھا۔ زیر نظر مضمون میں ٹھٹھ کی طرف آنے والے اہم انزاد کے اہول کا ذکر بھی لکھن ہے اس لئے صرف خاندانوں کا نام درج کیا جا رہا ہے ٹھٹھ شہر میں داخل ہونے والے اور بننے والے سادات کے سلسلے یہ ہیں سادات شیرازی، سادات شہدی، سادات ماژندانی، سادات بنو زاری، سادات کاشانی، سادات بگرامی، علوی سادات، حسینی سادات، زیدی سادات، عابدی سادات، نقوی سادات، نقوی سادات، صوفی سادات اور کاظمی سادات۔

**سندھیوں کے گہا عقیدت**  
سمرزیں سندھ کے شہزاد بھی اہلبیت اطہار علیہ السلام کی خدمت میں کھائے عقیدت پیش کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ چنانچہ لعل شہباز فرماتے ہیں: حیدری ام قلندرم مستم بندہ مرتضیٰ علی مستم۔

شاہ بھٹائی فرماتے ہیں: پیکاوت کفار جا چھی علی شیر، جانب جالی کا ایک شمر۔ آء ہجرت وچوان تو مسلک کنشا جو تھی عام، ب اظہار خیر جس قتم فائق کیو ک اٹی سپ کفار، علی شاہ کا شہر۔

مر قظہ ہونے پر معلوم درسل جام کی ہے ان جی عزت ہونہ اطلاع اہ خاص وہ اتی، عثمان کلبوڑی: هو علی شیر اللہ جو اعنی سالی اقبال، شاہ بچل: علی دلی تو منکر ماسری بت لچھی تو مھتون سنواری، عظیم ٹھٹھوی: خانہ زاد خدا وصی بنی، آخ نیران علی دلی اللہ، مرد را مرد را حق سازد، شاہ مردان علی دلی اللہ، شاہ جہانگیر لاشمی: شاہ ولایت علی رضی، شیر خدا ابن عم مصطفیٰ، علی شیر قانع: با شدمیان مقل قدویاں سلام، نام علی وظیفہ ارواح چوں پاس

**سمرزیں سندھ پر آثار رضوی**

تتاغربن بن دعورا کے اسلامی لشکر نے پہاڑی بلوچوں سے

مقابلے کے دوران جس مقام پر نعرہ تکبیر بلند کیا تھا۔ اس مقام کو اب لاہوت لامکان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بارہویں ہجری کے افتاء تک زمانہ جنگ میں اس مقام سے نعرہ تکبیر کی آواز آتی تھی۔ یہ مقام آج بھی زیارت گاہ خاص دعاء ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت علی اس مقام پر بنفس نفیس تشریف لائے۔ اس مقام پر کئی ایسے نشانات موجود ہیں۔ یہاں ایک غار ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس غار سے مکہ معظمہ اونٹ کے تین دن کے سفر پر واقع ہے۔

**قدم گاہ مولا علی علیہ السلام**

پتھروں پر حضرت علی کے قدموں کے نشانات سندھ میں کئی جگہ موجود ہیں۔

حیدرآباد اور مکی کے نشانات کی زیارت عام ہے۔ مکی میں قدم گاہ سے منسک ایک قریبی مسجد اور امام بارگاہ موجود ہے جو سن تعمیر کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

**حضرت علی کا کنواں**

سیہون کے نزدیک ایک کنواں ہے جس کا پانی نعرہ حیدری لگانے سے جوش مارتا ہے اور زیارت گاہ خاص

عام ہے۔ جیحان علی ہونے کا سندھیوں کو بجا طو پر فخر حاصل ہے چونکہ ایران کے بعد سندھ کو اولیت حاصل ہے۔ ایران اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی سسرال ہے تو سندھ حضرت امام زین العابدین کی سسرال۔ ایران میں روضہ حضرت امام رضا علیہ السلام ہے تو سندھ حضرت علی کا بیض عام ہے اور یہ فخر تو صرف سندھیوں ہی کو حاصل ہے۔ سے کہ

حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنا پرچم سندھ سے جانے والے ایک وفد کو عنایت فرمایا جس کا عکس سندھ کے چپے چپے پر نظر آتا ہے اور جس کی مناسبت سے سندھیوں کی غالب اکثریت خود کو مولائی کہتی ہے۔

**مخصوص تبرکات** | ادراج (بھادپور) کے خاندانہ بخاریہ میں چند لذت و تیرکات آج تک محفوظ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

- ۱- آنحضرت کی دستا مبارک
  - ۲- پنجتن پاک کی چادر (کسا دیمینی)
  - ۳- جناب سیدہ کی روئے مبارک
  - ۴- حضرت حسنین کی تلواریں۔ تمغہ و مصما
- ادراج کا خاندانہ گیلانیہ میں بھی چند تبرک محفوظ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-
- جناب رسول خدا کا نقش قدم مبارک اور حضرات حسنین علیہم السلام کے دست مبارک سے لکھے ہوئے بعض حصص قرآن مجید۔

## ”علی اللہ از ازل گفتم“

حضرت ابو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ در مدح علیؑ

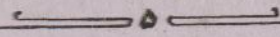
از حے حَبِّ شاہ مرستم بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم  
من بغیر از علیؑ ندانستم علیؑ اللہ از ازل گفتم  
حیدریم قلندر م م م  
بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم

جام ہر علیت در دستم بادہ زان جام خوردہ مستم  
رنر بیباک حیدری ہستم کمر اندر قلندری بستم  
حیدریم قلندر م م م  
بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم

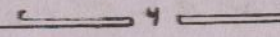
از علیؑ بادلم نشا خوانم شاہ اقلیم ہل اتی خوانم  
مالک تحت قل کفی خوانم وارث تاج ائمہ خوانم  
حیدریم قلندر م م م  
بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم

سرور ہر کہ مرتضیٰ باشد بے شک آن شخصے اولیا باشد  
سرور دین مصطفیٰ باشد دروآن نام مرتضیٰ باشد  
حیدریم قلندر م م م

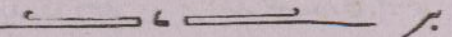
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



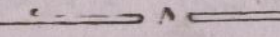
بادۂ ہیرانوری زده ام سگۂ ضرب قبری زده ام  
کوسر دین پیمبری زده ام جام لبریز حیدری زده ام  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



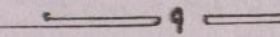
برائے ہر شاہ می پریم چون نصیری کہ بندۂ اویم  
یا علیٰ دانم علیٰ گویم جز علیٰ دیگری نمی پریم  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



پیر من شاه من اللہ من است نور ایمان حبیب شاه من است  
سایۂ لطف او پناہ من است صادق شاه من گواہ من است  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

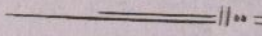


ردتیش ردیت خدا دانم نور حق کے زحق جدا دانم  
ذات پاکت خدا ناما دانم گر تو ان ذات مصطفیٰ دانم  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

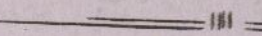


غمی حیدر کراتو میدانی کانسری دیہودی، نغرافی

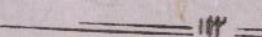
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



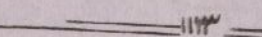
الحمد للہیم بواللہیمیت رالی اللہ مظہر اللہیمیت  
حی اللہ قدرت اللہیمیت بتقصیری ذات اللہیمیت  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



وصی مصطفیٰ علیت یکر سرور الیہ علیت یکر  
نور ایمان لانتیت یکر یا قہوار رحمت علیت یکر  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



عاشق کلامن مستاتم ہادی سالکان عرفانم  
سرگروہ تمام بندانم چیراں ملک کوئے بیزدانم  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم



بیت علی میر سائق کوثر بیت علی قاسم تقسیم بستر  
بیت علی حاکم تقویٰ نور تقیرت شدت تقیم نیک جلاکر  
حیدریم قلندرم مستم  
بندۂ مرتضیٰ اعلیٰ ہستم

۱۳  
انچہ در وصفِ مصطفیٰ اکرم  
سراسر بر ملا گفتیم  
ہمہ از لہجہ مرتضیٰ گفتیم  
حرف حق راست بر سخی گفتیم

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۱۵  
یا علی من ز تو ترا خواہم  
چون نصیری دگر کرا خواہم  
در د عالم بگو کرا خواہم  
جز تو کیست تا ورا خواہم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم  
حیدریم قلندر مستم

۱۶  
چارہ تن شفیع عصیانم  
ہر ایشان بجان ایمانم  
دبدم نام ایشان ہی خوانم  
غیر ازین چسارہ نمی دانم

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۱۷  
حضرت سیدۃ النساء زہرا  
زیب از یافت عصمت و تقویٰ  
ہمت مقصومہ او بسزد خدا  
می کنم لعن دشمن او را

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۱۸  
نوز تابان ز ہر شاہ نجف  
حسن تجلی بود اشرف  
دامن او بود مرا در کف  
نیست با کے مرا خون زلف

۲۵  
حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۱۹  
گو ہر کس شاہ ہوا علی  
شاہِ منظلوم حسین ابن علی  
چون بدر عالمی خفی و جہی  
دشمنش راز نم ز تیغ بی

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۰  
نور چشم شہید کرب و بلا  
عابدین شاہ رضا بقضا  
آدم ابتدائے آلِ عبا  
لعن خصمش کف بہ صبح و مسا

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۱  
آن نبی صورت علی افعال  
باتر دین پناہ نیک خصال  
نطق اولنطق ایزد متعال  
دل از ہر اوست مالا مال

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۲  
وارث دین پاک پیغمبر  
مذہب بشر صراط صادق جعفر  
واقف بسرِ فالق اکبر  
ہمت تشبیہ شان پیغمبر

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۳

۲۱۱  
موسیٰ کاظم است امام بختی بہت اسلام را ازور دلق  
دشمن اوست کافر مطلق بشوئے خارجی سگ و اجن

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۲۳  
شاہ دین علی رضاست بگو وصی نفس مصطفیٰ است بگو  
بلکہ خود عین مصطفیٰ است بگو خصم او دشمن خداست بگو

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۵  
التقی با تقی تمام کنم تقی آن تقی امام کنم  
فیض او بہر خاص و عام کنم لعن بردشمنش مدام کنم

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۶  
قبیلہ دین من علی تقی پاک و معصوم بہت مثل علی  
ہیر او بہت ہیر دین نبی تخت اعدائے او لعین دشقی

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۷  
حسن عسکری بعد او جو حسن انس و جان را امام شہرین  
خلق او برد چون نبی حسن حاسدش را منم عیاں دشمن

حیدریم قلندر مستم

بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۸  
با صفات علی بن ابی طالب ہدیٰ ہادی شہر غالب  
حسب او گشت پر ہمہ واجب بر زہورش منم زجاں طالب

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۲۹  
قام آل مصطفیٰ ہدیٰ قاتل خصم مرتضیٰ ہدیٰ  
بخدا است امام ما ہدیٰ چون علی منظر خدا ہدیٰ

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۳۰  
چوں بہ اعدائے دین کر بستم تبر حیدری بہت در دستم  
قاتل آل جماعتی ہستم ضرب نعت زخم کہ من مستم

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۳۱  
چوں مسلمانیم علی دانم در تو کلا بصدق و ایمانم  
در تبرے چو تیغ بُرانم ہر عدد و ذر الفقار میرانم

حیدریم قلندر مستم  
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

۳۲  
حرمتِ اہلبیت را بباد نعت حق بران سہ ملعون باد

لعن گفتم آنکه از حلال بزد لعن آنها کنم شوم آزاد  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۳

بروائے خارجی سگ و احمق پیش من بیچ مگو بق بق  
 بشنوائے خارجی خر مطلق پیر من مرقضی اعلیٰ است بحق  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۴

مکتر بن شاه ذوالفقار من باک از خارجی ندارم من  
 چون نصیری که نام دارم من علی اللہ آشکارم من  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۵

ابن بجم شد از نفاق خراب خائن ابن زیاد دست خطاب  
 شمر ملعون بوزر بهر عذاب میکنم لعن بر سه بهر ثواب  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۶

کرد ایزد برل سه بگم لعین لعنت بے نهایت و نفرین  
 فرض لعن شان بصاحب دین می کنم لعن بر سه بهر لقیین  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۷

این سه مرد در ا بجا بزنم کفش لغت بفرق شان بزنم  
 این سه نامراد بجا بزنم چوب دست قلندرا بزنم  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۸

من حسینی حلقه در گوشم بادشہ کے شوق فراموشم  
 عشق شہ بردا است از ہوشم جو نصیری بنده مدہوشم  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۳۹

بہ زخلد بریں رو نجف است جان من عازم رہ نجف است  
 چشمہ کو تراں شہ نجف است میرسم رہم شہ نجف است  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۴۰

بہ نجف می رسم شاه نجف در جہاں یافتہ پناہ نجف  
 ممر نہ چشم گرد راہ نجف بر سازدوائے الہ نجف  
 حمیدریم قلندرم مستم  
 بنده مرقضی اعلیٰ هستم

۴۱

یا علیٰ دلی شہ مرداں سچی مصطفیٰ و عترت آن  
 کہ بجان بندہ مندوستان بہ نجف زود تر مرا برساں



حمید ریگم نقلت درم مستم  
بیتدہ مر لفظی علی بر مستم

من صلیا تم علی ودا تم در تو لا یصدق ایام تم  
در تبرا جو تیغ بر ام تم شرفت این در القادر عیا تم

حمید ریگم نقلت درم مستم  
بیتدہ مر لفظی علی بر مستم

حضرت بہار کی ولادت با سعادت کے  
چہار روز صد سالہ یادگار کے موقع پر پوراب  
۲۱۵ نمبر رسالت پر فروخت کی گئی۔  
شعبہ ادارہ عالیہ تبلیغ و اشاعت سترنگر کھنڈ

### امیر المومنین فرماتے ہیں کہ

”جیب سے میں پیدا ہوا، میں نے راحت و سکون نہ دیکھا۔  
خدا کا شکر ہے بچپن کا عالم قوت میں رسالت مآب صلعم کے ساتھ  
گزرنا۔ بڑا اہول تو جہاں میں مصروف ہوں کہ مترکین و منافقین کو  
اس مخفرت سے بھٹاتا رہا۔ وفات رسول اکرم کے بعد سخت  
آزمائش کا زمانہ جھیلا، مگر تمام مصیبتوں کا حیر و ضبط سے  
مقابلہ کیا۔ الحمد للہ کہ امتحان کا پورا زمانہ پر ایت پیغمبر  
کے مطابق جاریہ مصیبتوں پر گزرنا۔ آخر حیر و عمل میں بڑھایا

”الکیا۔“

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ



سمئے تو بنے نقطہ پھیلے تویہ قرآن ہے  
اس پیکر معنی کی تفسیر نہیں ممکن

عَلَى رَبِّهِمْ نَقَطَةٌ زَيْبًا كَيْفَ يَدْرُسُ بِمِثْلِ اللَّهِ  
بیشے کلام ہو اس میں وہ آگے لے لیتے

# عَلَى اللَّهِ

دوم

حصہ

محمد رومی خان

کردہ ام ایس نذر مولائے برف گر قبول اقتدر ہے عز و شرف

کتاب ملے کے پستے

محل جیدری، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی ۱۸

احمدک ڈپو، رضویہ سوسائٹی، کراچی

مفتوحہ ٹیک اینجینی، مارٹن روڈ، کراچی

ناشر

## رحمت اللہ تک ایجنسی

بمبئی بازار - کھارادر - کراچی ۱۷

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ

عَلَى اللَّهِ